

پیش روئی و تقویٰ کی بات

افسراق بین المسلمین کے اسباب

مبارک حسین صاحبی ایم اے

0300-4235658

مکتبہ جمعہ

برصغیر میں دینی فتنوں کی مینار

افسراقِ بین المسلمین کے اسباب

مبارک حسین مصباحی ایم اے

استاذ جامعہ اسلامیہ شریعہ مبارک پور، اٹلیا

فیشن جیولرز، چاندنی چوک، سائندھ، لاہور

مہکینہ بیوی پٹیل

لاہور 4135054-0300



جملہ حقوق فی سبیل اللہ آزاد ہیں

نام کتاب	برصغیر میں افتراق بین المسلمین کے اسباب
مصنف	علامہ مبارک حسین مصباحی راءیم۔ اے
دیباچہ	علامہ شبین اختر مصباحی راءیم۔ اے
سن اشاعت	صفر المظفر ۱۴۲۹ھ فروری ۲۰۰۸ء
تعداد	ایک ہزار
عکس کتابت	المجمع الاسلامی ٹیلیٹیشن
صفحات	۲۳۰
ناشر	المجمع محمد حنیف، محمد نعیم، فیشن جیلرز، چاندنی چوک، سمانہ لاہور
تقسیم کار	مکتبہ نبویہ، مجمع بخش روڈ، لاہور
قیمت	دعائے خیر بچن معاونین

یہ کتاب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ کے سالانہ عرس پر چھپوا کر اعزازی تقسیم کی جارہی ہے۔

یہ دو فی حضرات ۴۰ روپے کے ڈاک کٹ بھیج کر مفت حاصل کر سکتے ہیں۔

کتاب مفت حاصل کرنے والے فوری رابطہ کریں، ورنہ مفقودت!

رابطہ: مکتبہ نبویہ، مجمع بخش روڈ، لاہور

اعلیٰ حضرت مجتہد دین و ملت کے 88 ویں عرس مبارک پر

خصوصی پیش کش

☆☆☆

بیاد

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت محدث بریلوی

الشاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ

جن کے قلم نے برصغیر میں دین کے نام پر ابھرنے والے فتنوں کے طوفانوں کا مقابلہ کیا۔

کَلْبِ رِضَا ہے خَیْرِ خَوْخَوَارِ و برق بار

اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

مصنف کتاب پر ایک نظر

علامہ مبارک حسین مصباحی "ماہنامہ الاشرفیہ" جلدہ الاشرفیہ مبارک پور معظم گزہ (اظہار) کے چیف ایڈیٹر ہیں۔ جن کے ادارے اعلیٰ علم و فضل سے دلائل حسین پاتے ہیں اور جن کے مقالات بڑی دلچسپی سے پڑھے جاتے ہیں۔ آپ ان دنوں "جلدہ الاشرفیہ" مبارک پور میں مستقر رہیں پر وہیں انروز ہیں۔ چاند طیبہ شاہ آباد راجپور (یو پی) کے محکمہ ہیں۔ "اشرفیہ" مصباحی "مبارک پور کے صدر شعبہ ہیں۔ وہ آل اظہار "معاہدہ رضا" معلق "بریلی کے صدر ہیں اور جلدہ الاشرفیہ مبارک پور کی "پبلیکیشنز" کے رکن ہیں۔

آپ کے والدہ محترمہ فاضل احمد رحمۃ اللہ علیہ راجپور کے اعلیٰ علم میں سے تھے۔ حضرت علامہ مصباحی شاہ آباد ضلع راجپور میں ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۷ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۳۹۸ھ میں مدرسہ اعلیٰ علم مکمل سے قرآن پاک حفظ کیا۔ دینی علوم میں ۱۹۸۹ء میں "جلدہ الاشرفیہ" سے دس سالہ تعلیم حاصل کی۔ اور آلہ آباد پور سے فاضل دیہات "مرہٹی اور فارسی میں سند حاصل کی۔ مکہ پور پور میں گیا (بہار) سے ایم اے کیا۔ اور سلسلہ قادریہ میں مفتی اعظم ہند بریلی سے بی۔ اے کیا۔ ان دنوں وہ "جلدہ الاشرفیہ" میں استاد ہیں اور "ماہنامہ الاشرفیہ" مبارک پور کے مدیر بھی۔ رابطہ کیلئے ۵۰۰۲۱۵۰۳۹ فون پر ان کی آواز سنائی دے گی۔

انہوں نے برصغیر میں دینی فتویٰ کی تاریخ اور ان فتویٰ کے ذریعے اثرات کا گہرا مطالعہ کیا ہے اور "مفتوح بین المسلمین" کے اسباب "بھٹی کتب کو اس اعزاز سے سرب کیا ہے کہ مسعود کی تحلیلات ان کے اعتماد کی شہرہ ہے اس اعزاز میں مجید قریاس پرستی ہیں کہ کتاب پڑھنے والا تسلسل کے ساتھ مطالعہ کرتا جائے۔ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن آپ کی گرائی میں جمعہ ۱۳۹۸ھ میں مبارک پور (اظہار) سے چھپ کر مارے ہندوستان میں پھیلا۔ مسعود کی اہمیت اور اعزاز قریہ کی خوش فہمی کے پیش نظر "مرکزی مجلس رضا" لاہور نے مجید کو مفت تسلیم کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب جہاں جہاں گئی۔ اعلیٰ علم سے دوسرے کو ملتی تھی۔

پیر زادہ اقبال احمد قادری۔ ایم۔ اے

دیر ماہنامہ "جہان رضا" لاہور

فون نمبر: ۷۳۵۸۳۶۵

موبائل: ۰۳۰۰-۴۲۳۵۶۵۸

فہرست عنوانات

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۳۱	افتراق بین المسلمین کا تاریخی جائزہ	۱
۶۵	جادو حق و صداقت	۲
۱۰۹	برصغیر میں افتراق بین المسلمین کا آغاز و ارتقاء	۳
۱۳۵	مجڑے حالات بدلتے چہرے	۴
۱۶۳	وحید الدین خاں سے دو باتیں	۵
۱۹۱	نظریاتی اختلافات سے قتل و غارتگری تک	۶
۲۳۰	مآخذ و مراجع	۷

☆☆☆

سرنوشت

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ارنہ
 ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است
 سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است
 چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است
 بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ است
 وگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است
 (از شاعر مشرق ذاکر محمد اقبال)

باسمہ تعالیٰ و بہکرم حبیبہ الاعلیٰ

دیر نظر کتاب مختلف اوقات میں ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور کے لئے لکھی گئیں چند
 تحریروں کا مجموعہ ہے۔ پہلے دو مضامین بطور خاص اسی کتاب کے لئے مرتب کئے ہیں، آخری
 مضمون مختصر تھا سر دست اس میں بھی تین گنا اضافہ کیا گیا ہے، باقی تحریروں پر بھی نظر ثانی اور
 قدر ضرورت حذف و اضافہ کیا ہے، ان تمام تحریروں میں جو چیز قدر مشترک ہے وہ ہے حق و
 باطل کے درمیان خط امتیاز، برصغیر میں افتراق بین المسلمین کے اسباب کی تلاش، امت

مسلمہ میں امن و اتحاد کی آرزو مندی اور اصلاح فکر و اعتقاد کی مضطربانہ خواہش

آج ہمارے عالم کفر کی دہشت گردی اسلام اور اسلامی عزائمات و روایات کو بڑے
 اعلیٰ درجے کے درپے ہے، اس درناک صورت حال میں مسلمانوں کا امتیازی تشخص و وقار
 ہر پہلی خطرے کی جانب بڑھ رہا ہے، جس وقت میں یہ طریقے گھبراہٹوں کا دنیا کا سب سے بڑا
 اسلام دشمن دہشت گرد ملک امریکہ اپنے اتحادیوں کی پشت پناہی کے ساتھ بے قصور نیچے
 افغانستان پر فضا کی بمباری کر رہا ہے۔ سیدھا دل دینے والی خبریں نشر کر رہا ہے، پوری دنیا
 کے مسلمان سانس روک کر افغانی مسلمانوں کو تحفظ دھماکے لئے دست بدعا ہیں، احتجاجات
 کی چیخ و پکار بھی سننے میں آ رہی ہے۔ مگر انہوں نے عالم اسلام کے تمام حکمرانوں کی مکمل امریکہ
 کے ساتھ میں ہے اسے آپ مصلحت وقت نہیں یا امن الوقتی، ایمانی غیرت و حبیت کا فقدان ان
 میں بہر حال چھٹی ہے۔ ان حالات میں حال و مستقبل کے خطرات سے مقابلہ کرنے کے لئے
 اولین اور بنیادی مرحلہ یہ ہے کہ مسلمان باہمی تفرقہ فسخ کریں اور امن و اتحاد کی خوشگوار فضا میں
 متحد ہوں۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے

نیل کے ساحل سے لنگر تانناک کا شفر

مگر اس مرض افتراق کے علاج کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اسباب افتراق کو
 تلاش کیا جائے اسباب کے باقی رہتے ہوئے علاج کرنا اندھیرے میں تیر چلنے کی طرح
 لامحالہ صلی حد و جدہ ہے، شتر مرغ کی طرح ریت میں منہ چھپانے سے وقتی تسکین تو مل سکتی
 ہے مگر اسے خطرات سے محفوظ رہنے کا مل نہیں کہا جاسکتا۔ خدا را آپ خارجی دباؤ سے بے نیاز
 اور مسلکی مصیبت سے بالاتر ہو کر ہمارے مصروفیات کا بخور مطالعہ کریں، اگر ہمارے پیش
 کردہ تاریخی شواہد اور دینی حقائق سے آپ ہر طور پر مطمئن نہ ہوں تو انہیں خطوط پر مزید
 مطالعہ اور تحقیق و تلاش کا سطر جاری رکھیں۔ تلاش حق کی غلصہ نہ جد و جدہ بجائے خود عبادت اور

اصلاح فکر و عمل کی جانب پیش قدمی ہے۔ میں اپنی فکر و تحقیق قصوں کا عادی نہیں۔ میں نے تو
 اجتماعات اور اصلاح امت کی غرض سے غور و فکر کی کچھ بنیادیں فراہم کی ہیں، مگر اتنی بات تو
 میں بڑے ذوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ آپ کا ذہن پہلے سے اگر کسی کا جانب دار نہیں بلکہ
 حق کا طرفدار ہے تو اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ہی آپ پر سواد عظیم و سلامت و جماعت کی
 صداقت و حقانیت شمس و زکریا کی طرح واضح ہو جائے گی اور حق واضح ہو جانے کے بعد بھی
 آوارہ و گمراہی پر باقی رہنا یا حسب سابق روش پر اوڑھ رہنا مٹا ہونے والی اور فرقہ وارانہ ذہنیت کو
 فروغ دینا ہے۔

ان خبریوں کے مطالعہ کے دوران ہو سکتا ہے آپ کو ایک سے زیادہ مقام پر بحار
 مباحث کا احساس ہو تو اس کے لئے میں کوئی معذرت بھی نہیں کرتا کیونکہ جب مشترک مسائل
 پر مختلف نشستوں میں گفتگو کی جاتی ہے تو ایسا ہو جاتا ہے کہ ایک فطری امر ہے۔ ہاں چند مقامات پر
 آپ کو لب و لہجہ کی تخی کا احساس پریشان ہو سکتا ہے تو یہ ہم نے قصداً نہیں کیا یہ ایک حقیقت
 ہے کہ ایک زخمی دل انسان جب اپنی ملت کے اسباب زوال اور احوال غم سنا رہا ہے تو
 غیر اختیاری طور پر جذبات کا بھڑکاؤ کبھی آداب سے بے نیاز کر دیتا ہے لیکن ہوش مند لوگ
 حالات کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے اسے معیوب نہیں سمجھتے بلکہ فطری نقائص سے تعبیر
 کرتے ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہماری کوئی بات آپ کی پہلے سے طے شدہ فکری ڈگر کے
 خلاف ہو اور آپ کو کوڑی گتے تو اسے ”البتہ پر محمول کریں۔“

میں اپنی اس تقریر کے سلسلہ میں کسی قسم کی داد و تحسین کا مستحق ہرگز نہیں، یہی کیا مجھے
 اپنی کسی بھی نگارش کے بارے میں اس کی خواہش نہ رہی ہے نہ ہے اور نہ ہوگی۔ ہاں میرا ظلم
 خدا سے وعدہ و لاشریک کی بارگاہ میں اس آرزو کے ساتھ جہد و جہد ہے کہ رسولی تعالیٰ اپنے حبیب
 علیہ السلام کو نکاتات و حقائق کے پیش ان خبریوں کو گمراہی گمان زدہ کی مہابت کا ذریعہ بنادے اور ٹولہ
 میں بنے لوگوں کو مشفق رسول کے تحفظ و اتحاد پر متحد فرمادے۔ آمین

تقریظ جلیل

از: صدر العلماء حضرت علامہ محمد احمد مصباحی

صدر المدرسین الجلہ الاشراف مہار کپور

بسمسلا و حامدا و مصليا

یہ پروین گیلے کا دور ہے جس کے بل پر کچ کو چمپانے اور جھوٹ کو بار کرانے کا کاروبار بڑے منظم پیمانے پر ہو رہا ہے۔ امریکہ سے لے کر اٹلی تک اس میدان میں باطل پرستوں کی ٹولیاں اپنے اپنے حلقہٴ ابلاغ کے لحاظ سے پیش پیش نظر آئیں گی۔ اور زیادہ تر جموں اور باطل حریفوں کی استاد کی کاسہرا کی ستم پیشہ بیوی یا فرنگی کے سر ہوتا ہے جس سے روحانی ولایت دینی تعلق رکھنے والے سیکھ سیکھ کر اسی ڈگر پر چلنے کی بیجم کوشش میں مبتلا رہتے ہیں۔

ان ہی پروین گیلوں میں سے اہل باطل کا ایک پروین گیلہ یہ بھی ہے کہ مسلمانوں میں تفریق کا کام بریل کی مرزومے سے مولانا احمد رضا بریلوی کے ہاتھوں شروع ہوا۔ اس جھوٹ کی اشاعت اس قدر کی گئی ہے کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے بہت سے سادہ لوح لوگوں نے اسے سچ مان لیا ہے۔ ان کے پاس نہ اپنی ذاتی تحقیق ہے نہ اس کی فرصت۔ مگر اس کتاب کے مطالعہ سے آپ کو اور ہر انصاف پسند کو یہ معلوم ہوگا کہ حقیقت کیا ہے؟

اس میں تاخیر تو یہ دلائل و شہادہ کی روشنی میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مسلمانوں

اب میں اپنے تمام اساتذہ کی بارگاہ میں سراپا شکر و نیاز بن کر حاضر ہوتا ہوں جن کے علمی رویے فیض کی بے کراں موجوں نے مجھے سیراب کیا اور بطور خاص اساتذہ المکرم حضرت علامہ محمد احمد مصباحی صدر المدرسین جامعہ الاشراف مہار کپور جن کی پدرانہ شفقتوں نے میرے فکر و قلم کی تربیت فرمائی۔ میں دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں مفکر اسلام حضرت علامہ رئیس اختر مصباحی بانی و مہتمم دارالعلوم دہلی کا جنھوں نے زیر نظر کتاب کو بلا حلف فرمایا اور بطور تقدیم و تخریب مگر افتخار تحریر پر قلم فرمائی، بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں محبتِ کرم حضرت مولانا زاہد علی سلاوی اور مولانا عبدالصمد مصباحی کا شکریہ ادا نہ کروں جو قدم قدم پر میرا سہارا بن رہے ہیں۔ اور درجہ تحقیق کے ان ہوشیار طلبہ کا ذکر خیر بھی ضروری سمجھتا ہوں جن کے اصرار پر یہ تحریریں منظر عام پر آئیں۔ یعنی مزید ان گرامی مولانا بکھیل الرحمن نقاشی مصباحی اور مولانا محمد منظور مسماعی۔

آخر میں ایک انتہائی اپنے قارئین سے کریں گے کہ اگر انھیں یاد رہے تو میرے والدہ گرامی جناب طویل احمد مرحوم و مغفور کے لئے دعائے مغفرت ضرور فرما دیں جو میری کامیابی کی قسائے کر اس جہان فانی سے چل رہے ہیں۔ اپنی اس تحریر کا اجر انھیں کی بارگاہ میں ملے گا کہ ان سوئی ان کی قبر کو جنت کا ایک ٹکڑا بنادے۔ آمین بجا حنیف سید المرسلین

از مہارک حسین مصباحی راپوری

۷ ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ / ۲۵ اکتوبر ۲۰۰۳ء

میں شیعہ دینی کا اختلاف تو پرانا ہے اور رہنماؤں میں جو تفریق ہوئی ہے وہ برہمچی سے نہیں بگڑ چکی ہے۔ ہوئی ہے۔ یہاں کے اور دیگر ممالک کے اہل سنت ایک تھے۔ نجد میں کتاب التوحید اور ہند میں تقویۃ الایمان کے ذریعہ ہائی پراس کی شاخ دیوبندی کے نام سے ایک فرقہ جنم دیا گیا جو اپنے یوم پیدائش سے لے کر آج تک قدیم مسلک اہل سنت کے حامیوں سے برسر پیکار ہے۔ جموں اور قریب کا ایسا دلدراہ اور عادی ہے کہ خدا کو بھی بالامکان چھوٹا اور صوب دار مانا ہے۔

غیر گرامی مولانا مبارک حسین مصباحی کو رب تعالیٰ جزائے خیر سے نوازے کہ انھوں نے اس طرح کے مکر و فریب کا پردہ چاک کرنے کے لئے مبسوط مقالات لکھے جن میں سے بعض جتہ جتہ میں نے بھی دیکھے آج جہاد بالینف تو ناپید ہی ہے لہذا دیا قلم بھی کم ہوتا جا رہا ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اذا ظہورت الفتن و البسوع و لستم یبظہرو العالم علمہ فعلیہ لعنة اللہ و الملائکۃ و الناس یحسمین۔ اور کا قال صلی اللہ علیہ وسلم۔ جب فتنے اور گمراہیاں ظاہر ہوں اور عالم فتنہ علم چھپائے رکھے تو اس پر اللہ اور فرشتوں اور انسانوں سب کی لعنت ہے۔ اور فرمایا: لان یمیدی اللہ ہک رجلا غیر مما طلعت علیہ الشمس، ہمارے ذریعہ کسی ایک شخص کو ہدایت نصیب ہو جائے تو یہ قہارے لئے روئے زمین کی حکومت سے بہتر ہے۔

موتی تعالیٰ اس کتاب کو رافع فتن اور ہادی راہ سن بنائے۔ مصنف کے علم و حکم اور شاد و غل میں برکتیں نصیب فرمائے اور محنت و قوت اور عافیت کے ساتھ امت دین شین سے ہمیشہ وابستہ و سر فراز رکھے۔

اس کتاب پر برادر گرامی مولانا شہین اختر مصباحی نے ایک عالمانہ اور دقیق

مقدمہ تحریر فرمایا ہے جس کے بعد میری خامہ فرسائی کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ مگر مولانا مبارک حسین کے مسلسل اصرار پر یہ چند سطروں لکھنی پڑیں۔ موتی تعالیٰ ہم سب کو توفیق خیر سے نوازے۔ اپنی اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ و علی آلہ و صحبہ وسلم کی رضا و خوشنودی کے کاموں میں لگائے اور ہر طرح کے شر و فتن سے محفوظ و مامون رکھے۔

محمد احمد مصباحی

۱۳ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ

۱۲ ستمبر ۲۰۰۲ء

اسلام ترا دین ہے تو مصطفوی ہے

مفکر اسلام حضرت علامہ ایس اختر مصباحی

بانی و مہتمم دارالہکم، دہلی

دین اسلام ہمیشہ ایک رہا ہے جو اللہ کا منتخب اور پسندیدہ دین ہے۔ وجود تو حید باری تعالیٰ، نبوت و رسالت، کتب سہاویہ، ملائکہ، تقدیر، جنت و دوزخ وغیرہ اس دین کے بنیادی معتقدات ہیں۔ یہ ہر دور میں یکساں اہمیت کے حامل رہے ہیں۔ ایام و غور اور احوال و ظروف کی تبدیلی کا ان پر کبھی کوئی اثر نہیں ہوا۔ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام انہیں کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے رہے اور حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سارے پیغمبروں کا اعتقادی محور مرکز یہی دین اسلام رہا ہے۔

پیغمبر اسلام جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب بعثت ہوا کہ ہوئی تو آپ نے بھی اسی دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت فرمائی۔ اپنی حکیمانہ دعوت اور کریمانہ اخلاق سے لوگوں کے قلوب و اذہان کو اسی کی طرف مائل کر کے انہیں اس کا حامل اور پھر اس کا داعی و ترجمان بنایا۔ اسی وحدت دین کا اعلان کرتے ہوئے رب کائنات ارشاد فرماتا ہے۔ وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا۔ (سورۃ المائدہ: آیت ۳)

شریعۃتیں الہیہ منسوخ ہوئی رہی ہیں، ان کے احکام و مسائل بدلتے رہے ہیں۔

لیکن پیغمبر اسلام جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت اتنی جامع و مکمل ہے کہ شرائع سابقہ کی طرح وہ کبھی منسوخ نہیں ہوگی۔ شریعت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا یہ امتیاز و اختصاص ہے جس پر گردش ایام کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ یہی شریعت نافذ و باقی ہے اور اسلامیان عالم کی ہدایت و رہنمائی کیلئے تاقیامت کافی ہے۔

اسی دین اور اسی شریعت کی ری کوضیعتی سے تمام کر محمد و مظہر بنے کامل ایمان و اسلام کو بار بار رنگم دیا گیا ہے۔ اور اس سے اُغراف کے نقصان و خسارہ کی جائیداد عید سنائی گئی ہے۔ قرآن حکیم کے فرامین و ارشادات پر عمل اور جماعت مسلمین کی موافقت و رفاقت کو ہر مسلمان کے اوپر لازم کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا۔

(سورہ آل عمران: ۱۰۳)

اور اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں پیٹ نہ جانا

وَاطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فِيهِ فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ

(سورۃ الانفال: ۴۶)

اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر بزدلی کرو گے اور تمہاری ہمدردی ہوئی ہو جاتی رہے گی۔

اہم ساہتہ کے سلسلہ میں قرآن حکیم میں جو کچھ آیا ہے اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مدت تک دین کے ساتھ شریعت بھی ایک ہی تھی۔ لیکن اختلاف فطرت و طبیعت نے جب زور پکڑا تو اس کے ناخوشگوار اثرات ظاہر ہوئے۔ اور لوگ باہم دست گجریاں ہوئے۔ اس موضوع کی آیات سے اس کا بھی علم ہوتا ہے کہ طبعیت ربانی ہی ایسی نہیں ہے کہ سب لوگ لحد واحدہ بنے رہیں۔ یہ اس کی حکمت اور مصلحت ہے جس کا راز اور اس کی حقیقت وہی جانتا ہے۔ ذیل میں چند

آیات ماحظ فرمائیں۔

وما كان الناس الا امة واحدة فاخلفوا

(سورہ یونس: ۱۹)

اور لوگ ایک ہی امت تھے پھر خلف ہوئے۔

كان الناس امة واحدة فبعث الله النبيين مبشرين ومنذرين

(سورہ البقرة: ۲۱۳)

لوگ ایک دین پر تھے پھر اللہ نے انبیاء بھیجے خوشخبری دینے اور ڈر سنانے۔

لكل جعلنا منكم شرعة ومنها جا ولو شاء الله لجعلكم امة واحدة ولكن ليبلوكم في ما اتمكم

(سورہ المائدة: ۴۸)

ہم نے تم سب کے لئے ایک ایک شریعت اور راستہ رکھا اور اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت کر دیتا مگر منظور یہ ہے کہ جو کچھ تمہیں دیا اس میں قصص آزمائے۔

ولو شاء ربك لجعل الناس امة واحدة ولا يزلون مختلفين الا من رحم ربك .

(سورہ صود: ۱۱۸)

اور اگر تمہارا رب چاہتا تو سب آدمیوں کو ایک ہی امت کر دیتا۔ وہ آدمی تو ہمیشہ اختلاف میں رہیں گے مگر جن پر تمہارا رب نے رحم کیا۔

ایمان و کفر، حق و باطل، خیر و شر، نور و ظلمت کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کے ذریعہ واضح کیا۔ اور ہر انسان کے اندر یہ صلاحیت و ودیعت فرمادی کہ وہ ہدایت و ضلالت میں سے جس کا چاہے از خود انتخاب کر لے۔ اور پھر آزمائے دوسرا اور ثواب و عذاب کا خود ہی ذمہ دار بھی ہو۔ اگر اللہ چاہتا تو ایمان و ہدایت پر سب کو جمع فرما دیتا مگر

اس نے ایسا نہیں کیا۔ تاکہ وہ اس کا امتحان لے اور اسے آزمائے کہ وہ اپنے لئے سعادت چاہتا ہے یا شقاوت اچھا نچھا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل فله الحجة البالغة فلو شاء لهداكم اجمعين .

(سورہ الانعام: ۱۳۹)

تم فرماؤ اللہ ہی کی حجت پوری ہے، وہ چاہتا تو تم سب کی ہدایت فرماتا۔

ولو شاء ربك لامن من في الارض كلهم جميعا .

(سورہ یونس: ۹۹)

اور اگر تمہارا رب چاہتا تو زمین میں جتنے ہیں سب ایمان لاتے۔

وقل الحق من ربكم فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر .

(سورہ الکہف: ۲۹)

اور فرماؤ کہ حق تمہارا رب کی طرف سے ہے۔ جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔

ان هذه تذكرة فمن شاء اتخذ الى ربه سبيلا .

(سورہ الحجر: ۱۹۔ سورہ العنكبوت: ۲۹)

بیشک یہ نصیحت ہے تو جو چاہے اپنے رب کی طرف راہ لے۔

فيضل الله من يشاء ويهدي من يشاء وهو العزيز الحكيم

(سورہ ابراہیم: ۴)

پھر اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔

قل ان الله يضل من يشاء ويهدي اليه من اناب (سورہ الرعد: ۲۷)

تم فرماؤ! بیشک اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور اس کی طرف جو رجوع کرے

اسے ہدایت دیتا ہے۔

یضل بہ کثیراً ویہدی بہ کثیراً وما یضل بہ الا الفسقین۔

(سورۃ البقرۃ: ۲۶)

اس سے بہتوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہتوں کو ہدایت دیتا ہے۔ اور گمراہ انہیں ہی کرتا ہے جو نافرمان ہیں۔

و یضل اللہ الظالمین ویفعل اللہ ما یشاء۔ (سورۃ ابراہیم: ۲۷)
اور اللہ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے۔ اور اللہ جو چاہے کرے۔

من اھتدی فلانما یھتدی لنفسہ ومن ضل فلانما یضل علیہا۔

(سورۃ الاسراء: ۱۵)

جو راہ پر آگیا تو اپنے ہی بھلے کے لئے راہ پر آیا اور جو گمراہ ہوا وہ اپنے ہی برے کے لئے گمراہ ہوا۔

اپنے فطری رجحان اور طبعی میلان کے لحاظ سے قرونِ ماضیہ اور از مہ سابقہ کی اقوام و قبائل نے توحید و ایمان اور نبوت و رسالت کی تہذیب یا تکذیب کی پیروی کر لی۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں آپ کی بیعت مبارکہ کے بعد بھی قبائل عرب کی یہی تاریخ اور ان کا یہی کردار رہا۔ ہر دور میں ہر پیغمبر و ہر ادویٰ نے صرف دعوت و تبلیغ کی ہے۔ راستہ بتا دیا اور دکھانا ان کی مسکویت و ذمہ داری رہی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما علی الرسول الا البلاغ المبین۔

(سورۃ النور: ۵۴۔ سورۃ الحجۃ: ۱۸)

اور وہاں تبلیغ ہی رسول کی ذمہ داری ہے۔

منزل تک کسی کو پہنچا دینا یہ اللہ کے ذمہ کرم پر ہے۔ اس کی توفیق پر منحصر ہے وہ

اپنے بندوں پر رحم و کرم ہے۔ وہ قادر و مقتدر ہے۔ جسے جب چاہے ہدایت دے دے۔ جب چاہے کسی کو اپنا قرب عطا فرما دے اور جسے جب چاہے اپنے محبوبین کے ذمہ میں شامل فرما لے۔

ہدایت ارادۃ الطریق بھی ہے اور ایصال الی المصطوب بھی ہے۔ ارادۃ الطریق راستہ بتانا اور دکھانا ہے۔ ایصال الی المصطوب منزل مقصود تک پہنچا دینا ہے ایسا غ و تبلیغ اور ارادۃ الطریق منصب نبوت و رسالت ہے۔ اور اسی ہدایت کا ذکر کرتے ہوئے رب کائنات پیغمبر اسلام جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے۔

انک لتھدی الی صراط مستقیم۔

(سورۃ الشوری: ۵۲)

اور بے شک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو۔

اور دوسری ہدایت یعنی ایصال الی المصطوب کے سلسلہ میں اس کا فرمان ہے۔

انک لا تھدی من اھببت ولکن اللہ یھدی من یشاء وهو اعلم بالما یتھدین۔

(سورۃ القصص: ۵۶)

بے شک یہ نہیں کرتا اپنی طرف سے جسے چاہو ہدایت دے دو۔ لیکن اللہ ہدایت

دیتا ہے جسے چاہے۔ اور ہدایت والوں کو وہ خوب جانتا ہے۔

محمد رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور ادوارِ خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین میں لاکھوں سعید و خوش بخت انسانوں نے ہدایت کی نعمت پائی اور لاکھوں کم سواد و بد نصیب انسان اس دولت سے محروم رہے۔ ایسے انسانوں کی بھی ایک بڑی تعداد ہے جنہوں نے یہ نعمت و دولت پانے کے بعد اسے کھو دیا اور اس سے

انحراف وارثہ اور کاسکین جرم کر کے اپنی لعنت کا طوق اپنے گھٹے میں ڈال لیا۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں مانعین زکوٰۃ اور مرتدین کا قتلاں کی ایک نمائش مثال ہے۔

اموی و عباسی دور حکومت میں جہاں ہدایت کا دائرہ وسیع ہوا۔ اسلام کا روشنی دور دور تک پھیلی، تابعین و تبع تابعین علیہم السلام اور مشرکوں کا فیضان عام ہوا۔ وہیں بہت سے فرق و احزاب بھی عالم وجود میں آئے۔ کئی ایک گمراہیوں نے بھی جنم لیا۔ اور اسلام کا روشن چہرہ ظاہر آلودہ کرنے کی مذموم کوششیں بھی ہوئیں۔

یہ سب اسی بخوبی نظام قدرت کے تحت ہوا جس کا مذکورہ آیات قرآنی میں اجمالاً بیان آچکا ہے۔ اور خود پیغمبر اسلام جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اور انفراق امت کی نشاندہی فرمائی۔

تفتقر امتی علی ثلاث وسبعین فرقة کلهم فی النار الا ملۃ واحدة۔ قالوا من ہی یا رسول اللہ! قال ما انا علیہ واصحابی۔

(ترمذی شریف)

میری امت تیرے فرقوں میں بٹ جائے گی۔ ایک گروہ کے سوا تمام فرقے جہنمی ہوں گے۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ وہ گروہ کون ہوگا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: جو میری اور میرے صحابہ کی سنت پر عمل پیرا ہوگا۔

اسی لئے سنی رسول و سنی صحابہ پر عمل کرنے والے سوا و اعظم کی اتباع کی آپ نے ہدایت اور تاکید فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذذ فی النار۔

(مشکوٰۃ شریف)

تم سوا و اعظم (بڑی جماعت) کی اتباع کرو۔ اس سے جو الگ ہوا وہ تمہارا جہنم

میں بھیجا جائے گا۔

یہ سوا و اعظم وہی اہل سنت و جماعت ہے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

ان الله لا یجمع امتی علی الضلالة۔ وید الله علی الجماعة۔ ومن شذذ فی النار۔

(ترمذی شریف)

اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا۔ جماعت کے لئے اللہ کی مدد ہے۔ جو شخص جماعت سے الگ ہو وہ جہنم میں گیا۔

جماعت اہل سنت سے الگ ہونے والے فرقے مثلاً خوارج، روافض، معتزلہ وغیرہ نے اسلام کو بے حد نقصان پہنچایا۔ اہل اسلام کو سخت فتنوں اور آزمائشوں میں ڈالا۔ مسلم حکومتوں کے درپے آزار ہوئے۔ ایسا طویل و خرافات اور سرخراقت کا ایسا ڈھیر لگا دیا جس نے بے شمار مسلمانوں کو تک وارتاب اور بہت سی گمراہیوں میں مبتلا کر دیا۔ ان کے جراثیم اور سارائیں آج بھی مختلف شکلوں میں کارفرما ہیں اور اپنے شہر و دولت و عرصیان و وطنیان کی بآسوم سے اسلام و اہل اسلام کے جسم و روح کو متاثر کر رہی ہیں۔

اختلاف اگر قیود و شرائط کے ساتھ ہو۔ حدود کے اندر ہو تو محبوب نہیں۔ اور اسی اختلاف امت کو متفرق فرمایا گیا ہے۔ جیسا کہ تاریخ یہ واضح امر کا اختلاف ہے۔ اور فقہ اسلامی میں حنفیہ و شوافع و مالکیہ و حنابلہ کا اختلاف ہے۔ کہ یہ سب اہل سنت کے داخلی اختلافات ہیں۔ اور ایسا ہونا ایک حد تک فطری بھی ہے۔ خیال، ذوق، شعور، طبیعت، اور احوال و ظروف کے اختلاف سے فہم و ادراک معانی و مفہیم میں اختلاف کا پیدا ہونا ایک فطری امر ہے۔ جس کا مظاہرہ اہل سنت کے مختلف طبقات میں

ہے۔ اور یہ سلسلہ آئندہ بھی جزوی فردی مسائل میں جاری رہے گا۔

بظہار تبارک و تعالیٰ متحدہ ہندوستان میں مسلمانوں کی غالب اکثریت سنی مقلی رہی ہے۔ جس کے بے شمار تاریخی شواہد ہیں۔ محبوب الہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رضی اللہ عنہ اپنے مریدہ طریقت حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ عنہ کے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں۔

ساتویں ذوالحجہ ۶۵۵ھ کو آپ کی خدمت میں حاضری و قدم بوی کا شرف حاصل ہوا۔ مذہب کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ زبان مبارک سے آپ نے ارشاد فرمایا:

پہلا مذہب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا، دوسرا مذہب امام شافعی رضی اللہ عنہ کا، تیسرا مذہب امام مالک رضی اللہ عنہ کا، چوتھا مذہب امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا۔ جس مسلمان کو چاہئے کہ ان مذہب میں شک نہ کریں۔ تاکہ کسی مسلمان ہوں اور اس بات کا یقین کریں کہ اس امام عظیم رضی اللہ عنہ کا مذہب باقی تین سے افضل ہے۔

(راحت القلوب مشمولہ بہشت بہشت مطبوعہ دہلی)
محمد وائف جانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں۔

چاہئے کہ اہل سنت کے معتقدات پر مدعا اور عقائد یکس۔ اور زیہ و عمرہ کی باتوں پر توجہ نہ دیں۔ بد مذہبوں کے خود ساختہ خیالات و توہمات پر مدعا کار رکھنا خود کو ضائع کرنا ہے۔ فرقہ تاجیہ کی اتباع ضروری ہے تاکہ ایسے نجات پیدا ہو۔

(مکتوب امام ربانی دفتر ازل مکتوب نمبر ۲۵۱)
دوسرے مقام پر ہندوستان کی سنییت و حقیقت کے بارے میں محمد وائف جانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رقمطراز ہیں:

یہاں کے تمام مسلم باشندے اہل سنت و جماعت کے عقیدہ و حق پر ہیں۔ اہل بدعت و مغلطات کی کوئی نشانی یہاں ظاہر نہیں ہوئی ہے۔ اور وہ خوشی پسند یہ مذہب رکھتے ہیں۔

(رسالہ ردوافض)

اسلام کی ہندوستان میں آمد کے بعد پانچ صدی تک یہاں صرف اہل سنت و جماعت تھے۔ فرقہ پالہ کا یہاں کوئی وجود نہیں تھا۔ سنییت و حقیقت کا دور دورہ تھا۔ سارے علماء و مشائخ سنی مقلی تھے۔ خراسانی شیعوں کے ذریعہ سنییت نے سب سے پہلے قدم رکھا۔ پھر مقلی سلاطین کی فوج میں کچھ شیعہ یہاں آئے اور رفتہ رفتہ انہوں نے قدم جما شروع کیا۔ اور ایک عرصہ کے بعد اپنے بال و پوت لگائے۔ لیکن علماء اہلسنت نے ان کی مزاحمت کی اور انہیں زیادہ کامیاب نہ ہونے دیا۔

محمد وائف جانی نے ان کے خلاف ردوافض کے نام سے رسالہ لکھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اسی رسالہ کا عربی میں ترجمہ کیا۔ جس کا نام "المقدمة السنیة لاقتصار الفرقة السنیة" ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے بھی بڑی شرح وسط کے ساتھ رد سنییت میں ایک کتاب لکھی جو "تحفۃ اثنا عشریہ" کے نام سے مشہور و معروف ہے۔

شیعیت کے بعد نجد کا فتنہ و ہابیت انصار ہوئی صدی عیسوی کے آغاز میں ہندوستان کے اندر نمودار ہوا۔ و ہابیت شیخ ابن حبیہ عراقی اور شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے افکار و نظریات کا مجموعہ ہے۔ شاہ محمد اسماعیل دہلوی کی رسالے زمانہ کتاب "تقویۃ الایمان" کے ذریعہ فتنہ و ہابیت کا فروغ ہوا۔ علماء اہلسنت نے اس فتنہ کا ہمیں جم کر مقابلہ کیا۔ تحریر و تقریر کے ذریعہ اس کی مذکور مخالفت کی۔ جگہ جگہ مناظرے کئے، بہت سی کتابیں اور رسائل اس کے خلاف منظر عام پر آئے۔ شر و فتنہ اور بدعتی

سید صاحب کا سرکار انگریز سے جہاد کرنے کا ارادہ ہرگز نہ تھا۔ بلکہ انگریز کی باری پر ایسا تازہ تھا کہ وہ اس آزاد و علمداری کو اپنی ہی علمداری سمجھتے تھے۔

(تواریخ مجیبہ مطبوعہ دہلی)

جب کہ علماء اہل سنت ان کے اور انگریزوں کے شدید مخالف تھے۔ چنانچہ محمد اسٹیل پانی پتی بیان کرتے ہیں:

ہنگامہ ۱۸۵۷ء میں پورے جوش کے ساتھ انگریزوں کے خلاف جنگ میں حصہ لینے میں وہ سب کے سب علماء کرام شامل تھے۔ جو عقیدہ حضرت سید احمد اور حضرت شاہ اسٹیل کے شدید ترین دشمن تھے اور جنہوں نے حضرت شاہ اسٹیل کے رد میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں اور اپنے شاگردوں کو لکھنے کی وصیت کی ہے۔

(حاشیہ مقالات سید محمد شازدہم)

تقویۃ الایمان کے یٹن سے پیدا ہونے والی ہندوستانی وہابیت اور اس کی شاخوں کے بارے میں خوب سن سنا ہی سمجھتے ہیں:

فجہی وہابیوں اور ہندوستانی وہابیوں میں ایک فرق ہے۔ فجہی وہابی اپنے آپ کو حضرت امام احمد بن حنبل کا مقلد کہتے ہیں۔ مگر ہندوستانی وہابی کسی امام کو نہیں مانتے۔ اور پوری غیر مقلدی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو اہل حدیث کے نام سے پیش کرتے ہیں۔

ہندوستان کے اہل حدیث تو وہابیت کے کوشے پر چڑھے ہوئے ہیں۔ مگر کچھ وہابی ایسے بھی ہیں جو ابھی وہابیت کے زینے تک پہنچے ہیں اور عقیدے کے قائل ہیں اور ان میں سے بعض چشتیہ خاندان میں بھی مریدی بھی کرتے ہیں ان کو عرف عام میں وہابندی کہا جاتا ہے۔

(نادان وہابی مطبوعہ دہلی)

حمید ہندوستان کی نظریاتی مسلم تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو شیعیت اور اکبری الحاد کے خلاف جو علماء حق سید پر ہوئے ان میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی کا نام سرفہرست نظر آتا ہے۔ اسٹیل پانی پتی سیلاب کے سامنے علامہ فضل حق خیر آبادی اور علامہ فضل رسول عثمانی بدایونی نے بند ہاں دیا۔ اور وہابیت وہابیت کے طوفان کا مردانہ وار مقابلہ محبت الرسول علامہ عبد القادر برکاتی بدایونی اور امام اہل سنت مولانا احمد رضا عثمانی قادری برکاتی نے کیا۔ دیگر علامہ مشائخ اہل سنت کی طرف سے حمایت حق اور دفاع سعیت و حقیت کا ان مقتدر شخصیات نے اپنے اپنے عہد میں پورا حق ادا کر دیا۔

فقہ وہابیت نے مطہر اسلام ہند کے عظیم سرمایہ محبت و افتخار رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے جی دست کرنا چاہا۔ عقیدت اولیاء و مشائخ کا جذبہ اس کے سینوں سے نکال دینا چاہا لیکن وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔ آج بھی مسلمانان ہند رقت قلب اور سوزش شوق سے اپنی ہر محفل کو فروزاں کئے ہوئے ہیں۔ اور محبوبان و مقرران بارگاہ وائز و فعال کی ہر بارگاہ کو اس شائسا اور وقفا شعار ہیں۔

فجہی وہابیت کے اصل قرائد فرید غیر مقلدین کا دل تو اب و احرام سے بکسر خالی معلوم ہوتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ محبت و عقیدت کے جذبات سے بالکل ہی نا آشنا ہے۔ برصغیر ہند پاک کے سارے غیر مقلدین اس خطہ کے اسلاف و اولیاء کرام کا بھول کر بھی کسی نام نہیں لیتے۔ ان کی قنات و شقاوت لگتی اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔ ان بزرگوں کی احسان فراموشی ان کی گھٹی میں چڑی ہوئی ہے۔ ان کا سارا مذہبی الزبحہ پڑھ جائیے۔ حضرت داتا گنج بخش ہجویری لاہوری، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی، حضرت قطب الدین بختیار کاکی، حضرت فرید الدین مسعودی شکر محبوب الہی حضرت نظام الدین اولیاء، جیسے

اکابر اولیاء کرام کا نام مشکل ہی سے اس میں کہیں گے۔

حالانکہ یہی نقیہ قدسہ ہندوستان میں اسلام کے داعی و مبلغ ہیں۔ انہیں کے ذریعہ ہندوستان میں اسلام پھیلا۔ ہمارے محسن و مربی بھی یہی حضرات ہیں۔ انہوں نے ہی ہمیں دامن اسلام سے وابستہ کیا۔ انہوں نے ہی ہمیں اسلام کی اعلیٰ مذہبی و روحانی تعلیمات سے آشنا کیا۔ انہوں نے ہی ہماری سیرت و کردار اور اخلاق کو اسلامی سانچہ میں ڈھالنے کے لئے اپنے آپ کو فوسہ اخلاق و کردار بنایا۔ اور انہیں کے دم سے اس خطہ ارض میں وہ شمع اسلام روشن ہوئی جس کے جالے میں آج بھی ہم اپنا سفر حیات طے کر رہے ہیں۔

ہم میں سے جو لوگ بھی مخرف اور ریشہ ہوئے ہیں۔ ان سب کو پلٹ کر پھر انہیں کے دامن کرم سے وابستہ ہونا ہے۔ انہیں کے صراطِ مستقیم پہ گھڑن ہونا ہے، یہی وہ حضرات ہیں جن پر اللہ کا انعام و احسان ہے، یہی وہ شخصیات ہیں جن کا سلسلہ ذکر و فکر اپنے آقا و مولا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ سلسلہ یہ سلسلہ اور وسیع و بڑھتا ہے۔ وہاں پر اور بڑھتا ہے اسلام روحی فداہ کی بارگاہ تک انہیں کی رسائی ہے۔ کتاب و سنت پر صحیح معنوں میں انہوں نے ہی عمل کیا ہے۔ اپنے اسلاف کے وارث و امین بھی لوگ ہیں، یہی ان ہیں، یہی محمدی ہیں، یہی معطلوی ہیں، یہی اسلام کے سچے خادم ہیں، اور ملت اسلامیہ ہندو کاب بھی یہ اس کا بھولا ہوا حق و شام و شام بدلا رہے ہیں کہ۔ ع

اسلام تراویں ہے تو معطلوی ہے

محبت و الفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس سب محمدیہ کی جان ہے، یہی اس کا حاصل ایمان ہے، اس متاعِ گمراہی کی حفاظت سب سے اہم دینی فریضہ ہے، فرقہ پالہ اور مان کے افکار فاسدہ کے حملوں سے اپنے جو ہر ایمان کو بچانے رکھنا ہی اصل کامیابی ہے۔ اور ایک بڑی خدمت یہ بھی ہے کہ جو لوگ راہ سے ہٹ گئے ہیں۔

جو لوگ کسی قدسہ و گمراہی کا شکار ہو چکے ہیں۔ ان کے سامنے واصلِ حقائق رکھے جائیں۔ ان کی غلطیوں کی نشاندہی کی جائے، انہیں خسراں آخرت سے ڈرایا جائے، ان کے دلوں میں از سر نو محبت و عقیدت کا فانوس روشن کیا جائے، ایمان کی لوتیز کی جائے، بھٹکے ہوئے آہوؤں کا قافلہ سوائے حرم لے چلا جائے، اور رسول کو نمین صلی اللہ علیہ وسلم کے حکیمہ القدس کی امان میں انہیں سوپ دیا جائے ع

بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوائے حرم لے چل

عزیز کرم حضرت مولانا مبارک حسین مصباحی نے انہیں صالح جذبات و احساسات کے تحت زیرِ نظر کتاب کو ترتیب دیا ہے۔ اپنے متفرق مضامین کو یکجا کیا ہے، کچھ نئی تحریر بھی شامل کی ہے۔ اور پھر اسے سچا سنوار کر قارئین کی خدمت میں پیش کیا ہے۔

اس کتاب میں انہوں نے افتراق بین المسلمین کے تاریخی جائزہ لیا ہے۔ جاوہ حق و صداقت کی نشاندہی کی ہے۔ یہ صغیر میں افتراق بین المسلمین کے آغاز و ترقی پر روشنی ڈالی ہے۔ بگڑتے حالات اور بدلتے چہرے کا نگاہ پیش کیا ہے۔ پُر اسرار اور اچھا پسند عالم و حیدالدین خاں سے دو دو باتیں کی ہیں۔ نظریاتی اختلاف سے کل و عادت گری تک کے ہمایا تک کرو اور انجام سے اپنے قارئین کو آگاہ کیا ہے۔ جن کتب و رسائل سے بالواسطہ یا بالواسطہ استفادہ کر کے یہ مضامین لکھے گئے ہیں آخر کتاب میں ان کی ایک مکمل فہرست بھی درج کر دی ہے۔

لگ بھگ ڈھائی سو صفحہ کی یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک کامیاب پیشکش ہے۔ تاریخی حوالوں کے ساتھ سنجیدہ اسلوب میں اسے لکھا گیا ہے۔ واضح انداز میں حقائق پیش کئے گئے ہیں۔ اہل سنت سے دور ہو جانے والی جماعتوں اور باطل فرقوں پر مختصر مولا شامل کتاب ہے۔ قدیم و جدید دونوں طرح کے گمراہ فرقوں کی ایمانی تاریخ اس کتاب کے مطالعہ سے سامنے آ جاتی ہے۔ ہر طبقہ اور ہر مسلک کے باذوق قارئین

کیلئے یہ کتاب قابل مطالعہ ہے۔ ان کے علم میں ایسی بہت سی باتیں تھیں جن پر آجائیں گی جن سے وہ اب بھی تک بے خبر اور ناواقف ہیں۔

مولانا مبارک حسین مصباحی ہماری جماعت اہل سنت کے متحرک و فعال نوجوان عالم دین ہیں۔ سادہ فکر اور لطیف ذوق سے آراستہ ہیں۔ ان کے جذبات صالح اور خیالات تعمیری ہیں۔ تحریر و خطابت دونوں سے یکساں دلچسپی ہے۔ اور دونوں شعبوں میں تجزی کے ساتھ ان کی ایک شائستہ فنی پارسی ہے۔ اہل سنت کی قابل افکار و درگاہ اجماعہ الاثر فیہ مبارکپور کے قاری اتمیل ہیں۔ اس وقت اس کے مدرس ہونے کے ساتھ مشہور دینی علمی مجلہ اشرفیہ مبارکپور کے مدیر اعلیٰ بھی ہیں۔ کئی ایک کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ مستقبل میں ان سے اچھی توقعات وابستہ ہیں۔ اور امید ہے کہ ان شاء اللہ یہ توقعات پوری بھی ہوں گی۔

دعاء ہے کہ رب کائنات اپنے حبیب پاک صاحب لولہ اکملی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ و فضل میں اس کتاب کو کم کم تکمیل کا راہ کے لئے مقرب ہدایت بنائے، ہدایت یافتگان کیلئے باعث از دیاد ہدایت بنائے۔ محبت و امانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر مسلمان کا سینہ معمور فرمائے۔ سب کو سراط مستقیم پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کتاب کو قبول عام نصیب فرمائے۔ اور مؤلف کتاب کے علم و فضل میں اضافہ فرمائے۔ اور انہیں تحریر و خطابت کا مزید شعور اور اس کی برکتیں عطا فرمائے۔ آمین

پس اختر مصباحی

بانی و مہتمم دارالعلوم قادری مسجد روڈ، ڈاکٹر محمد علی دہلی۔ ۲۵

فون: 011-6326772, 3264524

۲۲ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ

مطابق ۱۲ دسمبر ۲۰۰۱ء

﴿۱﴾

افتراق بین المسلمین

کا تاریخی جائزہ

تحریر اکتوبر ۲۰۰۱ء

اسلام کا رو بار ماسٹی کا واحد سب ہے جو پوری دنیا میں امن کا داعی اور انسانی حقوق کا پاسبان ہے۔ وہ رنگ و نسل، قوم و وطن اور معیشت و معاشرت کے تمام اختلافات و امتیازات مٹا کر اپنے ماننے والوں کو امن و اتحاد کے خوشگوار ماحول میں زندگی گزارنے کی دعوت دیتا ہے، قرآن عظیم نے انسانی دنیا کے بلند ترین معاشرہ کی تشکیل کے لئے عمارتِ کبرا کی پہلا پیڑ سے یہ پیغام اخوت نشر کیا تھا "انما المؤمنون اخوة" (۱) کہ مسلمان مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، پیغمبر انقلاب محمدؐ انسانیت نے بھائی چارگی کے اس فلسفہ بانی کی دل آویز تشریح حسب ذیل الفاظ میں فرمائی تھی۔

قری المؤمنین فی فراحمہم و قوم مسلم باہم رحم، محبت اور مہربانی میں ایک بدن تو ادمہم و تعاطفہم کمثل الجسد، کی طرح ہیں، کسی ایک عضو میں درد الحما ہے تو اذہنہم کمثل عضوہم لداعیہ لہ سائر پورا بدن سے غمخوار اور سب کا شکار ہو جاتا ہے۔ جسده بالشر والحمی (۲)

حدیث رسول کے یہ الفاظ "المؤمن للمؤمن کالبینان بشدہ بعضہ بعضاً" (۳) قوم مسلم کے باہمی اتحاد اور تعلق کی اہمیت اور ملی اتحاد کے بلند ترین نتائج کی جانب کھنکھاتے واضح اشارے کر رہے ہیں۔ یعنی تمام مسلمان باہم ایک دھیرا کی طرح ہیں جس کا ایک حصہ دوسرے حصے سے مل کر منجمد ہوتا ہے۔ اسلام نے اس کی بھی اجازت نہیں دی کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی جان و مال اور عزت و آبرو کی طرف نظر بد اٹھائے اور ان سے کھلو اور کرے۔ کل المسلم علی المسلم حرام دم و مالہ و عرقہ (۴)۔ ایک بار مسلم

(۱) قرآن عظیم۔۔۔ حجرات آیت نمبر ۱۰ (۲) صحیح بخاری شریف کتاب الادب (باب رحمۃ الناس و البھائم) (۳) بخاری شریف، کتاب الادب (باب تہذیب المؤمنین بعضهم بعضاً) (۴) بخاری شریف، کتاب النظام، باب لا یتظلم المسلم المسلم

معاشرے کی باہم معاذرت اور ہمدردی غم گساری کے جذبات ابھارنے کے لئے ارشاد رسول ہوا "انصر اخاک ظالماً کان و مظلوماً" (۵)، اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم، بزم صحابہ میں سے کسی نے عرض کیا ظالم ہونے کی صورت میں مدد کا انداز کیا ہوگا، تو آقاؐ نے اس کا ثناء فرمایا اس کی مدد سے یہ کس سے قلم سے باز رکھو۔

ختمی مرتبت، مصطفیٰ جانِ رحمت کے جمال جہاں آرا سے سیر چشمی حاصل کرنے والے انصار و مہاجرین کے درمیان باہمی اخوت و محبت، ایثار و اعتماد اور مساوات و غم گساری کے جو جہت انگیز جذبات پیدا ہوئے تھے انھوں نے وحدت اسلامی کے اولین اور کامل ترین معاشرہ کو وجود بخشا، نگہ اللہ اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے مرٹنے کی بے تابندہ آرزو ان کے گھر و محل کی قدر مشترک تھی جسے حاصل کرنے کے لئے وہ کوئی بھی قربانی دینے کے لئے جہدِ تازہ دم رہتے تھے۔ انصار مدینہ نے مہاجرین مکہ کی میر بانی کے جو فرائض انجام دیئے کیا دنیا کی کوئی قوم اس کی مثال پیش کر سکتی ہے۔ جب حضرت عبدالرحمن بن عوف ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو سربوہ عالم نے سعد بن الربیع انصاری کو ان کا بھائی بنایا۔ زبان رسالت آپ سے اس مژدہ جانفزا کو سننے ہی حضرت سعد نے اپنے بھائی عبدالرحمن بن عوف سے کہا: آپ میرے بھائی ہیں میں سب اہل مدینہ سے مالدار ہوں، آپ میری ہر چیز نصف نصف کر دیں ایک نصف خود لے لیں اور دوسرا نصف مجھے دیدیں۔ نیز میری دو بیویاں ہیں ان میں سے جو آپ کو پسند ہو بتائیں تاکہ میں اسے طلاق دیدیں اور عزت گزارنے کے بعد آپ اس سے نکاح کر لیں۔

کیا انسانی مواصلات اور بے پایاں جذبہ ایثار کی ایسی مثال کہیں مل سکتی ہے۔

المعل، نَفَرُونَ القرآن لا يجاوز
 ايمانهم فراقهم يبرقون من الدين
 مروق السهم من الرمية، لا يرجعون
 حتى يعودوا السهم الى فوقه، وهم
 شر الخلق والخليفة طوبى لمن
 قتلهم او قتلوه يهدون الى كتاب
 الله وليس منه في شيء من قتلهم
 كان اولي باله منهم، سيماهم
 خصوص علامت سرمنہ ہے۔
 (التعلیق ۷)

ابوداؤد کی مشہور حدیث ہے۔ سر کا رنگ اسلام نے ارشاد فرمایا:
 ”میری امت میں جہتر فرے ہوں گے، بہتر محکم میں اور ایک جہت میں“ وہی
 الجہت یعنی نامی جماعت ہوگی۔“ (۸)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”یہود اکہتر فرقوں میں بٹ گئے اور نصاریٰ بہتر
 فرقوں میں اور میری امت میں جہتر فرے ہوں گے۔“ اس حدیث کے ذیل میں شیخ
 ابراہیم عزیزی جامع صغریٰ شرح میں فرماتے ہیں کہ یہ پیشین گوئی ہمارے نبی کا عظیم
 معجزہ ہے کہ آپ نے جس قیاب کی خبر دی زمانے نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔
 بعض غیر مقلدین یہ کہتے ہیں کہ ان فرقوں سے فقہائے اسلام کے مسلک مراد ہیں یہ
 بالکل باطل ہے، امام ابو منصور عہد اکابرین طاہر تہی نے اس حدیث کی شرح میں مستقل
 ایک کتاب لکھی ہے اس میں انھوں نے پوری وضاحت سے لکھا ہے کہ اس حدیث میں
 مذکور فرقوں سے مراد ائمہ اسلام کے فقہی اختلافات ہرگز نہیں بلکہ اس سے تمام اسلام وہ
 فرقے مراد ہیں جنھوں نے اہل حق و صداقت اہل سنت و جماعت سے اصول توحید،
 (۷) بخاری، مسند احمد، کتب حدیث میں اس ملبوم کی متعدد حدیثیں مروی ہیں (۸) ابوداؤد کتاب السنۃ

یہ صرف اس و اتحاد کے دائمی تغیر کی انقلاب آفریں تعلیمات اور ان کے فیض و صحت
 کی برکات تھیں۔ مگر اشراف المخلوقات کی اس مقدرزویں حالی کو کیا کہنے کہ عہد رسالہ
 کے اس فیروزہ بخت معاشرہ میں کچھ ایسے نام نہاد مسلمان بھی داخل ہو گئے جنھیں قرآنی
 عہدِ رایت بیان میں منافقین سے تعبیر کیا جاتا ہے، یہ بد بخت گروہ اپنی ظاہری بود و باش اور
 زندگی و زندگی کا گزرازی میں بالکل مسلمانوں کی طرح نظر آتا تھا، مکمل پڑھتا، نماز میں
 پڑھتا، تبلیغ کرتا اور خود کو قدامان معصط میں شمار کرتا، لیکن یہ فریب تھا، غفاق تھا، ان کے
 دل و دماغ کفر و شرک اور محو دیت و سمیت کو توانائی بہم پہنچا رہے تھے اور کلہ کو ہونے
 کے باوجود اسلام کے بدترین دشمن تھے۔

قرآن عظیم منافقین کے چہرے بے نقاب کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

إِذَا جَاءَكَ الْمُكَفِّرُونَ قَالُوا
 نَشْهَدُ أَنْكَ لِرَسُولِ اللَّهِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ
 إِنَّكَ لِرَسُولِهِ وَاللَّهُ شَهِيدٌ إِنَّ
 الْمُكَفِّرِينَ لَكَاذِبُونَ۔ (۹)

مہوئے ہیں۔

اس اُسے اندازہ ہوتا ہے کہ تفریق بین المسلمین کا آغاز عہد رسالت ہی سے ہو
 چکا تھا، غیب داس تغیر نے آنے والے امدار کے لئے واضح اشارات فرمائے تھے
 اختصار کے پیش نظر ذیل میں صرف ایک پیشین گوئی ملاحظہ فرمائیے:

سیکون فی امنی اختلاف و عترب میری امت میں اختلاف اور تفریق
 فرقہ قوم یحسبون الغیل ویسبون ہوگی ایک قوم ہوگی جن کی باتیں اچھی اور کام
 برے ہوں گے، فرقان پڑھیں گے، ایمان ان

- ۱۔ واسطیہ اس کا بانی ابو حذیفہ واسطی بن عطاء تھا (۸۰/۱۳۱ھ)
- ۲۔ عمرویہ اس کا بانی عمر بن عبید تھا (۸۰/۱۳۳ھ)
- ۳۔ جرطانیہ اس کا بانی ابو جھریل، اطلاق محمد بن تھا (۱۳۵/۲۳۵ھ)
- ۴۔ قطامیہ اس کا بانی ابراہیم بن سارطام تھا (۲۳۱م)
- ۵۔ اسوریہ اس کا بانی ابوبکر عمرو بن قاسم اسوری تھا
- ۶۔ اسکانیہ اس کا بانی ابو جعفر محمد بن عبداللہ اسکانی تھا (۲۳۰م)
- ۷۔ جعفریہ اس کا بانی جعفر بن اسماعیل تھا (۱۷۷/۲۳۶ھ)
- ۸۔ بشریہ اس کا بانی بشر بن عسکر تھا (۲۱۰م)
- ۹۔ حروریہ اس کا بانی ابوسویبی بن مسیح حروری تھا
- ۱۰۔ بشامیہ اس کا بانی بشام بن عروفتی تھا
- ۱۱۔ صالحیہ اس کا بانی صالح تھا
- ۱۲۔ حاطلیہ اس کا بانی احمد بن حاطل تھا
- ۱۳۔ حدیبیہ اس کا بانی فضل حدیبی تھا
- ۱۴۔ معمریہ اس کا بانی معمر بن مہاذبلی تھا
- ۱۵۔ ثمامیہ اس کا بانی ثمامہ بن اسیر ثمری تھا (۲۱۳م)
- ۱۶۔ خیاطیہ اس کا بانی الحسن بن ابی عروہ خیاط تھا
- ۱۷۔ جاہلیہ اس کا بانی عمرو بن بحر جاہلی تھا (۱۶۳/۲۵۵ھ)
- ۱۸۔ کعبیہ اس کا بانی ابوالقاسم عبداللہ بن احمد بن محمد بن کعبی تھا (۳۱۹م)
- ۱۹۔ جانیہ اس کا بانی ابوبکر محمد بن عبدالوہاب جانی تھا (۲۳۵/۳۰۳ھ)
- ۲۰۔ یحییٰ بنیہ اس کا بانی ابو ہاشم عبدالسلام بن ابی یحییٰ جانی تھا (۲۳۷/۳۲۱ھ)

- اصولی فرقوں میں دوسرا فرقہ "شیعہ" ہے اس سے بائیس فرقے نکلے یہ بھی باہم ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں۔ اہل تشیع کے بنیادی فرقے تین ہیں (۱) ملاۃ (۲) زیدیہ (۳) امامیہ فرقہ خلاۃ سے اٹھارہ فرقوں کا ظہور ہوا تفصیل ذیل میں دیکھئے۔
- ۱۔ ساسیہ اس کا بانی عبداللہ بن وہب بن ساسروہ بن سواد تھا (۴۰م)
 - ۲۔ کالیہ اس کا بانی ابوکمل تھا
 - ۳۔ مضریہ اس کا بانی مضر بن سعید بن مضر تھا (۱۱۹م)
 - ۴۔ یثامیہ اس کا بانی یثام بن سمان بنی یثامی تھا
 - ۵۔ جانیہ اس کا بانی عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر و ابوجامع بن ابوطالب تھا (۱۲۹م)
 - ۶۔ منصوریہ اس کا بانی ابومنصور علی تھا
 - ۷۔ خطابیہ اس کا بانی ابوطالب محمد بن وہب تھا
 - ۸۔ غرابیہ ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت علیؓ مرکار علیہ السلام سے بہت مشابہ تھے جیسے ایک کوئے کو دوسرے کوئے سے مشابہ ہوتی ہے۔ اس لئے حضرت جبرئیلؑ چوک گئے۔ اور جامع حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حضور پہنچنے کے پاس وہی لے کر پہنچ گئے (معاذ اللہ)
 - ۹۔ زیدیہ یہ فرقہ نبی کریم ﷺ کی خدمت کرتا تھا اس لئے اسے ذبیہ کہا گیا
 - ۱۰۔ ہاشمیہ اس کا بانی ہشام بن حکم تھا (م نحو ۱۹۰ھ)
 - ۱۱۔ زمراریہ اس کا بانی زمر بن ابیہ بن کنانی تھا (۱۵۰م)
 - ۱۲۔ یثامیہ اس کا بانی یثام بن عبدالرشق تھا (۲۰۸م)
 - ۱۳۔ شیطانیہ اس کا بانی محمد بن لیمان مضر بنی معروف پہ شیطان الطلاق تھا

۱۳۔ درذابیہ اس کا بانی درام بن سابق تھا
۱۵۔ موقوفہ اس کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو پیدا فرمایا اور پھر تخلیق عالم کا
اختیار ان کو سونپ دیا، اس فرقہ کے بکھڑے لوگ یہی عقیدہ حضرت علی رضی اللہ
عنه کے بارے میں رکھتے ہیں۔

۱۶۔ بدنیہ اس کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب وہ اس کا
ارادہ کرتا ہے۔

۱۷۔ نصیریہ اس کا بانی نصیر ہے یا محمد بن نصیر فہری
۱۸۔ اسماعیلیہ اس کے سات نام ہیں۔ باطنیہ، قرمطیہ، حریمیہ، سبعیہ، بابکبیہ، بحرہ، اسماعیلیہ
پھر ان سے یہ فرقے نکلے مبارکیہ، محمودیہ، شیبلیہ، بدقصبیہ، جنابیہ، مہدیویہ،
مستعلیہ، نزاریہ، ابوہریرہ، آقاخانینہ۔

اہل تشیع کا دوسرا اصولی فرقہ زیدیہ ہے اس کی حسب ذیل تین شاخیں ہوئیں:

۱۔ چارویہ اس کا بانی ابوالجاد وقتاقرے اس کا نام مرحوم عبد رکھتا تھا
۲۔ سلیمانہ اس کا بانی سلیمان بن جرید تھا
۳۔ نصیریہ اس کا بانی نصیر ثوری تھا
اہل تشیع کا تیسرا اصولی فرقہ امامیہ ہے اس کی آٹھ شاخیں ہوئیں۔

اعظمیہ، مطلقیہ، مبطوریہ، مروویہ، رھیمیہ، احمدیہ، اثنا عشریہ، جعفریہ
تیسرا اصولی فرقہ خوارج ہے اس کے سات فرقے ہیں:

۱۔ مکرہ
۲۔ حبشیہ اس کا بانی حبش بن مسلم بن جابر حبشی ہے (م ۹۳ھ)
۳۔ ازرقہ اس کا بانی نافع بن ازرق ہے (م ۶۵ھ)
۴۔ شحات اس کا بانی محمد بن عاصم شحاتی ہے (م ۶۹ھ/۷۳ھ)

۵۔ ملریہ اس کا بانی زید بن اسفر ہے

۶۔ اہلبیہ اس کا بانی عبداللہ بن ابیہ ہے (م ۸۶ھ) اس فرقے کی چار شاخیں ہوئیں
حنبلہ، یزیدیہ، حارثیہ، عبادیہ

۷۔ چارویہ اس کا بانی محمد ابن حسن بن عمرو ہے۔ چارویہ سے اس فرقے نے سمونیہ، حنزیہ،
ھبیبیہ، حازمیہ، خلفیہ، الطرافیہ، معلومیہ، مجولیہ، صلیبیہ، ثعلابیہ، پھر ثعلابیہ سے
چار فرقے نکلے، اخنسیہ، معدیہ، شیبانیہ، کرمیہ اور شیبیدیہ یا مشرینیہ بھی ایک
فرقہ ہے جو ثعلابیہ سے نکلا۔

خوارج کے یہ فرقے اور ہیں: فحاکیہ، ھبیبیہ، کوزیہ، کنزیہ، شمرانیہ،
بدعیہ، اصومیہ، یعقوبیہ، قسطلیہ۔

چوتھا اصولی فرقہ ”مرجئہ“ ہے اس سے پانچ فرقے نکلے۔

۱۔ یوسییہ اس کا بانی یوس بن عمریری ہے
۲۔ عبیدیہ اس کا بانی عبید الملک جب ہے
۳۔ ھشانیہ اس کا بانی ھشان بن ابان کوئی ہے
۴۔ ثوبانیہ اس کا بانی ثوبان مرتبی ہے
۵۔ ثومنیہ اس کا بانی ابو سناؤ ثومنی ہے

پانچواں اصولی فرقہ ”نکجاریہ“ ہے اس کا بانی محمد بن حسین (یا حسین بن
محمد) ہے (م نحو ۲۲۰ھ) اس کے تین فرقے ہیں:

۱۔ یروغویہ اس کا بانی یاران محمد بن یحییٰ معروف ہے یروغوت ہے
۲۔ مفرابیہ اس کا عقیدہ ہے کہ کلام آدمی مخلوق ہے اور غیر مخلوق کہنے والا کافر ہے
۳۔ مستدرکیہ اس کا عقیدہ ہے کہ ان کے مخالف کے تمام عقائد باطل ہیں یہاں تک کہ ان
کا ”لا الہ الا اللہ“ کہنا بھی جھوٹ ہے

چھٹا اصولی فرقہ "جبریت" ہے اس کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ متوسلہ اس کا عقیدہ ہے کہ بندہ کے لئے قدرت غیر مؤثر و ثابت ہے

۲۔ خالصہ اس کا عقیدہ ہے کہ بندے کے لئے فعل کی قدرت بالکل ثابت نہیں

تذکرۃ المذہب، مذاہب اسلام وغیرہ کتب میں ان کی اور بھی بہت سی قسمیں لکھی ہیں جن کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ قدر یہ ہے، جبریت کی ضد ہے اس کا بانی معبد بن عبد اللہ بن عجم بن قحطاف (م ۸۰ھ)

ساتواں اصولی فرقہ "مشبہ" ہے اس کا بانی شیبان خارجی ہے (م ۱۳۰ھ) اس فرقے سے بھی متعدد فرقوں کا خروج ہوا عقائد اور تاریخ مذاہب کی کتابوں میں ان کی تفصیل دیکھی جاسکتی ہے۔

اب ذیل میں ہم انہیں فرقوں سے لکھے ہوئے برصغیر کے کچھ نئے اور مشہور فرقوں کی تفصیل لکھتے ہیں جن کی وجہ سے برصغیر کا مذہبی سکون عارت ہوا اور گھر گھر اختلاف و افتراق کا دور در دور شروع ہوا۔

فرقہ بہائیت۔ بہائی فرقے کا بانی مرزا علی محمد شیرازی ۱۲۵۲ھ مطابق ۱۸۴۰ء ایران میں پیدا ہوا، یہ اثنا عشری شیعہ سے تعلق رکھتا تھا مگر اثنا عشریوں کی حدود سے تجاوز کر گیا۔ اس نے اسیلمیہ فرقہ کے عقائد باطلہ اور فرقہ مسیح کے عقیدہ طویل کا ایک ایسا آمیجن مرکب تیار کیا جسے اسلامی عقائد سے دور کا بھی واسطہ تھا۔ اس فرقہ کے بنیادی عقائد حسب ذیل ہیں۔ جو اس کے بانی نے اپنی کتاب "الہیمان" میں جمع کئے ہیں۔

۱۔ مرزا علی محمد روز آخرت اور بعد از حساب دخول جنت و جہنم پر ایمان نہیں رکھتا تھا اس کا مذہبی تھا کہ قیامت سے ایک جگہ بیدار ہو جائے زندگی کی جانب اشارہ کرنا مقصود ہے۔

۲۔ وہ اپنے وجود میں بالکل ذات خداوندی کے حلول کرنے کا عقائد رکھتا تھا۔

۳۔ رسالت محمدی اس کے نزدیک آخری رسالت تھی، وہ کہتا تھا کذا ذات ہماری مجھ میں حلول کر گئی ہے اور میرے بعد آنے والوں میں بھی حلول کرتی رہے گی۔

۴۔ وہ کچھ مرکب حروف ذکر کر کے ہر حرف کے عدد کا لفظ اور اعداد کے مجموعہ سے عجیب و غریب نتائج کا لفظ تھا۔

۵۔ اس کا مذہبی تھا کہ وہ تمام انبیاء سابقین کی نمائندگی کرتا ہے وہ اپنے آپ کو مجموعہ رسالت اور مجموعہ ادیان کہتا تھا۔

۶۔ اس نے اسلامی احکام میں تبدیلی پیدا کر کے عجیب و غریب قسم کے عملی امور مرتب کئے۔ مثلاً عورت میراث اور دیگر امور میں مرد کے برابر ہے۔

بہائی مذہب برصغیر میں بھی پایا جاتا ہے ہندو پاک کے بڑے بڑے شہروں میں تبلیغی مراکز قائم کر رکھے ہیں جہاں سے لٹریچر شائع کر کے عوام میں بلاقیت تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس کے مبلغین ہر وقت مراکز میں موجود رہتے ہیں، گمراہ گری کے منصوبے بناتے ہیں اور بطور خاص تعلیم یافتہ طبقے میں اپنا لٹریچر فراہم کرتے ہیں۔ بمبئی، دہلی، لاہور، پورنا اور لاہور ان کی سرگرمیوں کے خاص اڈے ہیں۔

فرقہ نیچرزم۔ اس کے بانی سر سید احمد خاں بن محمد قلی خاں ۱۲۳۲ھ/۱۸۱۵ء میں۔ یہ ۷ اکتوبر ۱۸۱۷ء میں دہلی میں پیدا ہوئے، ابتدائی صرف دینی تعلیم شاہ خصوص اللہ دہلوی سے حاصل کی اور تعویذ گنڈے بھی سیکھے جب اس میں کامیابی نہیں ملی تو برٹش گورنمنٹ کی طرف رجوع کیا۔ ۲۰ برس کی عمر میں انگریز ملازمت حاصل کی، پہلے عدالت مدد امین کے سرشد دار ہوئے، تین سال کے اندر نائب سرشد دار کشتری کی پوسٹ پر آگرا بھیج دیئے گئے، ایک سال کے بعد فتح پور ریکری کے صدر الصدور ہوئے۔ پانچ سال کے بعد ہی مہدے پور دہلی بھیج دیئے گئے اور اس عرصہ میں بھول مولانا عجم الدینی راچپوری "سید صاحب کے وہاں تاج مولوی اسٹیل دہلوی ہو گئے" اور پھر گراہیت میں

ترقی کر کے فرقہ پنجرہ کے بانی ہو گئے۔

پنجرہ ایک انگریزی لفظ ہے جو لفظ اللہ اور قانون قدرت کے ہم معنی ہے یہ فرقہ کائنات کے تمام احوال و دو عالم کا رشتہ "پنجرہ" یعنی فطرت سے جوڑتا ہے۔ سید احمد کے ذریعہ جو پنجرہ عقائد ہندوستان میں پچھلے اس قسم کے عقائد قدیم دور کے کچھ گمراہ فرقوں میں بھی پائے جاتے تھے جیسا کہ شہرستانی نے اپنی کتاب "المہمل والمحل" میں ذکر کیا ہے۔ قدیم فرقے کا نام "طبعیہ دہریہ" ملتا ہے لیکن چونکہ ہر مفسر میں اس قسم کے عقائد کی ابتدا اور اشاعت سید احمد کے ذریعہ ہوئی اس لئے یہ فرقہ انھیں کی جانب منسوب ہوا۔ سید احمد نے علی گڑھ میں مدرسہ احکام کی بنیاد ڈالی جو بعد میں ترقی کر کے "مسلم یونیورسٹی" بنی گڑھ کے نام سے شہرہ آفاق ہوئی، اور یہی یونیورسٹی ان کی شہرت کا باعث بنی۔ ان کے پنجرہ عقائد و نظریات کو اہل ہند نے ٹھکرا دیا یہاں تک کہ یونیورسٹی کے اساتذہ و طلبہ بھی اس کے عقائد سے بیزار رہتے ہیں سوائے چند آزاد خیال، مذہب بیزار اور مغربی فکر و تہذیب کے دلدادہ افراد کے۔ سید احمد نے ملائکہ، جن، جنت، دوزخ، نبوت، ہجرت وغیرہ اسلامی مسلمات کا صاف انکار کیا اور ان چیزوں کے اثبات میں جو آیات قرآنی ہیں ان کی منطوقہ خیر تاویل پیش کیں۔

اصلی قرآن۔ اس فرقہ کا بانی عبداللہ چکڑالوی (م ۱۳۳۳ھ) ہے۔ یہ فرقہ حدیث کا سخت منکر ہے اور ایمان و عمل کے تمام مسائل کے استنباط کے لئے صرف قرآن عظیم کو کافی تصور کرتا ہے، حدیث و سنت کے خلاف آیات قرآنی کی اختراعی تفسیریں کرتا ہے، یہ فرقہ اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت میں بڑا پانچاں و چونہ نظر آتا ہے۔ مسیحیوں مدعی مسیحی کے آغاز میں اس کا آغاز ہوا مقام انیس ہے کہ ہر مفسر میں اس فرقہ کے تئیں بھی پیدا ہوئے ہیں اور باقی فرقہ کی طرف نسبت کر کے اپنے آپ کو چکڑالوی بھی کہتے ہیں عبداللہ

چکڑالوی کی چند کتابوں کے نام یہ ہیں: رسالہ ترحیب الوضو والصلوۃ، برہان الفرقان، اصل صلوۃ القرآن، و صلوۃ القرآن، آیات الفرقان، رسائل اشاعت القرآن، رسالہ الزکوۃ والصدقات کا جاہلی آیات نبوت، رسالہ مناظرہ امین مولوی عبداللہ چکڑالوی اہل قرآن و مولوی ابراہیم سلوگانی اہل حدیث۔ ان کتابوں سے باخبر فرقہ اہل قرآن کے چند عقائد حسب ذیل ہیں:

۱۔ اس کے نزدیک مسلمانوں میں رائج طریقہ نماز اور اس کے کلمات و تسبیحات کفر ہیں۔ اس لئے اسے نماز پڑھنے کا جدید طریقہ ایجاد کیا ہے۔

۲۔ احکام و معلومات اور مسائل و معلومات جو قرآن عظیم میں واضح طور پر موجود نہیں یا اس کی فہم سے بالاتر ہیں اس کے نزدیک لغو اور ناقابل عمل ہیں مگر چنان کہ کثرت احادیث سمجھ، اور تاریخی وقائع میں پوری وضاحت کے ساتھ موجود ہوں۔

۳۔ جس ذبیحہ پر بسم اللہ اکبر پڑھا جائے حلال نہیں کیونکہ یہ الفاظ بمعنی قرآن عظیم میں موجود نہیں ان کے نزدیک ذبیحہ کے حلال ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وقت ذبح قرآن عظیم کی کوئی آیت پڑھی جائے۔

۴۔ اس کا عقیدہ ہے کہ جس طرح محمد ﷺ رسول کہا گیا ہے اسی طرح قرآن کو بھی لفظ رسول سے یاد کیا گیا ہے لہذا ارشاد قرآن "اطيعوا الله واطيعوا الرسول" میں قرآن ہی مراد ہے اسی طرح "اذ دعوا الی الله ورسوله" اور "ما حرم الله ورسوله" وغیرہ آیات میں بھی رسول سے مراد قرآن عظیم ہے نہ کہ محمد رسول اللہ ﷺ۔ نیز قرآن عظیم میں ایک مقام پر بھی رسول اللہ کی اطاعت و فرمان برداری کا حکم نہیں، ہر جگہ قرآن ہی مراد ہے کیونکہ وہ صرف اپنے زمانے کے لوگوں کے پاس آئے تھے جبکہ قرآن عظیم ہر دور میں موجود ہے۔

۵۔ اس کا عقیدہ ہے کہ قرآن عظیم کو سب سے زیادہ نقصان حدیث و فقہ نے پہنچایا۔

۶۔ ان کے نزدیک قیامت میں کسی نبی یا رسول کو شفاعت کا اختیار نہیں دیا جائے گا۔
۷۔ اس کا عقیدہ ہے کہ مردے کو کسی بدنی عبادت یا مالی صدقہ کا ثواب نہیں پہنچ سکتا۔

قادیانیت۔ اس کا بانی غلام احمد قادیانی ہے اس کی پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں فوت ہوا۔ امرتسر سے شمال مشرقی ریلوے لائن پر ایک قصبہ بنالہ ضلع گورداسپور ہے، بنالہ سے گیارہ میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا قصبہ قادیان ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی کی جائے پیدائش ہے، ابتدا میں مشرقی علوم مولوی گل علی شاہ سے بنالہ میں حاصل کئے، اردو، عربی اور فارسی سے واقف تھا انگریزی سے بالکل واقف نہیں تھا، تلاش معاش میں لگا سیاں کوٹ کی بکھری میں چند روز بیہوش ہوا مار کا زخم مر ترقی کی نیت سے قانونی عنکار کاری کا ارتکاب کیا اور ٹل ہو گیا، اپنی کتاب "حقیقۃ الوحی" میں لکھتا ہے:
"ہماری معاش کا دارومدار والد کی ایک مختصر آمدنی پر تھا، اور میری نوگوں میں ہمیں ایک شخص بھی نہیں جانتا تھا، میں ایک گناہ انسان تھا جو قادیان جیسے دیران کا ڈول کے زوہد گمانی میں پیدا ہوا تھا۔" (۱۲)

انگریزوں کو افتراق بین المسلمین کے لئے اس علاقہ میں کسی آلہ کار کی ضرورت تھی، انگریزوں کے بنائے ہوئے پروگرام کے مطابق پہلے مناظر کے روپ میں سامنے آیا، پھر محمد ہونے کا دعویٰ کیا، اور پھر کچھ مسعودین بیٹا اور نبوت بانیخار سید کہ تاج نبوت سر پر سمانے کی ناکام کوشش کی، جہاد کے خلاف متعدد کتابیں لکھیں، انگریز "کو" اولی الامر" کے منصب پر بٹھایا اور اس کی اطاعت کو واجب قرار دیا، خود کو نبی بنایا، بیویوں کو امہات المؤمنین اور رفقا کو صحابہ کہتا تھا۔ اب ذیل میں اس کے چند مروجعات ملاحظہ فرمائیے: مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب "حقیقۃ الوحی" میں لکھتا ہے

"نبی اکرم کے خاتم الانبیاء ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ ہی صاحب الختم ہیں اور کوئی شخص آپ کی انگوٹھی (خاتم) سے کب فیض کیے بغیر نعمت دہی سے "مستفیض" نہیں ہو سکتا، امت محمدیہ مکالمہ و قاطعہ ربانی کے شرف سے کبھی محروم نہ ہوگی کیونکہ قسم کرنے والے صرف آپ ہیں، آپ کی انگوٹھی ہی سے حصول نبوت ممکن ہے، اس لئے ہونے والے نبی کا امت محمدیہ میں سے ہونا ضروری ہے۔" (۱۳)

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ ہے کہ اس کے معجزات اس کے دعویوں کا اثبات کرتے ہیں۔ ماہ رمضان ۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۳ء سورج اور چاند کو گرہن لگا تھا، قادیانی نے دعویٰ کیا کہ یہ سورج و قمر اس کے معجزے سے ہیں ان سے اس کے دعویٰ نبوت کی تصدیق ہوتی ہے مزید یہ بھی اپنی کتاب میں لکھا کہ "آنحضرت کے لئے چاند کو گرہن لگا تھا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کو"

غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

"میں نے بارہا اس عقیدہ کا اظہار کیا کہ اسلام و دواصولوں پر قائم ہے۔ پہلا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں۔ دوم یہ کہ اس حکومت کے خلاف بغاوت پر آمادہ نہ ہوں جس کے عہد حکومت میں ہر طرف امن و امان کا دور دورہ ہو اور ہماری جائیں خانوں سے محفوظ ہوں اور یہ بدعنوانی حکومت ہے۔

انگریزوں کی ہاشمی حرام ہے جب تک دہدہب میں بنیادی تبدیلی نہ کریں، کسی مومن مرد و عورت کے لئے کسی ایسے کام میں ایسے بادشاہ کی نافرمانی درست نہیں جس کا عمل و عیال کی حفاظت کا تدارک اس کا پاس و مال کو بچانا ہو، احسان پیشہ ہو، قوم کو دور کا تدارک حسن سلوک سے پیش آتا ہو۔" (۱۴)

کیا یہ شواہد جیچ جیچ کر اعلان نہیں کر رہے ہیں کہ قادیانیت انگریزوں کی

پیداوار ہے اور اس کا بانی انگریزوں کا عقیدہ خور اور مطیع و فرمان بردار تھا۔ برصغیر میں قادیانیت، دیوبندیت اور غیر مقلدیت فرقہ واپائی کی شاخیں ہیں اور سب کا اصل محرک و محسن انگریز سامراج ہے، شواہد و دلائل آپ اسی کتاب میں آگے ملاحظہ فرمائیں گے۔

غیب داں رسول نے تفریق بین المسلمین کی جانب اشارہ فرماتے ہوئے جو نشانہ دی فرمائی تھی تاریخ اسلام نے وہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا اور آج ہم بھی مشاہدہ کر رہے ہیں۔ دیوبندی مکتب فکر کے ایک قلم کار سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

”مسلمانوں میں ہر دور میں ٹیکڑوں فرتے ہوئے، لیکن وہ نقش بر آب تھے ابھرے اور مٹ گئے، لیکن جو فرقہ عموم اور کثرت کے ساتھ ہائی ہے، اور آج مسلمانوں کا کثیر حصہ بن کر اکثاف عالم میں پھیلا ہے وہ اپنے آپ کو فرقہ اہلسنت و جماعت میں شمار کرتا ہے۔“

اہل السنۃ و الجماعۃ تین اقلیتوں سے مترب ہے، اہل کے معنی اشخاص، مقلدین، اتباع اور پیرو کے ہیں، سنت عربی میں راستے کو کہتے ہیں اور ہزار روش زندگی اور طرز عمل کے معنی میں یہ الفاظ آتے ہیں، سنت سے مقصد عام سنت نہیں بلکہ اصطلاح دینی میں حضرت رسول اکرم ﷺ کی طرز زندگی اور طریق عمل کو سنت کہتے ہیں۔ جماعت کے لغوی معنی گروہ کے ہیں لیکن یہاں جماعت سے مراد جماعت صحابہ ہے، اس لفظی حقیقت سے ”اہل السنۃ و الجماعۃ“ کی حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے یعنی یہ کس فرقہ کا اطلاق ان اشخاص پر ہوتا ہے جن کے عقائد، افعال اور مسائل کا محور بنیاد علیہ السلام کی سنت صحیح اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اثر مبارک ہے۔“ (۱۵)

اس وضاحت سے ہمارا مدعا پورے طور پر واضح ہو گیا کہ حق ہر دور میں

(۱۵) مولوی سلیمان ندوی، مبداء اہل السنۃ و الجماعۃ، دار المسلمین، عظیم گڑھ ص: ۸۰

اہلسنت و جماعت کے ساتھ رہا ہے اور آج بھی یہ جماعت عالم اسلام کے جمہور علما پر مشتمل ہے اور مسلمانوں کی عام اکثریت بھی اس روش پر قائم ہے، چودھویں صدی ہجری میں اس کی حفاظت اور ترویجی کا کارنامہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز (ولادت ۱۰۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۵ء وصال ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء) نے انجام دیا۔ اہلسنت و جماعت کی حقانیت کا واضح اشارہ مندرجہ ذیل حدیث سے بھی ملتا ہے:

ان الله لا يجمع امته على الضلالة وبالله على الجماعة و جماعت کو اللہ کی مدد حاصل ہے جو جماعت سے من شد ذی النار۔ (۱۶) کما نعم میں مایا۔

غیب داں پیغمبر محمد عربی ﷺ نے اپنی متحدہ احادیث میں جس فقہ نجدی نشانہ دی فرمائی تھی، اس کا آغاز محمد بن عبدالوہاب نجدی کے ذریعہ ۱۱۳۳ھ میں ہوا اور ۱۱۵۰ھ میں یہ فقہ اہل سنت و جماعت کے خلاف پورے طور پر اٹھ کھڑا ہوا، یہ فرقہ خوارج کی ایک شاخ ہے جو آج پوری دنیا میں وہابیت کے نام سے متعارف ہے۔ اس کی تائید عالم اسلام کے مسلم الشیوخ فقہ اور مستند عالم شریعت حضرت علامہ سید محمد امین ابن عمر عابدین شامی (م ۱۳۵۲ھ / ۱۸۳۶ء) نے بھی کی ہے وہ اپنی مقبول ترین کتاب ”رد المحتار“ ”مروافہ“ ”قواعد شامی“ میں فرماتے ہیں:

کما وقع فی زماننا فی اتباع جمیعہ کہ ہمارے زمانے میں ان ابن عبدالوہاب کے تبعین میں ہوا، وہ نجد سے نکلے اور حرمین شریفین پر مسلط ہو گئے، وہ جہلی ہونے کا حیلہ کرتے تھے، نجد و تغلبوا علی الحرمین و کانوا

(۱۶) ترمذی شریف، مبداء اہل السنۃ و الجماعۃ، دار المسلمین، عظیم گڑھ ص: ۸۰

ينتحلون مذهب الحنابلة لكنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشركون واستحبوا بذلك قتل اهل السنة وقتل علمائهم حتى كثر الله تعالى شوكتهم وحرب بلادهم وظفر بهم عساكر المسلمين عام ثلاث وثلاثين ومائتين والف (۱۷)

ان کا عقیدہ تھا کہ وہی مسلمان ہیں اور جو لوگ ان کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں وہ سب مشرک ہیں اس عقیدہ کی وجہ سے وہ انہوں نے اہل سنت اور ان کے علما کا قتل مباح قرار دیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی وحشت گردی کا خاتمہ کر دیا اور ان کے شرلوں کو ہرا کر دیا، اور ان پر اسلامی فوجوں کو بھیج دیا۔ یہ واقعہ ۱۲۳۳ھ میں ہوا۔

اگرچہ بعد میں تفریق بین المسلمین کے لئے انگریز سامراج نے اس کو بھرپور حمایت دی اور دینی و سیاسی محاذوں پر سعودیت و دہابیت منظم ہو گئیں۔ دونوں تحریکوں کا پیکٹ ہوا اور حرمین مطہرین پر مسلط ہو گئیں، سعودی عہد حکومت میں وہابیوں نے حجاز مقدس میں جو قیامت آشوب قتل و خونریزی اور آفات برکری بے حرمی کی، عہد رسالت سے آج تک تاریخ حرمین میں ایسی کوئی بدترین مثال نظر نہیں آتی تفصیل کی یہاں مختصراً نہیں۔ مایہ ناز مفسر قرآن حضرت علامہ شیخ احمد صاوی علیہ الرحمہ نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر حاشیہ جلالین میں ایک آیت کے ذیل میں وہابیہ کو خوار کج کی ایک شاخ قرار دیا اور ان کے نیست و نابود ہونے کی دعا فرمائی ہے۔ (۱۸)

ہندوستان کے مشہور علمی مرکز فرقہ کی محل کھنڈ کے بلند پایہ عالم دین مولانا نقشب الدین محمد عبدالولی فرقی بھی نے فتویٰ نجد کے بانی اور اس کے عقائد و نظریات کے حوالے سے بنام ”آشوب نجد“ ایک کتاب لکھی جسکی تاریخ تصنیف ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۴ء ہے۔ حضرت مصنف ”آشوب نجد“ میں لکھتے ہیں:

(۱۷) علامہ ابن عابدین ثانی مدظلہ العالی جلد ۳ ص ۲۲۸

(۱۸) شیخ احمد صاوی، حاشیہ جلالین، مبلوہ بیروت/بجی

”ابن عبدالوہاب نے اپنے زہرست پر دعویٰ الکن سمو کے لئے ایک رسالہ تصنیف کیا تھا جس کا نام ”کشف اشعثات من خالق الارض والسموات“ ہے۔ اس رسالے میں اس نے تمام دوئے زمین کے مسلمانوں کو کافر بتاتے ہوئے یہ دعویٰ کیا ہے کہ چھ سو برس سے بلا استثناء پوری دنیا کا کافر ہے۔“ (۱۹)

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے اس اعتقادی روشنی میں مجھے یہ بتانے کی قطعاً حاجت نہیں کہ وہابیت اہلسنت و جماعت سے بالکل الگ تھلک نوپید خارجی فرقہ ہے، جبکہ اہلسنت و جماعت بقول مولوی سلیمان ندوی ہر دور میں اکثریت و حقانیت پر قائم رہے اور ان کے نزدیک بھی یہی فرقہ ناجیہ ہے۔ فی الجملہ

برصغیر میں فتہ وہابیت مولوی محمد اسٹیل دہلوی (۱۲۳۷ھ/۱۸۲۳ء) کے ذریعہ پھیلا، یہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے بیٹھے تھے، ان کی طبیعت میں مسلک اسلاف سے بیزاری تھی، اس لئے ان کے بزرگ ابتدا ہی سے ان سے ناراض رہتے تھے، شاہ عبدالعزیز نے آخر عمر میں اپنی تمام مقبول اور غیر مقبول چاندانہ اپنے حرم اور دیگر نو اسول کو دیدی اور مولوی محمد اسٹیل کو کہہ نہیں دیا، جب شاہ صاحب کا وصال ہو گیا اور بزرگوں میں سے کوئی باقی نہیں رہا تو مولوی محمد اسٹیل نے مسلک اہلسنت و جماعت کے خلاف مہم شروع کر دی، تقلید ائمہ اربعہ کو حرام بتایا، انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی بارگاہوں میں گستاخیاں شروع کیں اور ابن عبدالوہاب نجدی کی کتاب ”التوحید“ کے طرز پر بنام ”تقویۃ الایمان“ کتاب لکھی۔ اس دور کے سیکڑوں علما نے تحریر و تقریر میں ان کا رد کیا بہت سے علماء نے تکفیر بھی کی مگر یہ اپنے انگریز آقاؤں کی سرپرستی میں تفریق بین المسلمین کا کارنامہ انجام دیتے رہے۔ فرقہ وہابیت سے ملک بھر میں عام بیزاری تھی۔ جناب محمد فاضل صاحب رقم طراز ہیں:

(۱۹) مولانا نقشب الدین عبدالولی فرقی بھی، آشوب نجد، مبلوہ بیروت/بجی ص ۱۱۰

”علامہ اقبال مرحوم نے اپنی نیکر اس محبت اور شفقت کے باعث مجھے بھی ان لوگوں کے دمرے میں شامل کر لیا تھا، جنہیں ان کی خدمت میں ہر وقت حاضر ہونے کی اجازت تھی، ایک روز میں علامہ مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس روز میرے ایک ”اہل حدیث“ دوست حقیقہ صوفی میرے ساتھ تھے، حقیقہ صوفی نے کچھ ایسی باتیں کہیں جن سے ان کے ذہاد فلک ہونے کی نشاندہی ہوئی تھی، چونکہ پہلی دلدہ علامہ مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اس لئے علامہ مرحوم نے ان سے تو کچھ نہیں کہا لیکن مجھ سے فرمایا کہ تم وہابی تو نہیں؟

میں نے گزارش کی کہ نہیں، لیکن ساتھ ہی یہ بھی پوچھا کہ اگر میں وہابی ہوتا تو آپ کیا کرتے؟ علامہ صاحب نے ذرا غلطی کے انداز میں فرمایا کہ آپ وہابی ہوتے تو میں آپ کو گھر سے نکال دیتا۔ یہ جواب کافی غلط اور علامہ جیسی شخصیت سے غیر متوقع تھا، لیکن اس میں حب رسول کی جو خوشبو تھی اس نے سچی کو بھی شیریں میں بدل دیا تھا۔“ (۲۰)

تقویۃ الایمان کے رد میں اب تک بیکروں کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں، لیکن برصغیر کی دو تحریکیں جو انگریز سامراج کی دولت و حکومت کے زیر سایہ پروان چڑھیں وہ آج بھی مختلف انداز میں وہابیت کی نشر و اشاعت میں لگی ہوئی ہیں، برصغیر میں وہابیت کی اشاعت کے لئے سعودی حکمرانوں نے بھی دولت کا خوب استعمال کیا اور آج تک کر رہے ہیں۔ اس کے ایمان سوز مناظر ان بھی خاک ہند میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ بے شمار دلائل و شواہد کی روشنی میں اب اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ قادیانیت، دیوبندیت، غیر مقلدیت، مودودییت اور پیچیدہ و غیرہ تمام فرقے وہابیت ہی کی شخصیات ہیں۔ قدرے فروغی اختلافات کے ساتھ سب کے فکر و نظر کا سرچشمہ وہابیت ہی

(۲۰) محمد قاضی، ماہنامہ صاف، ۱۱ جنوری ۱۹۹۸ء، ص ۲۵؛ اہلسنت والجماعت، ۱۹۹۳ء، ص ۱۹۰۔

ایسی وجہ ہے کہ یہ تمام فرقے ایک جٹ ہو کر ہمیشہ مسلک جمہور سواد اعظم اہلسنت و جہت سے برسرِ پیکار رہے ہیں، اور امت مسلمہ کے لئے درپیش نازک حالات میں اسی فرقہ بین المسلمین سے باز نہیں آتے۔ شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال نے بڑے سچے کی بات کہی ہے:

”قادیان اور دیوبند اگرچہ ایک دوسرے کی ضد ہیں لیکن دونوں کا سرچشمہ ایک ہے اور دونوں اسی تحریک کی پیروی اور اسی حرف عام میں ”وہابیت“ کہا جاتا ہے“ (۲۱)

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنے دیوبالی ترجمان اخبار ”اہل حدیث“ امرتسر کے ادارہ یہ میں لکھا ہے:

”تحریک اہل حدیث کے ابتدائی زمانے میں ڈاکٹر بنظر (انگریز) نے ایک کتاب لکھی تھی جو تحریک اہل حدیث سے حق میں گویا زہر ہلائی تھی، اس کے جواب میں سر سید احمد خاں علی گڑھی مرحوم نے ایک کتاب لکھ کر انگلستان میں شائع کرائی، اس میں مرحوم اہل حدیث کی طرف سے یہ نہ پر ہو کر کفر سے بچے اور یہاں تک کہہ گئے کہ میں وہابی اور میرا باپ وہابی، اس کا دوسرا جواب مولانا محمد حسین جالوی نے لکھا تھا، تیسرا جواب مرزا سلطان احمد (دلدہ اکبر) مرزا قلام احمد قادیانی نے اہل حدیث کی حمایت میں لکھا تھا۔“ (۲۲)

مولوی ثناء اللہ امرتسری کے اس بیان سے یہ تو واضح ہو گیا کہ فرقہ پیچیدہ کے فرد فرید سر سید علی گڑھی بھی وہابی تھے اور فرقہ پیچیدہ وہابیت ہی کی ترقی یافتہ شکل ہے۔ لیکن سر سید کے باپ بھی وہابی تھے یہ چیز ابھی تحقیق طلب ہے۔ نیز یہ بھی روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ مرزا قلام احمد قادیانی نے وہابیت کی حمایت میں اپنے بیٹے کو کھڑا

(۲۱) ڈی بڑیادی، اقبال، قبل سے حضور، ۲۱۲۔

(۲۲) مولوی ثناء اللہ امرتسری، اخبار اہل حدیث امرتسر، ۱۸ جون ۱۹۳۳ء، ص ۳۔

کر کے اپنی وہابیت نوازی کا ثبوت دیا۔ لیکن اب سوال یہ ہے کہ ہندوستانی وہابی بھی اسے اپنا سہوت تسلیم کرتے ہیں یا نہیں اس سلسلہ میں ہم ایک ناقابل شکست شہادت نقل کرتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک کتاب ”برائین احمدیہ“ لکھی، جس میں اس نے اپنے عقائد و نظریات کا اظہار بڑی تفصیل سے کیا اور اپنے انگریزی الہامات کا تذکرہ بھی درج کیا، وہ کتاب وہابیوں کے مشہور مجتہد اور محدث محمد حسین بنالوی نے بہت پسند کی اور اپنے اخبار ”اشاعۃ السنۃ“ میں اس پر یادگار تبصرہ پر درگم کیا جسے بعد میں مرزا غلام احمد قادیانی نے ”برائین احمدیہ“ کی ابتدا میں بعنوان ”برائین احمدیہ کا اثر“ شامل کر لیا۔ مولوی محمد حسین بنالوی نے کتاب کا خلاصہ مطالب لکھنے کے بعد اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے:

”اب ہم اپنی رائے نہایت واضح اور بے سائلہ الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں، ہماری رائے میں یہ کتاب (برائین احمدیہ) اس زمانے اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی تغیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر فیصلہ۔“ **لعل اللہ یحدث ہند فذلک اہرا**“ اور اس کا مؤلف مرزا غلام احمد قادیانی بھی اسلام کی بانی وہابی و گیتی ولسانی دعائی و قالی صرت میں ایسا ثابت قدم لکھ جس کی تغیر پہلے مسلمانوں میں بہت کم پائی گئی ہے۔“ (۲۳)

قادیانیت وہابیت ہی کی ایک شاخ ہے اور دونوں کا مقصد ایک ہے۔ اس کے ثبوت کے لئے اب بھی کسی حریہ شہادت کی ضرورت باقی ہے، غیر مقلدین کے مستند پیروا بنالوی نے بالکل صحیح لکھا ہے کہ نہ ”برائین احمدیہ“ کی کوئی نظیر تیرہ صدیوں میں ملتی ہے اور نہ خود مرزا غلام احمد قادیانی کی لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی کہہ دیا جائے کہ وہابیت و نجدیت کی بھی کوئی نظیر عہد رسالت سے آج تک نہیں ملتی تو غرض مل کر ہو جائے گی اور

(۲۳) مولوی محمد حسین بنالوی، اشاعۃ السنۃ، جلد ۹: ص ۱۳۹/۱۴۰ برائین احمدیہ ص: ۳

اپنی بے لاگ حمایت اور مجرور تائید سے انھوں نے یہ ثابت بھی کر دیا۔ مگر یہی بات جب علمائے اہلسنت نے کہنا شروع کی تو ان کے قہقہے سلفی بن بیٹھے اور اپنی نوخیزی کی مار مارنے کے لئے محمد بن اہلسنت سے اپنا رشتہ جوڑنے لگے۔ لیکن فریب بہر کیف فریب ہے تاریخی حقائق کو منہ چڑھایا جاسکتا ہے انھیں کھرج کر پیچھا نہیں جاسکتا۔ اب لہجے کاچھ شکن کو آرسی کیا ہے۔ وہابی ازم کے حقیقی وارث دیوبندی کتب لکھ کر مشہور ترجمان ہفت روزہ ”غلام الدین“ لاہور کے سابق مدیر سعید الرحمن علوی اعتمادیہ میں کی بلند چوٹی سے تاریخی حقائق کو دا شکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”دعوی اہل حدیث ہونے کا ہے، لیکن حالت یہ ہے کہ پھر جت، افکار حدیث، قادیانیت سمیت اکثر و بیشتر فرقوں کے بانی غیر ملتحدت کے پلن سے پیدا ہوئے۔“ (۲۴)

ہم پورے دعوے کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ برصغیر میں اس وقت (اہل تشیع کے علاوہ جن کا وجود برصغیر میں وہابیت سے پہلے تھا) بنام اسلام جتنے فرقے پائے جاتے ہیں اس تقریباً بین المسلمین کی ساری ذمہ داری اہل تو حہب کی گردن پر ہے، آج ہر گھر آگن میں جو نظر پاتی جنگ چھری ہوئی ہے اور ہر سلسلہ ہمارے میں جو نگینا اور نظریاتی وحشت گردی کا ماحول بنا ہوا ہے یہ سارے کثرت وہابی علماء کے کئے کر کے ہیں اور اہلسنت کے علاوہ سارے فرقوں کے بنیادی نظریات مشترک ہیں اور کسی نہ کسی طرح ایک دوسرے کے لئے مدد و معاون بھی ہیں۔ اب رہ گیا سوال مورد دیت کا جو برصغیر میں ”جماعت اسلامی“ کے نام سے متعارف ہے یہ بھی وہابیت و قادیانیت ہی کا مؤذن و ایجنٹ ہے۔ اس کی شہادت بھی ہم نے ان ہی کے کھرے حاصل کی ہے۔ دیوبندی

(۲۴) سعید الرحمن علوی، ہفت روزہ غلام الدین، لاہور

کتب فکر کے مولوی ابوالغیاث محمد طفیل رشیدی "جماعت اسلامی" کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"بہر حال یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ جماعت احمدیہ اور جماعت اسلامی کے درمیان کسی قدر تعاون کی نفاذ ہے اور جماعت اسلامی کی طرح جماعت احمدیہ کے لئے مسلمانوں کا کام کرتی ہے، ان تمام تعلیمات کو سامنے رکھ کر فرمایا جاسکتا ہے کہ انجیل کی معصیت اور صحابہ کی تنبیہ سے بالاتر مشیت سے انکار اور مسلمہ اسلامی نظریات کے سچ کرنے سے اس کے سوا اور کیا مقصود ہو سکتا ہے کہ اسلام کا سارا نظریاتی اور عملی سرگرمی مشکوک بنا کر رکھ دیا جائے اور مسلمان قرآن و حدیث سے خفا سے خداوندی کے مطابق رہنمائی حاصل کرنے کے بجائے عقل کی بنیاد پر اسے سمجھنے کے عادی بن جائیں، یہی روش مرزا قادیانی کی ہے اور یہی انداز جماعت اسلامی کے ترجمان مسودوی کا ہے اور دونوں نے مشترکہ پروگرام کے تحت مسلمانوں کے عقائد کو ہار کرنے کا بیڑا اٹھایا اور فرنگی اور سبکی سازش کو اپنے کارناموں پر ردان چڑھا۔" (۲۵)

اب رہ گیا سوال دیوبندیت اور قادیانیت کے باہمی نظریاتی اتحاد اور ایک دوسرے کے ممکنہ تعاون کا تو یہ حقیقت کسی اہل دانش پر غفلت نہیں کہ قادیانیت کے لئے سب سے پہلی بنیاد جو انتہائی خشکی میں دیوبندی علما نے ہی فراہم کی، سرورست قاسم نانوتوی کی کتاب "تقدیر الہاس" کا نام لیا جاسکتا ہے جس میں انھوں نے بڑے طعنائی سے لکھا ہے کہ اگر زمانہ نبوت کے بعد کوئی فرد اپنی نبوت کا دعویٰ کرے تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا جبکہ بعد رسالت سے آج تک تمام علماء اسلام کا یہ جماعتی عقیدہ رہا ہے کہ خاتم النبیین کے بعد اب کسی نبی کا آنا محال ہے، اس سلسلہ میں یہ بھی مشہور ہے کہ قاسم نانوتوی نے اپنے دعوے نبوت کے لئے راہ ہموار کی تھی، یہ ابھی قضا

ہی ہموار کر رہے تھے اور مرزا غلام احمد قادیانی نے دیوبند کی فراہم کردہ بنیاد پر دعوے نبوت کر دیا اور قاسم نانوتوی کف انھوں ملتے رہ گئے۔ خیر یہ ان کا گھر بیلو تازع ہے ہمیں اس سے کیا لینا دینا۔ اہلسنت و جماعت کے نزدیک تو نہ دعوے نبوت کے امکان کی گنجائش ہے اور نہ عملاً دعوے نبوت کی، دونوں کا حکم یکساں ہے۔ بانی دارالعلوم دیوبند قاسم نانوتوی کے الفاظ یہ ہیں: "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہوا تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا" (۲۶)۔ علامہ دیوبند کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کے ہی ردکار اہل کتاب کے حکم میں ہیں اور ان کے ہاتھ کا ڈبچہ بھی جائز ہے۔ مشہور دیوبندی مفتی مولوی محمد کفایت اللہ دہلوی مرزا انیسویں کے ذبیحہ کے تعلق سے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اگر اس کے مانے باپ یا ان میں سے کوئی ایک مرزا بنی تھا تو یہ اہل کتاب کے حکم میں ہے اور اس کے ہاتھ کا ڈبچہ درست ہے۔" (۲۷)

اب یہ ثابت ہو جانے کے بعد کہ دیوبندیت و قادیانیت ہی کی رضامندی بہ اور دونوں کا سرچشمہ وہابیت ہے اور دیوبندی کتب فکر کے علما کو خود بھی اپنے وہابی ہونے کا اعتراف ہے۔ اب ہم آپ کو یہ بتانا چاہیں گے کہ دیوبندی علما نے اپنی کتابوں میں جو اپنے عقائد و نظریات پر کلمہ کہے ہیں اور ان میں جو قوانین رسول کی ہے، اس نے برصغیر کے مسلم ماحول میں چلنے پر چرواہوں کا کام کیا اور ہاساں ان بھی غارت ہو کر رہ گیا، علما اہلسنت نے اپنی منصبی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لئے ان کو سمجھانے کی ہر ممکن کوشش کی مگر انگریزی اور سعودی پندرہ ڈالر کے سامنے انھوں نے ایک نہی اور قرقری بین المسلمین کی ذمہ داری نبھانے کے لئے انھوں نے اپنی جانب سے کوئی کوتاہی

فہم کی، علمائے اہلسنت نے ان کے عقائد کو جب علمائے حرمین کے سامنے پیش کیا تو انھوں نے ایسے عقائد رکھنے والے مولویوں پر لعنت کی اور مختلف طور پر سب نے انھیں خارج از اسلام قرار دیا، نیز علمائے برصغیر نے بھی مختلف طور پر ان کی تکفیر کی، عرب و عجم کے جمہور علمائے اہلسنت نے مختلف طور پر جن کی تکفیر کے فتوے صادر کیے وہ چار اکابر دہلی بندہ ہیں کاشم ثاقوی، اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، ضلیل احمد انصاری، اب ظاہر ہے ان جیسے اعتقاد رکھنے والوں کا بھی وہی حکم ہوگا۔ علمائے حرمین کے اصل عربی فتاویٰ اور علمائے عجم کے فتاویٰ ”حسام الخرمین“، ”الصدور المصطفیٰ“ اور ”فتاویٰ علمائے دنیا“ میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ دہلی بندہ کتب فکر کے علمائے کتابوں میں ایک چیز اور بہت مشکلہ نیز نظر آتی ہے کہ وہ اختیارات و تصرفات، زندگی، مذہب اور علم غیب وغیرہ اوصاف و کمالات انبیاء اور اولیاء کے لئے تسلیم کرنے کو شرم کہتے ہیں جب کہ انھیں تمام چیزوں کو عملاً اپنے اکابر دہلی بندہ کے لئے ثابت کرتے ہیں، جماعت اہلسنت کے مشہور بزرگ قلم کار حضرت علامہ ارشاد اللہ قادری نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف ”دلائل“ میں فکر و عمل کے ان تضادات کی بڑی جرأت آگیز مثالیں جمع کی ہیں اور فکر آگیز تبصرہ کرتے ہوئے بار بار اس قسمی کو سلجھانے کے لئے ان سے تقاضا کیا ہے۔ متعدد لوگوں نے جواب دینے کی کوشش بھی کی مگر انھیں جواب نہیں کہا جاسکتا ہے، ”مارو گھٹا پھوٹے آنکھ“ والا معاملہ ہے ان کے لئے جواب کے بجائے ”منہ چھانے“ کی تعبیر مولودوں ہے۔

ہاں دہلی بندہ کتب فکر کے مشہور عالم و صحافی جناب عارم عثمانی فاضل دہلی بندہ کی تجویز حق گفتی معلوم ہوتی ہے۔ اگر علمائے دہلی بندگان کے مشورہ پر عمل کر لیتے تو برصغیر کا پچاس فیصد افتراق بین المسلمین تو ضرور کم ہو سکتا تھا، ہم ایک بار پھر علمائے دہلی بندہ کو دعوت دیں گے کہ وہ عارم عثمانی کی تجویز پر عمل کر کے امت مسلمہ میں بڑھتے ہوئے افتراق و

اختلاف کو ختم کرنے میں ہمارا تعاون کریں اور ساتھ ہی اپنے عقائد سے توبہ و رجوع بھی۔ فاضل دہلی بندہ عارم عثمانی کی تجویز کے الفاظ خاص مٹن یہ ہیں:

”ہمارے نزدیک جان چھڑانے کی ایک ہی راہ ہے کہ یا تو تہذیبہ الامان اور قادی ریشیہ، قادی اعداویہ اور بخشی زہر اور بکشی الامان جیسی کتابوں کو چھڑا دے پر کہہ کر آگ لگا دی جائے اور صاف اعلان کر دیا جائے کہ ان کے مندرجات قرآن و سنت کے خلاف ہیں اور ہم دہلی بندہ کو صحیح عقائد اور واضح طرز اور صراحت نامی اور اشرف اصراف جیسی کتابوں سے مسلمہ کرنے چاہئیں، یا پھر مؤرخ الذکر کتابوں کے بارے میں اعلان فرما دیا جائے کہ یہ تو قصص کہانوں کی کتابیں ہیں جو رطب و یابس سے بھری ہوئی ہیں اور ہمارے صحیح عقائد میں ہیں جو اول الذکر کتابوں میں مندرج ہیں۔“ (۲۸)

اے کاش عارم عثمانی جید حیات ہوتے تو ہم ان سے اس تجویز میں تھوڑی سی ترمیم کرنے کی اپیل کرتے کہ آپ علمائے دہلی بندہ کو یہ مشورہ دیں کہ دونوں طرح کی کتابوں کو چھڑا دے پر کہہ کر آگ لگا دیں اور پھر ہمیں کہ ہمارے عقائد میں ہیں جو قرآن و سنت سے ناخود اور چودہ سو برس سے متواتر چلے آ رہے ہیں چودھویں صدی ہجری میں جن کی ترجمانی امام احمد رضا اور جمہور علمائے اہلسنت نے کی ہے۔ خیر آج بھی دارالعلوم دہلی بندہ کے احاطہ میں عارم عثمانی کا کوئی بائیں ہو تو وہ اس کا بیڑا اٹھائے اور مسلمانوں میں اختلاف و افتراق کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کو بجھا کر عالم اسلام کی جانب سے شکر یہ کا مستحق ہو۔

اب میں آپ کے ذہن و فکر کو ایک اور حساس مسئلہ کی جانب موڑنا چاہتا ہوں۔ اس حقیقت سے کہن مسلمان واقف نہیں کہ اسلام ایک پاکیزہ اور ہمہ گیر مذہب

ہے اس میں شہری دیہاتی، امیری غریبی، ذات پات کی کوئی چھوت چھات نہیں اسلامی فکر و عمل کا ہر رخ ہمیں مساوات ہی کا درس دیتا ہے۔ اسلام میں بزرگی کی بنیاد فقط علم دین اور تقویٰ و پرہیزگاری ہے۔ اسلامی دنیا میں قرآن عظیم کے یہ مقدس الفاظ ہر شام و صبح دہرائے جاتے ہیں ”اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ“ یعنی تم میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک بزرگ وہ ہے جو تم میں زیادہ تقویٰ شاعر ہے“ پیغمبر اسلام نے درس مساوات دیتے ہوئے ایک موقع پر ارشاد فرمایا:

الناس كلهم بنو آدم و آدم خلق من التراب ولا فضل لعربي على عجمي (ابن ماجہ، التقيوي ۲۹)
ایک دوسرے موقع پر محسن انسانیت نے فرمایا:
كلهم مسلمون اخوة لا فضل لاحد على احد الا بالتقوى (۳۰)
تمام انسان حضرت آدم کی اولاد ہیں اور حضرت آدم کی کھدائی خلی سے ہوئی، اور کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں۔ مگر لحاظ تقویٰ۔

مگر اس کو کیا کہئے کہ دیوبندی کتب گھر نے بھی وہابیوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انفراق بین المسلمین کے لئے ہر قسم کی جدوجہد کی۔ نظریاتی اختلافات کے بعد اس کتب گھر نے ۱۵ ذات پات اور لالچ گچ کا انتشار شروع کیا اور اس باب میں بھی وہ کر دکھایا جس کی نظیر تاریخ اسلام میں نظر نہیں آتی۔ اسلامی تقاضوں ہی کو پاہل نہیں کیا بلکہ عام انسانی سلامتی اور اخلاقی تقاضوں کی بھی دھجیاں بکھیر دیں بلکہ اس ہندو قوم سے بھی آگے بڑھ گئے جو ذات پات کے پییدہ ہمارے لئے خاصی مشہور ہے۔ ہم اس سلسلہ میں اختصار کے پیش نظر صرف ایک شہادت پر اکتفا کریں گے۔

مولوی تقی عثمانی کے والد مفتی شفیع عثمانی حلقہ دیوبند میں خاصے مشہور ہیں وہ

(۲۹) درمشتور بحوالہ ابن مردودہ (۳۰) درمشتور بحوالہ طبرانی

حضرت دراز تک دارالعلوم دیوبند میں استاد و مفتی بھی رہے ہیں۔ انھوں نے بنام لہایات الارباب فی غایات البہتہ ایک کتاب لکھی جس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے۔ اس کتاب کے پہلے ایڈیشن میں مفتی شفیع صاحب نے احمد عثمانی کا خیمہ شامل کیا تھا جس کی تائید و تصدیق مفتی شفیع اور مولوی اشرف علی تھانوی نے کی تھی وہ خیمہ ہم اپنے مدعا کے ثبوت کے لئے بطور استشہاد نقل کرتے ہیں پڑھتے پڑھتے اگر غم و غصے پر یارائے ضبط نہ رہے تو ہمیں معاف فرمائیں ہماری حیثیت فقط ناقل کی ہے:

”اھی زمانہ پر فتن میں ہر چار طرف سے آوازیں بلند ہو رہی ہیں۔ کہیں سے آواز آتی ہے کہ رڈرل سے غلام آبادی تباہ ہوگئی، کہیں سے خدا بلند ہو رہی ہے کہ شرکین و کفار کی جانب سے غلام و غم و بے رحمی ہو رہا ہے۔ واقعی یہ ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ جو کچھ کہا جا رہا ہے، دور رس و راست ہے مگر اس کی طرف بالکل تو جھٹکن کا اصل سبب ان تمام واقعات کا اس دور میں گونج کر دینا ہے۔ ہم جملہ اقوام سے اس کی استدعا نہیں کر سکتے کہ وہ کیا کریں۔ مگر اپنی قوم، حضرات مشورے سے ضرور درخواست کریں گے کہ ناظرین آپ حضرات اس دور میں ہر خیال نہ ہوں گے، ان صاحب سے نہجاً نہ ہوگی۔ امور شرعیہ (من جملہ) دیگر امور کے یہ بھی ہیں کہ رڈرل اقوام سے غلام بالکل نہ رکھیں، کیونکہ ان کی رذالت کا اثر ضرور واقع ہوگا۔“ تحفہ تائید محبت کا اثر“ مشہور مقولہ ہے، دین اور دیگر اقوام رڈرل سے معاملات خرید و فروخت و امور دنیویہ، تحقیق مسائل دنیویہ و مصلحتات نفسانی نہ نہیں، کیونکہ یہ جملہ امور غلامت قیامت میں سے ہیں کہ خیر زمانہ میں اقوام شرعیہ پستی میں ہوں گی اور اقوام رڈرل کو ترقی ہوگی۔ آج دیکھا جاتا ہے کہ جولاہوں، تیلیوں، قصابیوں، نانپوں، دھڑیوں، بھلیاؤں، لوہاؤں، درزبوں، سناروں، بیاضیوں، کھالوں، راجپوتوں وغیرہ کو ترقی ہو رہی ہے۔ لحاظ دنیا، (وہ) بڑے بڑے عہدوں پر قائم ہیں، مصلحت کھڑے ہیں۔ مولوی، مفتی، قاری، صوفی، شاہ صاحب، پایہ مشرور وغیرہ کہلاتے ہیں۔ مگر یہ خیال نہیں کرتے ہیں کہ یہ تاجیں ہمارے اعزہ کیوں آ رہی ہیں، اب اس دور قیامت کی نکلانی ہے انھیں یہ

جہاں لوگ خوش ہو رہے ہیں، جہنم کو بھول رہے ہیں۔

صاحب! جب تک علم دین حضرات شیوخ میں رہا، اور اقوام دیگر تابع رہیں، کوئی آفت نہیں آئی، مگر جب سے ہتھکڑی، ٹانگی، ٹوپار، بساٹلی، کٹال، جھولا وغیرہ مولوی مدرس، قاری، صوفی، مانافہ وغیرہ ہونے لگے، مصائب کا دور دورہ بھی آنے لگا۔ کیوں کہ یہ لوگ مطلقاً متصل سے کورے ہوتے ہیں اور بوجہ نادانی، عقل کے اندھے ہوتے ہیں۔ چنانچہ بعض احادیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ وہ جہاں پر ایمان لائے والے لاکھ جولا بے ہول گئے، وہ جہاں سے کہیں چلے گئے، یہ لوگ ہر وقت اسی خیال میں رہتے ہیں کہ جیسے بھی ہو، خلیفہ کی جاوے۔ چونکہ یہ خلیفہ ایک زہریلی بلا ہے۔ اسی وجہ سے وہ جہاں پر ایمان لانے کی طمع ہوئی۔ اور یہ خلیفہ جملہ دیگر اقوام میں موجود ہے، شاذ و نادر کا معذور۔ تو ثابت ہوا کہ یہ اقوام براہِ دجال ہوں گی۔ البتہ اگر یہ اقوام تا بعد امداد شیوخ میں صرف رہیں تو ان کی برکت سے اجتناب و چل سے نجات ہو سکتی ہے۔ غور کی ضرورت ہے کہ اس سے پہلے دیگر اقوام بوجہ اجتناب شیوخ، راحت سے زندگی بسر کر رہی تھیں۔ اس میں خود چینی آتے ہی مصیبت کی آمد شروع ہو گئی۔ مثلاً ہمارے سہارنپور میں مولوی حبیب احمد قسائی، مولوی منظور حسین قسائی، قاری عبدالخالق قسائی، مولوی سعید جولا یا پان فروش، منشی عبدالحکیم سہاب جولا، مولوی شہباز احمد بساٹلی، مولوی نور محمد بھٹیلا، مولوی عبدالحلیم گارڈا وغیرہ افراد زہل موجود ہیں کہ اپنی زہرائی اور خبیثہ عقل کی وجہ سے کوئی محرم ہونے پر غور نہ کر رہے، کوئی مدرس یا مناظر ہونے پر غور نہ کر رہے، کوئی قاری ہونے پر غور نہ کر رہے، کوئی لٹریٹ دلایت پر مغرور ہے، کوئی مؤلف بن کر علماء حق پر اعتراض کر رہا ہے۔ ہم کو یہ سن کر کہ ہمارے بھائی حاجی عزیز احمد صاحب، ایک چال گزری سناؤ، بازار خراساں محمد صادق لوہار سے مرید ہو گئے ہیں، انھوں نے ہوا کہ بھلا کلام سے دیگر اقوام کیا خلیفہ؟ کیا مرید ہونے کے لیے مظاہر اعظم سہارن پور، دارالعلوم دیوبند، قائد بھٹن کے مشائخ نہ تھے؟ ہم اپنی قوم شیوخ سے درخواست کرتے ہیں کہ دیگر اقوام سے اجتناب کلی رکھیں۔ الحمد للہ، شیوخ میں علماء فضلاء و قراء، مشائخ، محدثین و مفسرین، مناظرین، وغیرہ بکثرت موجود

ہیں، دیباغی لحاظ سے بظاہر بھی موجود ہیں۔ کئی معاملات اپنی قوم شیوخ سے وابستہ رکھیں، تاکہ ہر قسم کی ترقی قوم کی ہو۔ دیگر اقوام سے جدا رہیں، چونکہ ان کی حالت ایمانیہ بہت خراب ہوتی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا فرمان ”عقل الخالق فی الدبر“ روشن موجود ہے، اب غور کر لیجئے کہ مرزا قادیان پر ایمان کون لانا ہے، بجز جولا ہوں، تیلیوں، لوہاروں وغیرہ کے؟ شیوخ میں سے بھی کوئی سنا ہے؟ سو، جب کہ ہمارے سامنے دجال احمد پر (یہ ایمان لا رہے ہیں) غور ضرور دجال اکبر پر یہ لوگ ایمان لا رہے گئے۔ اس سے قبل کچھ مضمون اخبار مفتاح سہارنپور، مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۳۵ء میں شائع ہو چکا ہے۔ وہ بھی قائل ملاحظہ ہے، باقی آنحضرت بھی اسیے مضامین کا سلسلہ جاری رکھیں گے۔ حاصل یہ ہے کہ دیگر اقوام سے انفکاک کلی کریں اور جو امور شرعیہ ہوں، ان کی پابندی کریں۔ اس میں اپنی قوم سے ہر روزی بھی ہے اور ہر قسم فلاح دارین بھی۔ فقط والسلام

خادمہ قوم شیوخ

احمد عثمانی، سہارنپور (۳۱)

یہ ہے مولانا شرف علی تھانوی اور مفتی محمد شفیع عثمانی دیوبندی کا مصدقہ فیصد جو ان کی نگرانی اور سرپرستی میں شائع ہوا، کیا یہ فیصد علمائے دیوبندی فکری کج روی اور ان کے ذات پات کے مجید بھاکو ہوا دینے کی شہادت نہیں دے رہا ہے، کیا اس سے مسلمانوں کی اکثریت کو تکلیف نہیں پہنچی ہوگی، کیا اس سے مسلمانوں کے درمیان دوریاں نہیں پیدا ہوئی ہوں گی، کیا ہمارے فتنے و دل شکنی کی فضا پیدا نہیں ہوئی ہوگی۔ کیا ان حرکات سے ہمارا مدعا ثابت نہیں ہوتا کہ دیوبندیت بھی قادیانیت و دوہابیت کی طرح تفریق بین المسلمین کے لئے معرض وجود میں آئی تھی۔ اور یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ یہ دیوبندی کتب گھر کا نظریہ نہیں بلکہ چند لوگوں کی رائے ہے کیونکہ انھوں نے یہ کام (۳۱) حیدرآبادیات الابواب فی غایت القیاس: پہلا ایڈیشن بحوالہ کتابت المصطفیٰ، ج ۱، صفحہ ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴

دارالعلوم دیوبند کے منصب الحق سے انعام دیا تھا۔ مزید برآں جب ہندوستان کے طول و عرض سے احتجاجی تحریریں آئیں اور ہر طرف شہ و نصرت کا اظہار کیا گیا تو مفتیان دیوبند نے اپنے خیالات سے رجوع اور شرمندگی کے اظہار کے بجائے حمایت ہی میں کتاب پیچ لکھے۔ اور نسب و خاندان، ذات پات، اور سماجی اونچ نیچ کو خوب ہوا دی، مسعود عالم لفظی لکھتے ہیں:

”مفتی صاحب کی اس کتاب کے خلاف بہت زیادہ شور شرابا ہوا۔ کسی ایک رسالے اس کے خلاف شائع ہوئے، علماء دارالعلوم کو چاہئے تھا کہ وہ بھی دوسرے علماء کے ساتھ اس کتاب کی مخالفت کرتے، لیکن وہاں کے مفتی صاحبان اور علماء کرام نے اس کتاب کی مخالفت کرنے کے بجائے موافقت میں متحد کتاب پیچ شائع کئے۔“ (۳۲)

کہتے کیا اپنے ہی گھر کی شہادت کے بعد کسی عذر کی گنجائش رہ جاتی ہے۔ یہ تھا تفریق بین المسلمین کے اسباب کا ایک مختصر جائزہ۔ اس تحریر پر سنجیدگی سے غور کریں، ان فتنہ پرور مبالغہ کے ہوتے ہوئے امت مسلمہ کیسے متحد ہو سکتی ہے اس کی بس ایک ہی صورت ہے کہ جو لوگ ناداغی میں تحریک و ہدایت کی نگاہری دکاشی سے متاثر ہو کر اس میں شامل ہو گئے ہیں یا اس کی کسی شاخ کے دام تزییر میں پھنس گئے ہیں وہ اپنے افکار و معمولات پر نظر ثانی کریں اور اپنے سابقہ عقائد سے توبہ کر کے اہلسنت و جماعت میں شمولیت اختیار کریں۔ اہل سنت و جماعت ہی حقیقی اسلام ہے۔ یہی راہ مستقیم ہے، اس کے عقائد و معمولات عہد رسالت سے آج تک متواثر و متواتر چلے آ رہے ہیں اور اس کے ماننے والے ہر دور میں سواد اعظم رہے ہیں اور یہی جماعت ارشاد رسول ”لا تجميع امتی علی الضلالة“ کی حقیقی صداقت ہے۔

(۳۲) مسعود عالم گلابی، مابین مذہبی و فنی دینی اگست ۲۰۰۰ء ص: ۳۴

﴿۲﴾

جادو حق و صداقت

اہل سنت و جماعت

تحریر اکتوبر ۲۰۰۰ء

والا گروہ کون سا ہوگا تو نبی کریم ﷺ نے بڑی صراحت سے ارشاد فرمایا "اہل السنة والجماعة" (۲)۔ اس حدیث کی روایات پر گفتگو فرماتے ہوئے امام زین الدین الرازی نے فرمایا "اسانید حایا" (۳)۔ اس سے ثابت ہوا کہ اہل حق اور اہل صدق و وفا کے لئے "اہل سنت و جماعت" کا مبارک نام بھی بنی کا کلمات ﷺ کا دیا ہوا ہے۔ مندرجہ بالا حدیث کو امام احمد اور امام ابو داؤد نے بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس روایت میں "انا علیہ واسحابی" کے بعد "و داود بن ابیہ و ابی الجراح" (۴)۔ بھی ہے یعنی اور ایک گروہ جنتی ہے اور وہ جماعت ہے۔

ارباب حق کے لئے لفظ "اہل سنت و جماعت" کا استعمال صدر اول میں ہی شروع ہو گیا تھا، حضرت امام مسلم اپنی صحیح کے مقدمہ میں امام محمد بن سیرین تابعی سے باسناد خود روایت فرماتے ہیں۔

لم یكونوا بسطون عن قبله اسار کے نقل سے فقہ شمس ہوتی تھی، لیکن الاسناد فلما وقعت الفتنة قالوا جب ہند پر پانچویں روایت کرتے وقت کہتے ہیں سموا لنا رجالکم فی نظر الی اہل اپنے راویوں کے بارے میں بتاؤ تو اگر اہل سنت و السنة فبوخذ حدیثہم و بنظر الی جماعت دیکھتے تو قبول کر لیتے اور بد مذہب اہل البدع فلا بوخذ حدیثہم۔ (۵) دیکھتے تو اس کی روایت قبول نہیں کرتے۔

اب اس ابتدائی اور بنیادی گفتگو کے بعد مشائخ اسلام اور علما کبار کے نظریات ملاحظہ فرمائیے:

حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی تبریزی فرماتے

- (۱) امام غزالی، احیاء علوم الدین، جلد ۳، ص ۲۴۵ طبع دار احیاء کتاب العربیہ، القاہرہ
- (۲) زین الدین عراقی، المغنی عن حیل الاسفار فی ترویج مافی الاثر، ص ۱۱۱ طبع دار کتاب ذم الدین
- (۳) اسلمہ امام محمد، ۱۰۲ طبع مکتب الاسلامیہ لٹریچر و اشاعت، بیروت، لبنان، دار احیاء
- شرح السنہ، ۱/۲، ص ۱۱۱ طبع مکتب المدینہ، بیروت، لبنان، دار احیاء

ما قبل کی بحثوں سے آپ اب اس نتیجہ تک پہنچ چکے ہوں گے کہ اتحاد ملت کی بس ایک ہی صورت ہے کہ تمام ملکہ گو جو بنام اسلام مختلف فرقوں اور جماعتوں میں رہے ہوئے ہیں اپنے اپنے گمراہ اور غیر اسلامی عقائد و نظریات سے توبہ و رجوع کر کے عالم اسلام کی سب سے بڑی اکثریت میں ضم ہو جائیں، جس کے عقائد قرآن و سنت اور آثار صحابہ کے عین مطابق اور چودہ سو برس سے متواتر دستاویز چلے آ رہے ہیں۔ لیکن اس مقام تک پہنچنے کے لئے ممکن ہے ذہن کے کسی گوشے میں یہ اشکال باقی رہ گیا ہو کہ اہل سنت و جماعت کی صداقت و حقانیت کے سلسلہ میں علمائے حقہ میں اور مشائخ اسلام کے ارشادات اور عقائد اہلسنت ابھی ہمارے سامنے نہیں آئے اور وہ اکابر اہلسنت کون ہیں جنہوں نے فکر و عمل کے قیادت اور تسلسل کے ساتھ اپنے اپنے عہد میں جماعت اہل سنت کی حفاظت و اشاعت کا فریضہ انجام دیا۔ اب ہم بڑے اختصار کے ساتھ ان تمام چیزوں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ مگر پہلے اترقی امت کے حوالے سے مشہور حدیث رسول نقل کرتے ہیں کیونکہ اہل سنت و جماعت کی حقانیت پر بہت سے اقوال اسی حدیث کے طعن میں وارد ہوئے ہیں:

تفرقت امتی غلی ثلاث و میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی، تمام سبعین فرقة کلہم فی النار الاملة فرستے تھم میں جائیں گے سوائے ایک گروہ کے، واحدة، قالوا ما ہی یا رسول اللہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ نجات پائے والا گروہ کون سا ہوگا؟ ارشاد فرمایا جو میری سنت اور میرے صحابہ کی جماعت کا پیروکار ہوگا۔

دوسری روایت میں ہے کہ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! انجات پانے

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

”ہمارے سلسلہ طریقت کی بنیاد تین امور پر ہے۔ (۱) اہل سنت و جماعت کے عقائد پر ثابت قدم رہنا، (۲) دوام آگاہی، (۳) عبادت۔ لہذا اگر کسی مرد درویش میں ان تین چیزوں میں سے ایک میں بھی خلل آجائے تو وہ ہمارے طریقے سے خارج ہو جاتا ہے۔“ (۱۳)

امام عبد الوہاب شہرانی قدس سرہ فرماتے ہیں:

المراد بالسواد الاعظم ہم من سواد اعظم سے مراد السنہ و جماعت ہیں۔
کان لاهل السنہ والجماعۃ۔ (۱۴)

حضرت داتا گنج بخش لاہوری علیہ الرحمہ شریعت میں سنی فطری المذہب تھے، جہاں جہاں وہ حضرت امام اعظم کا نام لیتے ہیں وہاں کمال احترام کا ملحوظ رکھتے ہیں، کشف المحجوب میں ایک جگہ امام اعظم کا ذکر بہ صداقت و احترام کرتے ہوئے انہیں اہل سنت و جماعت کا مقتدا لکھا ہے، اس سے ان کے مسلک اہل سنت و جماعت پر کار بند ہونے کا قطعی ثبوت ملتا ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں:

”امام ناماں، مقتدائے نمایاں، اشرف القما، اعز علماء ہند حضرت عثمان بن ثابت الغرار رضی اللہ عنہ۔“ (۱۵)

رسول کریم ﷺ نے فرمایا ”اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شئ شئ فی الشار“ (۱۶)۔ یعنی تم سواد اعظم کی پیروی کرو جو اس سے جدا ہوا اسے تنہا ہمیں رسید کیا جائے گا۔ حضرت مامی قاری ”مرقات شرح مشکوٰۃ“ میں لفظ سواد اعظم کی تفسیر

(۱۳) خواجہ باقی باللہ، حالات مشائخ تصفیہ۔ (۱۴) امام عبد الوہاب شہرانی، میزان شریعت کبریٰ جلد اول ص: ۵۸۔ (۱۵) حضرت داتا گنج بخش لاہوری، کشف المحجوب ص: ۵۰

(۱۶) تفسیر ابن عربی، مشکوٰۃ المصابیح جلد ۱ ص: ۳۰

کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

السواد الاعظم بمعبرہ عن سواد اعظم بڑی جماعت سے عبارت ہے اس الجماعۃ الکثیرۃ والمراد ما علیہ سے مراد اکثر مسلمانوں کا مسلک ہے۔
اکثر المسلمین۔ (۱۷)

حضرت علامہ شیخ ابوالاعلیٰ شرح مواقف میں فرماتے ہیں:

المراد العرقۃ الناجیۃ الذین قال النبی نبی کریم ﷺ کے ارشاد ”ما علیہ و ما علی“ کے ﷺ فیہم ہم الذین ملنا علیہ مطابق معنی فرقہ میں اشاعرہ، محدثین کرام اور واصحابی فہم الاشاعرۃ والسلف من اہل سنت و جماعت ہیں ان کا مذہب بدعت و المحدثین و ہم اہل السنۃ والجماعۃ گمراہی سے خالی ہے۔
ومذہبہم خال عن بدع۔ (۱۸)

عارف باللہ حضرت شیخ اعلیٰ حق فرماتے ہیں:

”ہمارے شیخ کرم برہم رشاد نور اللہ مرتدہ نے اپنے رسالے سے ایک دن قبل اپنے مریدین و دوستان کو بلا کر فرمایا، میرے پاس کوئی مال و دولت نہیں کہ اس سلسلہ میں تمہیں کوئی وصیت کر دوں۔ وکتبی علیٰ مذہب اہل السنۃ والجماعۃ شریعۃ وطریقۃ و معرفۃ و حقیقۃ فاعرفونی حکمًا وانشدوا لی یہذا فی الدنیا و الآخرة فہلہ وصیتی“ (۱۹) یعنی میں شریعت، طریقت، معرفت اور حقیقت میں مذہب اہل سنت و جماعت پر قائم ہوں تم اس حیثیت سے مجھے پہچان لو اور دنیا و آخرت میں میرے اس عقیدے پر گواہ رہا تو مجھے میری وصیت ہے۔

صاحب دلائل الخیرات شریف شیخ اشیدخ حضرت خواجہ محمد بن سلیمان بارگاہ

الہی میں اس طرح دعا کرائیں ہیں:

(۱۷) مامی قاری، مرقات المناقب، جلد ۱ ص: ۲۳۹، طبع لبنان (۱۸) شیخ ابوالاعلیٰ شرح مواقف

ص: ۲۴، طبع ولکٹر ریکسٹر (۱۹) شیخ اعلیٰ حق، تفسیر نور الایمان جلد ۵ ص: ۱۰۱

وامتناع علی السنة والجماعة اے اللہ مجھے مسلک اہل سنت و جماعت اور اپنی
والشوق الی لقاءک با ذالجلال لکے شوق پر موت عطا فرمائے۔
والاکرام۔ (۲۰)

امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز اپنی کتاب ”مبدأ و معاد“ میں
فرماتے ہیں:

و در متابعت کتاب و سنت و
انوار سلف صالحین ترغیب فرماید
و حصول مطلوب را بے اس
متابعت محال دانند، و اعلام
کشوف و فائغ نماید کہ سرموئے
مخالفت کتاب و سنت داشته
باشد اعتبار نکند بلکه مستنفر
باشد و بتصحیح عقائد بمقتضائے
آراء فرقہ ناجیہ اہل سنت و
جماعت نصیحت نماید۔ (۲۱)

حضرت مجدد الف ثانی مکتوبات امام ربانی فخر اول کے مکتوب نمبر ۲۵۱ میں
اہل سنت و جماعت کی پیروی کو ہمارے نجات دہانے کے لئے لکھتے ہیں:

پس باید کہ مدبر اعتقاد را بر
آنچه معتقد اہلسنت و تہذیب و مسلمان
زید و عمر را در گوش نیارند، مدار
کل را بر آستانہائے آفرین ساختن
خود را ضائع کردن است۔
جماعت کی اتباع و پیروی ضروری ہے تاکہ راہ

(۲۰) خواجہ محمد بن سلیمان، دلائل الخیرات شریف۔

(۲۱) مجدد الف ثانی، مبدأ و معاد مطبوعہ مکتبہ دہلی اشاعت الاسلام، ص: ۶۰

تقلید فرقہ ناجیہ ضرور ایست نہایت تعجب ہو۔
تا امید نجات پیدا شود۔ (۲۲)

حضرت مجدد الف ثانی نے اپنی کتاب ”رسالہ رد و افش“ میں تحریر فرمایا ہے کہ
ہندوستان میں اسلام کی آمد کے بعد سے قریب پانچ سو برس تک اہل سنت و جماعت کے
سوا کوئی دوسرا فرقہ پیدا نہیں ہوا تھا۔ اور سب کے سب مسلک حق کے پابند تھے، اس
رسالہ کا عربی ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنے قلم سے بنام ”المقدمة
للسنیۃ شفا للفرقة السنیۃ“ فرمایا ہے۔ حضرت شاہ صاحب ترجمہ کے ذیل میں اضافہ
فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں:

ثم عاش كذلك فہنہم من
ساحہ مدین تک زندگی گزارتے رہے، انہاں
میں کوئی اختلاف و تباہی نہ تھی ان کے دین میں
اختلاف و لاتنازع و انصیبہم
مصبیہ فی دینہم و لا یختلط بہم من
دوہم، کانہم لا یعرفون ان فی
الارض عقیدۃ غیر عقیدۃ الماتریدۃ
او فقہا غیر فقہ الحنفیہ۔ (۲۳)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حضرت شیخ مجدد الف ثانی کے نظریات کی
تائید کرتے ہوئے اسے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

فقیر در اکثر معارف کہ شیخ بہ
زبان فتح خود آورده مصلحتی ہوسستہ
الکرمعارف کی تصدیق کرتا ہے جیسے اشارہ توحید

(۲۲) شیخ احمد فاروقی سرہندی، مکتوبات امام ربانی فخر اول کے مکتوب نمبر ۲۵۱، مطبوعہ مکتبہ اشاعت کراچی

(۲۳) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، المقدمة لسنیۃ السنیۃ ص: ۸۸، دار و مدار حارف نعمانیہ لاہور۔

مثل اشارہ بہ توحید شہودی، شہودی اگرچہ شیعہ نے اس مسئلہ میں اشارہ کیا۔
اگرچہ شیخ از رزم و ایضا قرآن سے تجاوز نہیں کیا ہے اور کوئی واضح گفتگو نہیں کی
تجاوز نہ کردہ و مسخ یہ پردہ ادا ہے اور ان کے اس قول کی بھی تصدیق کرتا ہوں
نہ فرمودہ و مثل قول بہ حقیقت کر مائے اہل سنت ہیں۔
علمائے اہل سنت۔ (۲۴)

علامہ جلال الدین سیوطی شرح الصدور میں رقم طراز ہیں:

"علامہ اٹھیل بن ابراہیم نے حاکم ابی احمد رحمۃ اللہ علیہ کو بعد وصال
خراب میں دیکھا اور دریافت کیا "ای الفرق اکثر نجاتاً عندکم فقال اهل
السنۃ والجماعۃ" یعنی تمہارے نزدیک فرقہ کے لوگ نجات پانے والے ہیں
جواب دیا اہل سنت و جماعت۔ (۲۵)

حضرت داتا گنج بخش لاہوری کے معاصر بزرگ حضرت شیخ ابو شکور ساملی
قدس سرہ العزیز افتراق امت والی حدیث بیان کرنے کے بعد فرقہ تاجیہ کی نشاندہی
کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "وہی اهل السنۃ والجماعۃ" (۲۶)
شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی شہرۃ افاق تصنیف "اشعۃ اللامعات" میں
فرماتے ہیں:

سواء اعظم درہن "مذہب دین اسلام میں سوا اعظم" اہل سنت و جماعت
اہل سنت و جماعت" امت عرف ہیں متفق اور تعصب سے اعتنا کرنے والا
ذالک من النصف بالانصاف و اسے چاہتا ہے۔ اور صحاح ستہ و دیگر حدیث کی
تجنب عن التعصب والاعتصاف۔ مشہور و معتد بہ (کہ جن پر اسلامی احکام کا

(۲۳) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، نام خواجہ محمد امین، مشہور الذکر المسجود علیہ ص: ۹۶، بارہ حارف لعمریہ لاہور۔
(۲۵) علامہ جلال الدین سیوطی، شرح الصدور ص: ۱۱۹، (۲۶) ابو شکور ساملی، تجرید ص: ۷۳

محدثین، اصحاب کتب ستہ فارغدار اور بنیاد ہے) کی تصنیف کرنے والے
محدثین، اصحاب کتب مشہورہ معتزلہ، محدثین، اصحاب اربعہ کے اکثر علماء غیر مسلم جو ان
کہ بناء و منکر احکام اسلام بر آہنہاں کے ہم عصر تھے، تمام اسی مذہب پر
اعنادہ و ائمہ فقہائے لڑباہ مذہب ہوئے۔ اشارہ اور تازیہ یہ جو اصول کام (علم
ازہمہ و غیرہم از آہنہاں کہ در طبقہ عقائد کے امام ہیں انہوں نے بھی مذہب سلف
ایشان بودہ اند، ہمہ بریں مذہب کی تائید کی، اور دلائل متقابلہ سے اسے ثابت کیا
بودہ اند۔ و اشارہ و ماتریدیہ کہ ائمہ اصول کلام اند، تائید مذہب
سلف نمودہ و بدلائل عقلیہ آن را عقلمانی کی لے ان کا کام اہل سنت و جماعت
اثبات کردہ، و آنچه سنت رسول اللہ ﷺ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
واجماع سلف بر آن رفتہ بود موجد ساختہ اند۔ ولہذا نام ایشان "اہل سنت و جماعت افتادہ"

اور مشائخ صوفیہ اولیائے کرام میں سے محدثین، محققین، جو کہ طریقت کے استاد،
راہ و ماہر و بی اسور میں احتیاط کرنے والے، صاحب ورع، پرہیزگار اور بارگاہ خداوندی میں

و مشائخ صوفیہ از متقدمین و محققین ایشان، کہ استاذان طریقت و زہاد و عباد و متواضع و متورع و متقی، و متوجہ بہ جناب حق و مبتوری از حول و قوت نفس ہوئے اند ہمہ بریں مذہب بودہ اند۔
چنانکہ از کتب معتزلہ ایشان معلوم گردد۔ و در معرفت کہ معتزلہ ترین کتابائے ابن قوم است عقائد صوفیہ کہ اجماع دارند بر آن،

جیسا کہ ان کی معتبر کتب سے معلوم ہوتا ہے اور از صوفیہ کی معتبر ترین کتب میں سے تعریف میں ہے کہ عقائد صوفیہ و عقائد اولیائے کرام کہ جن پر ان بزرگ زبان اسلام کا اجماع و اتفاق ہے۔ وہ

آوردہ کہ ہمہ عقائد "اہل سنت" پاک و کاست تھیں "اہل سنت و جماعت" کے و جماعت" است بے زبانت و عقائد ہیں۔
(۲۷)

تاریخ اسلام کے داکن پر اہل سنت و جماعت کی عزیمت و استقامت اور حقانیت و صداقت کے نقوش چاندنیوں کی طرح جھک رہے ہیں۔ اختصار کے پیش نظر ہم ان چند مشائخ اسلام اور علمائے اہلسنت کے اقوال و اورادات پر قلم روکتے ہیں۔ یہ حقیقت ایک لمحے کے لئے بھی ذہنوں سے اوچھل نہیں ہوتی چاہئے کہ صحابہ کرام، ائمہ عظام اور ابواب رب عزیمت و استقامت نے اپنے اپنے عہد میں زبانِ قلم اور لکھنؤ سے باطل نظریات کی بھرپور تردید فرمائی ہے اور آج بھی احقاقِ حق اور ابطالِ باطل اسلام کا داعیہ اور فرزندان اسلام کی ایمانی و مدداری ہے، یہ عجیب معجزہ خیریات ہے کہ آج کچھ لوگ بڑی سادگی سے کہہ گزرتے ہیں کہ کسی کو برا نہیں کہنا چاہئے جبکہ اسلام چاہتا ہے کہ ہر ممکن حد و جدہ کر کے باطل کا قلع قمع کر دیا جائے تاکہ ایک صالح اور امن پسند خوش عقیدہ معاشرہ کی تشکیل ہو سکے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُولُوا لِلَّهِ ذُرِّيَّةً وَهُوَ اللَّهُمَّ وَرَسُولُهُ، وَجِبَدُ اللَّهِ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ فِرْقٍ خَلْقًا مِّنْ نَّفْسِهِ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (۲۸)

امام ربانی مجدد الف ثانی نے کتب و روایات میں یہ حدیث رسول نقل فرمائی ہے:
قال عليه وعلى آله الصلوة وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب نقوش کا عہد ہو
والسلام اذا ظهرت الفتن ان وقال البدع یا فرمایا کہ جب بدعتیں گھبراہٹیں ہوں اور میرے
(۲۷) شیخ عبدالحق محدث دہلوی، اربعہ المباحات شرح مشکوٰۃ، جلد اول ص ۶۷، مطبعہ مطہران
(۲۸) قرآن مجید سورہ احزاب آیت نمبر ۱۱

وسبت اصحابی فلیظہر العالم علمہ اصحاب کو عین و تقبیح کی جائے تو اس پر اللہ
فمن لم یفعل ذالک فقلیہ لعنہ اللہ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اس کا نیز فرض
وہملاکۃ والناس اجمعین لا یقبل قبول ہوگا نہ مل
اللہ له صرفاً ولا عدلاً (۲۹)

ایک اور مقام پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اذا ظهرت البدع لعن آخر هذه فتنوں کا ظہور ہو اور اس امت کے بعد والے
الامة اولها فمن كان عنده علم اگلے لوگوں پر لعنت کریں تو اس وقت جس کے
فلینشرہ فان کاتم العلم یومئذ ککاتم میں علم کا چھپا ہوا اس کے چھپانے کی طرح ہے جو
مالزل للہ علی منحلہ (۳۰)

ان کا چادر ترقی کی روایت ہے:

ان الناس اذا رآوا منكراً فلم جب ٹوک کر ہی چیز کو دیکھیں تو اس کو نہ بدلیں تو
یغیروہ یوشک ان یعمہم اللہ بعباقہ غمروہ ہے کہ کبھی حجاب الہی میں گرفتار نہ ہو
(عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ) چاہیگا۔

یہی وجہ ہے کہ وہ خلفائے راشدین جن کی پیروی رسول اللہ نے اپنے قول
"علیکم ہستی و سنتہ الخلفاء الراشدین" سے لازم قرار دی اسلام کی اس بلند عزیمت
صف اول نے بھی اسلامی عقائد کو معصوم و معصوات میں روئند ازی کرنے والوں کے خلاف سختی
سے فوس لیا۔ کیا تاریخ کی اس حقیقت سے کوئی انکار کر سکتا ہے کہ امیر المومنین حضرت
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے منکرین زکوٰۃ کو قتل کیا، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی

(۲۹) بحر المحفوظات امام ربانی، دفتر اول مکتوب نمبر ۲۵۱ ص ۳۱، اربعہ المباحات فی الجہات۔

(۳۰) کہی ان صبا کرمن جابر، ابن عدی فی الکامل و التلخیص فی التاریخ

ایک مسافر سے ملاقات ہوگئی، اور وہ اسے مہمان بنا کر اپنے گھر لے آئے، لیکن جب الزمیر یہ ظاہر ہوا کہ یہ بدعتیہ ہے تو اسی وقت اسے اپنے دسترخوان سے اٹھا دیا اور مگر سر نکال دیا (۳۱)۔ حضرت خلیفہ ثالث عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس یہ خبر پہنچی کہ ایک شخص نے اسلام قبول کر کے کفر کیا ہے تو آپ نے اسے تین بار دعوت اسلام دی لیکن وہ منکر ہی رہا تو آپ نے اسے قتل کر دیا (۳۲) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی خوارج سے قتل و قتل کیا۔ اسی طرح تمام صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ مجتہدین نے بھی باطل انکار و نظریات کو جڑ سے اکھیڑ پھینکنے کے لئے اپنی فکری و عملی قوتوں کو صرف کیا اور اہل سنت و جماعت کے ایمان اور فوکلشن کو سدائہا رہائے رکھا، یوں کہ ہر دور میں عالم اسلام کے سیکڑوں علماء، مشائخ، سلاسل طریقت اور ارباب عزیمت و استقامت نے پھر پھر علمی مردانگی اور شہادتِ قدسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسلکِ اہل سنت و جماعت کی حفاظت و پاسپانی کا گراں قدر کارنامہ انجام دیا، اور مخالف طوفان میں بھی اسلام کا چراغ بجھنے نہیں دیا، اور خود ان گاروں پر چلنا گوارا کیا مگر اسلام و سنت کا چہرہ کھلانے نہیں دیا۔ ہم اس مقام پر ان تمام علمبردارانِ حق و صدقات کے اساتذہ گرامی سپردِ قلم نہیں کر سکتے ان لئے خلفائے اسلام اور صحابہ کرام کے بعد سے کاروانِ عزیمت و استقامت کی ایک مختصر فہرست سپردِ قلم کرتے ہیں۔ اس فہرست کا اکثر حصہ ”حدوثِ اہل سنت و جماعت ایمان السنن“ سے ماخوذ و مقتبس ہے۔

عظیمی مدنی جہری میں

(۱) خلیفہ راشد سیدنا عمر بن عبدالعزیز۔ ۱۰۱/۵۱۰

دوسری صدی جہری میں

(۲) امام محمد بن ادریس شافعی ۲۰۳/۵۵۰

(۳) علامہ ابن عثیم بن علی۔ کنز العمال ۱۰/۱۶۰ (۳۳) السنن للبیہقی، ابوبکر احمد البیہقی

(۳) امام حسن بن زید اولاد نوی کوئی ۲۰۳/۵۲۰

(۴) سیدنا معروف بن زید زکری ۲۰۰/۵۲۰

(۵) امام صاحب بن عبدالعزیز معمری ناکی ۲۰۳/۵۱۳۵

(۶) امام علی رضا بن موسی کاظم۔ ۲۰۳/۵۱۵۲

(۷) امام عقی بن متین بغدادی ۲۳۳/۵۱۰۷

تیسری صدی جہری میں

(۸) امام احمد بن حنبل ۲۴۱/۵۱۶۳

(۹) امام احمد بن شعیب نسائی ۲۰۳/۵۲۱۵

(۱۰) امام ابو امام احمد بن محمد بن سراج الشافعی ۲۰۶/۵۲۳۹

(۱۱) ابوسعید اسحاق بن محمد بن زبیر طبری ۳۱۰/۵۲۲۳

(۱۲) امام ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ الازدی الطحاوی ۳۲۱/۵۲۳۹

(۱۳) امام ابو الحسن علی بن اسماعیل الاشعری ۳۲۲/۵۲۶۰

(۱۴) امام ابو منصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی ۳۲۲/

چوتھی صدی جہری میں

(۱۵) امام ابو حامد احمد بن محمد اسفرائینی ۳۰۶/۵۳۳۴

(۱۶) امام ابو بکر محمد بن موسی بن محمد خوارزمی ۳۰۳/

(۱۷) امام قاضی ابوبکر محمد بن طیب باقانی ۳۰۳/۵۳۳۸

(۱۸) امام ابوالطیب سہل بن ابی بکر محمد البغوی اسطوکی ۳۰۳/

(۱۹) امام ابو اسحاق ابراہیم بن محمد اسفرائینی ۳۱۷/

پانچویں صدی جہری میں

(۲۰) قیام الاسلام امام محمد بن محمد بن محمد الغزالی ۵۰۵/۵۳۵۰

انفراق بین المسلمین	۸۰	جاذب و صداقت
(۲۱) حضرت داتا گنج بخش بخاری	۵۳۶۵/۵۳۰۰	
پہلی صدی ہجری میں		
(۲۲) محی الدین شمس الدین سید عبدالقادر بن موسی جیلانی	۵۶۱/۵۳۷۱	
(۲۳) امام غزالی بن محمد بن عمر رازی	۵۲۰۶/۵۳۳۲	
ساتویں صدی ہجری میں		
(۲۴) تقی الدین محمد بن علی المعروف بابن دقین البغدادی	۵۷۰۲/۵۶۲۵	
(۲۵) عزالدین عبدالعزیز بن عبدالسلام دمشقی	۵۶۶۰/۵۵۷۷	
(۲۶) سلطان احمد خواجہ مصین الدین بن چشتی اجمیری	۵۶۳۳/۵۵۳۷	
(۲۷) حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی	۵۶۲۶/۵۵۶۶	
(۲۸) حضرت فرید الدین گنج شکر	۵۶۲۳/۵۵۷۵	
(۲۹) حضرت خواجہ نقشب الدین بختیار کاکی	۵۶۳۳/۵۵۸۱	
(۳۰) حضرت خدوم علاء الدین صاحب کبری	۵۶۹۰/۵۵۹۲	
آٹھویں صدی ہجری میں		
(۳۱) تقی الدین علی بن عبد اللہ کافانی الشافعی	۵۷۵۶/۵۶۷۳	
(۳۲) زین الدین عبدالرحیم بن اسلم بن انصاری	۵۸۰۳/۵۷۲۵	
(۳۳) سراج الدین عمر بن ارسلان البلقینی	۵۷۰۵/۵۶۲۳	
(۳۴) حضرت محبوب الہی خواجہ نظام الدین اویسی	۵۷۲۵/۵۶۳۶	
(۳۵) حضرت شرف الدین احمد بن حمیری	۵۷۸۲/۵۶۶۱	
(۳۶) حضرت خدوم جہانیان جہاں مست	۵۷۸۵/۵۷۰۷	
(۳۷) حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی	۵۷۸۶/۵۷۱۳	
(۳۸) حضرت خدوم جہاگیر اشرف سمنانی	۵۸۰۸/۵۷۰۷	

انفراق بین المسلمین	۸۱	جاذب و صداقت
نہیں صدی ہجری میں		
(۳۹) جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر سیوطی	۵۸۳۹/۵۹۱۱	
(۴۰) شمس الدین محمد بن عبدالرحمن سیوطی	۵۸۳۱/۵۹۰۲	
دسویں صدی ہجری میں		
(۴۱) شمس الدین محمد بن احمد بن حمزہ ربی	۵۹۱۹/۱۰۰۳	
(۴۲) امام علی بن سلطان محمد القادری الحنفی	۱۰۱۳/	
(۴۳) حضرت شیخ سلیم بن شمس	۵۸۸۳/۵۹۷۷	
(۴۴) سید امام عبدالواحد بنگلوی	۵۹۱۵/۱۰۱۷	
گیارہویں صدی ہجری میں		
(۴۵) امام ربانی شیخ احمد فاروقی سرحدی	۵۹۷۱/۱۰۳۳	
(۴۶) شیخ عتیق عبدالرحمن محدث دہلوی	۵۹۵۷/۱۰۵۲	
(۴۷) سلطان اورنگ زیب عالمگیر	۱۰۲۵/۱۱۱۷	
بارہویں صدی ہجری میں		
(۴۸) شیخ کلیم اللہ چشتی	۱۱۳۳/	
(۴۹) شیخ محبت اللہ بہاری	۱۱۱۹/	
(۵۰) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	۱۱۱۳/۱۱۷۶	
ان اساطین اہلسنت کے بعد ہندوستان میں جس کاروان اہلسنت نے اسلامیان ہند کی رہنمائی فرمائی اور سواد عظیم اہلسنت و جماعت کو راہ مستقیم پر گامزن رکھا تیرہویں صدی ہجری کے حوالے سے ان ارباب عزیمت و استقامت کی ایک مختصر فہرست ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔		
(۵۱) حضرت علامہ غلامی اعلیٰ فرنگی بکلی	۱۱۳۳/۱۲۳۵	

افتران بین المسلمین	۸۲	چار حق و صداقت
(۵۲) حضرت شاہ شامہ رحمہ اللہ آبادی	۱۱۶۰ھ/۱۲۳۶ء	
(۵۳) حضرت شاہ انوار الحق فرنگی بکلی	۱۱۶۷ھ/۱۲۳۶ء	
(۵۴) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی	۱۱۵۹ھ/۱۲۳۹ء	
(۵۵) حضرت شاہ غلام علی دہلوی	۱۱۵۸ھ/۱۲۳۰ء	
(۵۶) حضرت شاہ ابوسعید مجددی راجپوری	۱۱۹۶ھ/۱۲۳۶ء	
(۵۷) حضرت شاہ آل احمدی صیغہ میاں مارہروی	۱۱۶۰ھ/۱۲۶۲ء	
(۵۸) حضرت شاہ ابوالحسن قزوینی دہلوی	۱۱۹۱ھ/۱۲۶۵ء	
(۵۹) حضرت شاہ احمد سعید مجددی راجپوری	۱۲۱۷ھ/۱۲۷۷ء	
(۶۰) حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی	۱۲۱۲ھ/۱۲۷۸ء	
(۶۱) حضرت علامہ عبدالعلیم فرنگی بکلی	۱۲۰۹ھ/۱۲۸۵ء	
(۶۲) حضرت علامہ فضل رسول بدایونی	۱۲۱۳ھ/۱۲۸۹ء	
(۶۳) حضرت علامہ شاہ آل رسول مارہروی	۱۲۰۹ھ/۱۲۹۶ء	
چودھویں صدی ہجری ہندوستان میں مذہبی کشمکش کی صدی تھی، انتہائی گمراہ کن اور ایمان سوز تحریکیں جنم لے رہی تھیں اور صدیقوں کے متواتر اور متواتر عقائد کو نظریات بد و بالا کر رہی تھیں۔ ان حالات میں مملکت جمہور اہلسنت و جماعت کی حفاظت و پاسپانی کے لئے جو علمائے حق اور مردانِ فکر و فن میدان میں تھے اس کا ردان اہل سنت میں سے چند نام ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:		
(۶۴) حضرت مولانا عبدالحی فرنگی بکلی	۱۲۶۳ھ/۱۳۰۳ء	
(۶۵) حضرت مفتی ارشاد حسین راجپوری	۱۲۳۸ھ/۱۳۱۱ء	
(۶۶) حضرت مولانا فضل الرحمن شیخ مراد آبادی	۱۲۰۸ھ/۱۳۱۳ء	
(۶۷) حضرت مولانا غلام دھیر قصوری الامروہی	۱۳۱۵ھ	

افتران بین المسلمین	۸۳	چار حق و صداقت
(۶۸) حضرت مولانا غلام قادر بھیروی	۱۳۲۷ھ	
(۶۹) حضرت مولانا عبدالقادر بدایونی	۱۳۲۹ھ/۱۳۵۳ء	
(۷۰) حضرت مولانا تاج الدین اللہ راجپوری	۱۳۲۶ھ	
(۷۱) حضرت مولانا خیر الدین دہلوی	۱۳۲۶ھ	
(۷۲) حضرت مولانا امام احمد رضا بکلی	۱۳۲۷ھ/۱۳۳۰ء	
(۷۳) حضرت شاہ ابوالخیر دہلوی	۱۳۲۱ھ/۱۳۷۲ء	
(۷۴) حضرت مولانا ڈی اچھڑی احمد محدث سورتی	۱۳۲۳ھ	
(۷۵) حضرت شاہ علی حسین اشرفی	۱۳۵۵ھ/۱۳۶۶ء	
(۷۶) حضرت شاہ میر علی گڑوی	۱۳۵۶ھ/۱۳۷۳ء	

یہ سچی چودہ سو سالہ کاروان اہلسنت اور ارباب عزیمت و استقامت کی ایک مختصر فہرست جنھوں نے رسول اور اصحاب رسول ﷺ کے افکار و معمولات کی پیروی کرتے ہوئے پورے دلوں و شوق کے ساتھ دعوت و تبلیغ اور اشاعتِ سنت کا فریضہ انجام دیا اور اپنے اپنے دور میں بحرِ پر و عزم و حوصلہ کے ساتھ اسلام و سنت کے خلاف اٹھنے والی تحریکوں اور نامِ اسلام چیلنے والے باطل فرقوں کا سد باب کیا۔

ہندوستان اس حیثیت سے تاریخ اسلام میں نمایاں اور ممتاز مقام رکھتا ہے کہ دیکر ہند میں ظہور اسلام کے بعد قریب پانچ سو برس تک فرزندِ انِ اسلام میں کسی قسم کی بدعتِ قیدی ظاہر نہیں ہوئی، اس کو صوفیائے کرام کے اخلاص، عمل اور طہارتِ فکر کی برکت ہی کہا جاسکتا ہے۔ امام ربانی مجددِ اہل حق احمد سرہندی تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ ہندوستان میں حق ہی حق تھے شافعی اور حنبلی مسلک کے لوگ تلاش کرنے پر بھی نہیں ملے تھے اور طوطی ہند حضرت خواجہ امیر خسرو فرماتے ہیں کہ ہند میں مسلمانوں کی کیا بات ہے

یہاں کے دریاؤں اور سندھوں کی کھجلیاں بھی سنی ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی کی وہ معلومات انفراتر پریز میں پڑ گئے:

امان نژاد کہ اسلام درآن جا جس وقت سے یہاں اسلام کا نظیر ہوا اور ظاہر شدہ است، و سلاطین اسلام استیلا یافتہ اند و مشائخ عظام و اولیاء کرام از اطراف و جوانب تشریف آورده اند و اعظام دین و اعلام اسلام زمان در تزیید و ترقی است، و ہر سال ممالک نہ بہ یک وجہ ہلک بہ وجہ مزیت و فضیلت دارد کہ تمام سکنان آن از اہل اسلام بر عقیدہ حق اہلسنت و جماعت اند و نشانے از اہل بدعت و ضلالت درآن دیار پیدا نیست، و طریقہ مرضیہ حنفیہ دارند۔

حتی کہ اگر بالفرض شخصے رامذہب شافعی یا حنبلی داشتہ باشد، طلبند نہ یابند

حضرت خواجہ امیر خسرو علیہ الرحمہ و الرضوان در تعریف ملک ہندوستان می فرماید (۳۳)

خوشا ہندوستان و رواق دین شریعت را کمال عزت و تمکین زیر دستان ہندو گشتہ پامال

(۳۳) شیخ امیر ہندی رسالہ معارف انبیاء اور مطبوعہ دارہ معارف انبیاء اور

ہدی عزت شدہ اسلام منصور بدایں خوری سران کفر مقبور بہ ذمت گرد نہ بودے رخصت شرع نہ ماندے نام ہندو ز اصل تا فروغ ازغنین تائب دیا دریں باب ہمہ اسلام بنی بریکے آب نہ قرمانے کہ از تا ترسگاری ہند برہندہ داغ کردگاری نہ از جنس جہوداں جنگ و جدوت کہ از قرآن کند دعویٰ بہ توریت نہ منع کز طاعت آتش شودشاد دودہ پاصد زباں آتش پہ فریاد مسلمانان نعمانی روش خاص زدل ہرچار این را بہ اغلاص نہ کہیں باستانی نے مہر بازیہ جماعت راوست را بہ جاں صید نہ اہل اعتزالے کز فن شوم زدیوار خدا گردند محرم نہ رفض نامزد زان مذہب بہ بجائے بر وقاداران احمد نہ زان بگ خارجی کز کینہ مازی کند با شیر حق رو بہ بازی زبے ملک مسلمان خیر و دیں جوئے کہ ہای نیز سخی خیزہ از جوئے (۳۴)

حضرت امام ربانی حضرت امیر خسرو کے ان اشعار کو نقل کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں:

”ہندوستان میں اسلام کی آمد کے بعد قریب پانچ سو برس تک اہلسنت و

جماعت کی بہادری رہی اور کوئی فرقہ بند گشتیں ہوئی لیکن جب خاقان اعظم مہارشد

خان ازبک نے اعظم خراسان پر حملہ کیا اور اس کی حکومت سنبھالی تو اس نے اہل

خراسان کے کچھ شیعوں کو قتل کیا اور کچھ کو جلاوطن کیا تو ان میں سے کچھ اہل تشیع

ہندوستان میں داخل ہو گئے اور بڑی پاک دینی سے ارباب اقتدار اور سلاطین ہند

سے وابستہ ہو گئے اور ہندوستانی عوام کو اپنے اہل نظریات سے گمراہ کرنے لگے، اس

طرح ملک خراسان میں تو تھوڑا سا پر گیا لیکن ہندوستان میں یہ قیامت خیز فتنہ برپا ہو گیا۔

امام ربانی مجدد الف ثانی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اہل تشیع کی تردید میں زبان و قلم سے بھرپور جہاد کیا، لیکن بھروسہ دہلوی نے غیور اہل بیت کو ہندوستان میں در آمد کیا اس وقت نہ دہلیت سے دلیہ بندیت، چکڑا لویت، وغیرہ فرقوں نے جنم لیا علما نے ان فتنوں کے رد میں بھرپور جہاد و جدید کی لیکن چودھویں صدی ہجری میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز نے نمایاں کردار ادا کیا۔

ڈاکٹر کے محمد عبدالحمید اکبر نے پونے یونیورسٹی سے "مولانا احمد انور اللہ فاروقی حیدر آبادی" پر پی ایچ ڈی کی کتبہ دہ اپنے ڈاکٹریٹ کے مقالے میں لکھتے ہیں:

"شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز رحمہما اللہ کے بعد جس جامعیت سے اصلاح معاشرہ اور زندگی کے ہر شعبہ میں قوم و ملت کی رہنمائی کے لئے جو فضیلت ہمارے سامنے آتی ہے وہ حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد انور اللہ فاروقی فضیلت جنگ علیہ الرحمہ کی ہے۔ اور ان کی ایسے مذہبی دانشور اور مشرک آئے جنہوں نے مسلمانوں کی دینی اور مسلکی رہنمائی میں اپنی تصانیف کے ذریعہ جہاد اور مجاہدانہ کردار پیش کیا ان مصنفین میں مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی نامور ہوئے۔" (۳۵)

جامعہ علیہ دہلی کے نامور استاد ڈاکٹر سید جمال الدین اسلم چودھوی صدی اخیر کے ہندوستان کی مذہبی بساط کے حوالے سے رقم طراز ہیں۔

"انیسویں صدی سے ہی نظریاتی غلطیوں پر علما مختلف مکاتب میں تقسیم ہوتا شروع ہو گئے تھے اور مسلم معاشرہ بھی ان کی پیروی میں متعدد جموں میں تقسیم ہوتا

(۳۵) ڈاکٹر کے محمد عبدالحمید اکبر، مولانا محمد انور اللہ فاروقی، مطبوعہ مجلس اشاعت العلوم جامعہ نظامیہ حیدر آبادی، ۱۳۸۱ھ

شروع ہو گیا تھا۔ صدیوں تک "ہدایہ" ہندوستانی مسلمانوں کو راہ ہدایت دکھاتی رہی جس نے جہد تنقید کی نوبت کی ایک نئی تعبیر "انوحید" کو انیسویں صدی میں ہندوستان میں در آمد کیا جس کا اردو ترجمہ "تقریبہ الامان" خاں کا کاٹا تھا۔ شاہ اسماعیل دہلوی کی کتاب "تقریبہ الامان" کی اشاعت سے پہلے ہندوستانی مسلمان صرف دو گروہوں میں مقسم تھے، اہل سنت اور اہل تشیع، ان میں اول الذکر کی آبادی اکثریتی تھی، لیکن تقریبہ الامان کے بعد اختلافات کا ایسا سلسلہ شروع ہوا کہ سواد اعظم سے نکل نکل کر وہ مختلف جموں میں داخل ہونے لگے اور اس طرح سواد اعظم کا شیرازہ منتشر ہو گیا، اس انتشار کی روک تھام اور اہل سنت کی شیرازہ بندی کی لئے راکش کھنڈ کے شہر بریلی کے ایک فاضل عالم نے عزم قسم کیا یہ فاضل عالم تھے مولانا احمد رضا خاں (۱۸۵۶ء - ۱۹۲۱ء) جو امام باہنست مجددین ملت فاضل بریلی کے نام سے معروف مشہور ہوئے۔" (۳۶)

پاکستان کے سابق وزیر مذہبی امور اور اعلیٰ امور مولانا کوثر نیاز کی لکھتے ہیں:

"بدقسمتی سے ہمارے ہاں اکثر لوگ انھیں بریلوی نامی ایک فرقہ کا بانی سمجھتے ہیں، حالانکہ وہ اپنے سبک کے اعتبار سے صرف فقی اور سنی تھے۔" (۳۷)

ان شاہد کی روشنی میں واضح ہو گیا کہ امام احمد رضا محدث بریلوی چودھویں صدی ہجری میں باہنست و جماعت کے عظیم پیشوا اور مقتدا تھے۔ امام احمد رضا اپنی بے پایاں علمی اور فقیہ خدمات کی وجہ سے عالم اسلام میں باہنست و جماعت کے علامتی نشان بن گئے اور پھر ان کے بعد برصغیر میں باہنست و جماعت کی قیادت ان کے خلفا اور تلامذہ نے سنبھالی۔ امام احمد رضا کے ایک نامور تلمیذ مفسر قرآن صدرالافاضل مولانا

(۳۶) سید جمال الدین اسلم، باہنست کی آواز، ۱۹۹۸ء، ۲۳۹-۲۴۰ء، مطبوعہ دار البرہہ شریف

(۳۷) کوثر نیاز، امام احمد رضا ایک جدوجہد شخصیت، مطبوعہ مجمع البعثات مبارکپور

فہم الدین مراد آبادی اپنے عہد کے حالات کے پیش نظر اہلسنت و جماعت کی تقریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”سنی وہ ہے جو مانا علیہ و اصحابی کا صداقت ہو، یہ وہ لوگ ہیں جو خلفائے راشدین، ائمہ دین، مسلم مشائخ طریقت اور مشائخ علمائے کرام میں سے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ملک اعلیٰ حضرت، بحر العلوم فرنگی بکلی، حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی، حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی، حضرت مولانا مفتی ارشاد حسین رامپوری اور حضرت مفتی شاہ احمد رضا خان بریلوی کے مسلک پر ہوں رحمہم اللہ تعالیٰ“ (۳۸)

ان حقائق کی روشنی میں یہ حقیقت پورے طور پر مسخ ہو چکی کہ اس وقت برصغیر میں امام احمد رضا قدس سرہ العزیز اور ان کے مؤید ہزاروں ہزار علما و مشائخ کے عقائد و نظریات ہی عقائد اہلسنت و جماعت ہیں۔ یہی جماعت سوادِ عظیم بھی ہے اور ارشاد رسول ”مانا علیہ و اصحابی“ کی حقیقی صداقت بھی۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کی کتابوں سے ماخوذ و مقتبس ”عقائد حقائق سنت و جماعت“ (۳۹) ذیل میں نقل کر دیے جائیں تاکہ ان بنیادی عقائد سے آگاہی رہے اور اس کے خلاف سے اہتباہ کیا جائے۔ ممکن ہونے کے لئے ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ خدا کی طرف سے جو کچھ لے کر آئے ہیں سب کو دل سے سچا جانتا اور زبان سے اس کا اقرار کرتا۔

①

اللہ حمد و حمد پر ایمان لاتا

ایمان بالذکر کی تفصیلات حسب ذیل ہیں:

۱۔ صلیح عالم علیٰ ہمد و واجب الوجود ذاتی الہی ہے اسکا کوئی مثل نہ ذات میں ہے نہ صفات

(۳۸) مولانا فہم الدین مراد آبادی، مطلقہ امر کرر ۲۱ رجب ۱۳۹۳ھ ص: ۹

(۳۹) عقائد حقائق سنت و جماعت، مختصر از تصانیف رفیعہ، از شہر جہاں علی سنت مولانا محدث علی

میں تمام کمالات ممکنات اس کی عظمت ذاتی کے ظل و پر تو ہیں۔

۲۔ وجوب دجود۔ استحقاق عبادت خالقیت با اختیار خود تدبیر کائنات کلی و جزوی اس کی ذات کے ساتھ خاص ہیں۔

۳۔ حق و قدرة، حکم، کلام، تبع، تصرف، ارادہ۔ صفات ذاتی حق سبحانی ہیں۔ ان سب سے ازلا متصف ہے۔ باقی صفات فعلیہ، نفسیہ، مادیہ، اضافیہ ہیں۔

۴۔ کائنات کو خلقت وجود بخشے سے بیشتر و بیا کمال تھا جیسا بعد میں۔ (الان کما کان)

۵۔ شفا، مرض، عطا، رزق، ازلا، تکالیف و معائب بطور استقلال و خلق اسی کے بقدر قدرت میں ہے۔

۶۔ طیب۔ بادشاہ و دیگر اسباب ظاہری و باطنی مثل و عادت و امتیاز اولیاء عطاے الہی بطور ترسیب اسور مذکورہ کے منسوب الیہ ہوتے ہیں۔

۷۔ حکیم علی الاطلاق کی مفت حکمت کا تقاضا ہے کہ یہ صفات و افعال الہیہ درپردہ اسباب ظہور فرماتے ہیں جیسا کہ بدایہ معلوم ہے کہ بے شمار اسباب معاش، تدبیر، مہمات، مدافعت امراض اور مظاہر رزاقیت وغیرہ صفات قدیمہ کے ہیں۔ ایسا ہی شرعاً و کشفاً ثابت ہے کہ مقرر یاں درگاہ حق کی دعا و ہمت و برکت و وجودات مبارکہ مظہر فیضان عنایت الہی ہیں۔ صرف اسباب کو مد نظر رکھنا اور مسبب محل شانہ کی قدرت کاملہ کا نہ ماننا یا قدرت کاملہ کو بعض اسباب میں ہی منحصر دیکھ دو کرنا کفر ہے۔

اور اسباب کا کچھ بھی نہ کرنا ابطل حکمت قدیمہ کے علاوہ سعادت دین و دنیا سے محروم رہتا ہے۔ اور اسباب ظاہری و باطنی (اولیاء) سے مقررین کو کچھ گاہ صفات الہیہ مان کر ان سے مستفید اور مستفیض ہونا بصیرت اور کمال ایمان کا نشان ہے۔

۸۔ جو ہر، عرش، جسم، مکان، زمان، جہت، حرکت، انتقال، تبدیلی ذاتی وصفاتی، جہتیں، کذب ممکنات سے مختص ہیں۔ ذاتی جہت پر یہ سب محال بالذات ہیں۔

۹۔ استوا علی العرش، جھک، وجہ، یہ وغیرہ صفات۔ مخصوصہ کذابی مثل صفات ثنائیہ، تیج، بقدر، قلم، ارادہ، حکام، قدرت، دلچہ، نکوین، بے چون و بے چگون ہیں۔

۱۰۔ اور ایک حقیقت آئینہ میں انبیاء و اولیاء عاجز ہیں۔ تجلیات ذاتی وصفاتی و اسمائی نصیب انبیاء و اولیاء حسب المراتب و دنیا میں ہوتی ہیں۔

۱۱۔ رویت ذات حق آخرت میں اہل جنت کے لئے ثابت ہے بلا کیف و بلا جہت۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ بندوں کے افعال و اعمال کا خالق اور مربی ہے۔ لیکن راضی بالکلر و المعصیت نہیں ہے۔

۱۳۔ تمام خیر و شر خالق کل جان شائد کے ارادہ و خلق و تقدیر سے ہے جو ازل میں مقرر ہو چکا ہے وہی ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن راضی صرف خیر پر ہے۔

۱۴۔ تقدیر سے بندہ مجبور نہیں ہوتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے نیکی اور بدی کا راستہ بتا کر اپنے اپنے افعال میں گواہ اختیار دیا ہے۔ جس کے سبب انسان اور مجرور

شجر میں فرق بدیہی ہے۔ جسے اصطلاحاً کسبت کہتے ہیں۔ اسی کسب کے سبب وہ جزا اور سزا کا مورد ہے۔

۱۵۔ جبر و سبائی جزا اور قدر جو شرکت کے فی حقیقت میں قادر مطلق سے پیدا کرے باطل ہیں۔ زیادہ خواص و بحث اس مسئلے میں ممنوع ہے۔ امور مذکورہ پر ایمان لانا

باعث نجات ہے اور ان کا انکار ہلاکت۔ لہذا اٹکنڈی و سعادت یہ ہے کہ حصول نجات کی فکر ہو۔

۱۶۔ بے نیاز ہے۔ کسی کا اس پر حق نہیں ہے۔ مگر جو اپنے فضل سے وعدہ فرمائے۔ وہ

ضرور وفا فرماتا ہے۔

۱۷۔ اس کے تمام افعال نکت و مصلحت پر مشتمل ہیں۔ لیکن اس سے کوئی غرض یا نفع عائد بذات مقدس نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی کوئی شے اللہ تعالیٰ پر واجب ہے۔ حج و ظلم و سفہ و عیث سے اس کے افعال منزہ ہیں۔

۱۸۔ مومن کو دین حق پر اشراج عطا فرماتا اور اسے قبول کرنا اور اس کے موافق اعمال و احسان کی توفیق عطا فرماتا اس کا فضل ہے۔ اور کافر کو صرف عقل و حواس عطا فرما کر تبلیغ انبیاء کا اس کے ذہن پر واضح فرماتا اور توفیق سے محروم رکھنا اللہ تعالیٰ کا عدل ہے۔

۱۹۔ صفت عدل و فضل کی چھ صورتیں ہیں۔ جن کا اعتقاد رکھنا مومن پر فرض ہے۔

(۱) حق سبحانہ تعالیٰ کسی پر ذرہ مجر بھی ظلم نہیں فرماتا۔

(۲) کسی کے اعمال حسد سے ذرہ مجر نقصان نہیں فرماتا۔

(۳) کسی کو بغیر گناہ و عذاب نہیں فرماتا۔

(۴) اس کا فضل ہے کہ سچے مسلمان بندوں پر جو معصیت بھیجے اس میں بھی ان کے لئے اجر رکھتا ہے۔

(۵) کسی کو طاعت یا معصیت پر جبر نہیں فرماتا۔

(۶) طاعت سے زیادہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا۔

۲۰۔ افعال کا باعث ثواب و عقاب اخروی ہوتا صرف اسی کے حکم سے ہے اس میں عقل کو دخل نہیں ہے۔ بعض کی حکمت کو عقل اور اک کر سکتی ہے اور اکثر میں اخبار انبیاء کی محتاج ہے۔

۲۱۔ ہر ایک صفت ایسی بالذات واحد ہے اور بحسب اتعلق غیر متناہی۔ متعلقات عمارت

ہیں۔ اور اس کی صفات قدیمہ ہیں۔

۲۲۔ حق سبحانہ و تعالیٰ کے بہت نام ہیں، جنکی خبر اسی نے اپنے کلام پاک میں دی ہے اہلسنت کے نزدیک دعا و ذکر اُنہی انہیں اس سے ہونا چاہیے جو شرع مطہر میں دابرو ہیں۔ یہ سب اس کا کلام اُنہی کے مانند قدیم، ازل، ابدی ہیں اور بندوں کا اپنی زبان پر لانا یا لکھنا حادث ہے۔

۲۳۔ اہل سنت کا اجماع ہے کہ جس اسم کے معنی میں تنقیص شان الاولیت ہو اس کا ذات حق پر یونان کلمہ کفر ہے۔

۲۴۔ وحدت وجود حسب تقریر متحقق حق ہے۔ شریعت اللہ کے کسی اصل کے منافی نہیں ہے۔ فرق مراتب و حفظ احکام ضروری ہے۔ جو صفات مستزہ مرتبہ الاولیت کے ہیں ان کا مراتب سا ملکہ پر اطلاق کرنا اور بالکس کفر ہے۔ جس طور پر یہ مسئلہ کا ہر اسلام پر منکشف ہوا ہے۔ اور اولیائے متحرشین نے حتی الامکان بیان فرمایا ہے شرعی حدود کی رعایت کے ساتھ اس پر اعتقاد رکھنا تکمیل ایمان کا باعث ہے اور اس کا انکار خسران و حرمان ہے۔

(۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا

ایمان بالنبی ﷺ کی تفصیل ان پوری توجہ کے ساتھ قبول میں ملاحظہ فرمائیے:

۱۔ اسلام و ایمان کا ذکر ان اعظم جس کے بغیر کسی حالت میں بندہ مومن یا مسلم نہیں ہو سکتا۔ حضور سرور عالم ﷺ کے تمام کمالات ثابۃ بالصلح الصریح کی تصدیق قلبی و اقرار لسانی ہے۔ اور آپ کی غاہری و باطنی تقسیم سے ہر حالت میں متصف رہنا تمام اعمال و عبادات کی قبولیت کا اصل اصول ہے۔

۲۔ آپ تمام انبیاء کے کرام سے افضل اور سب کے سرور ہیں۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کی توحید اور ربوبیت کا یثاق ذات حق جیسا تمام بنی آدم سے لیا گیا وہی اسی سرور عالم ﷺ کی اطاعت اور تعظیم کا تمام انبیاء سے منکذ طوط پر عہد لیتا یا خیاراتی منصوص ہے۔

۴۔ (الف) آپ خاتم الانبیاء ہیں۔ نہ تو آپ کے زمانہ میں اور نہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ حضور کے وصف خاتم النبیین کے یہی معنی ضروریات دہیہ سے ہیں کہ حضور سب سے آخری نبی ہیں۔ اس معنی کو تا کچھ لوگوں کا خیال بتانا یا حضور کے زمانے میں یا حضور کے بعد کسی اور کو نبوت ملنی واقع یا جائز کہنا کفر ہے۔

(ب) حضور اقدس ﷺ کا علم اقدس تمام مخلوقات کے علوم سے اوسع ہے۔ کسی مخلوق کے علم کو سرکار کے علم اقدس سے زیادہ اور وسیع کہنا کفر ہے۔

(ج) حضور اقدس ﷺ کو جو بعض علم غیب ان کے رب کریم جل جلالہ نے عطا فرمایا انبیاء و مرسلین اور ملائکہ حقینین علیہم الصلاۃ والسلام اور جملہ اولین و آخرین کے جمیع علوم کا مجموعہ اور لوح محفوظ میں قلم قدرت کا لکھا ہوا سارا علم کا مان و مایکون اس کا جزو ہے۔ اس کو یوں کہنے والا کہ ”اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ ہر جانور و ہر چار پائیہ کو بھی حاصل ہے“ قطعاً کافر ہے۔

۵۔ تمام انبیاء لیاخاط لیلون و تربیت روحانی تقیین روحی جناب ختمی مآب خلفا سرور عالم ﷺ کے ہیں۔ جیسے غایب ہر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نیابت آپ کے فرمان سے اس عہدے پر ممتاز ہوئے ویسے ہی انبیاء کے کرام باوجود ضلعت نبوت و انضلیت اداون الانبیاء کے آپ کی باطنی شریعت کے نافذ فرمانے والے تھے۔

۶۔ آپ کی اطاعت و اتباع اور محبت فرض ہے اس کے ترک پر عذاب الیم کا وعید منصوص ہے۔

۱۔ حضور مظہر اللہ ﷺ اقامہ سر اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی قسم کی ہوئی ہے۔

علاوہ وحی مکی کے دو اور قسم بھی ہیں۔ جن میں فرشتے کو وحی اُترتی ہے۔

۲۔ قرآن شریف کلامی انزلی الہی ہے۔ جو پچاس اصوات و حروف جلوہ گر ہے۔ اور بذریعہ ملک مقرب حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور علیہ السلام پر نازل ہوا۔

۳۔ احادیث شریفہ قدسیہ ثابت با سند صحیح و وحی ہے جو کبھی بتوسط کذائی اور کبھی بلا توسط کذائی حضور ﷺ پر وارد ہوئی۔

۴۔ وحی سے جو معنی قطعاً ثابت ہیں۔ حق ہیں۔ کوئی شبہ نہیں۔ اس میں سے علم اور نبوت قطعی کے بعد کسی بات کا انکار کر چودہ تاویل باطل ہو کر ہے۔ اور غشی النبوت یا غشی الدلائل کا بخاؤد چانکار بدعت یا فسق ہے۔

۵۔ امور ذیل کو حق ماننا ضروری ہے۔

(۱) حشر اجساد اور اعاذ روح انھیں اجساد میں جو دنیا میں تھے۔

(۲) جزاے اعمال خیر اور سزاے شر۔

(۳) صراط و دوزخ پر نمٹنے ہے۔ جس پر سب کو چلنا ہوگا۔ اہل نارت کردوزخ میں

گر پڑیں گے اور اہل جنت اس پر گزر کر جنت میں پہنچیں گے۔

(۴) حساب اعمال، میزان، جنت، دوزخ اور یہ دونوں آخر الذکر اس وقت موجود

ہیں جن کی جگہ اللہ تعالیٰ شانہ چاہتا ہے۔

(۵) شفاعت رسول اللہ ﷺ اہل کبار کے لئے حق ہے اور آپ کی شفاعت

مقبول ہے جہاں آیات شریفہ میں لفظی شفاعت واقع ہے وہ مقید بحد رضائے اجازت الہی ہے۔

(۶) عذاب قبر کافر کو اور نعمت و راحت مومن صالح کو قبر میں حق ہے۔ اور گنہگار

مومنین مشیت الہی پر ہیں جسے چاہے عذاب فرماے جسے چاہے نعمت بخشے۔

(۷) سوال منکر و کبیر جس سے خدا چاہے ضرور ہونے والا ہے۔

(۸) تمام نسل انبیاء میں جاب اللہ حق ہیں۔

(۹) لامحدود اجسام نوری ہیں عوارض ظلماتی سے منزہ ہیں۔ ان کے مقامات آسمان پر

مقرر ہیں۔ کوئی کائنات سماوی وارضی پر مقرر ہے اور بعض کائنات اعمال بنی آدم پر۔

اور بعض بندوں کے دل میں فطرات صالحہ اللہ کرنے پر۔ اور بعض حفاظت بنی آدم

پر۔ ان کے مقابلے میں مخلوقات الہی میں سے شیاطین ہیں جو حیالات فاسدہ کا القاء

کرتے ہیں۔ قرب قیامت میں حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظاہر ہونا اور

حضرت یحییٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا اور جمال و خنار پر کونکر کرنا اور پھر

دین واحد کا ہو جانا سب حق ہے۔

(۱۰) کلی انبیاء علیہم اسلوۃ و السلام اور حجازی صحیفے ان پر نازل ہوئے سب حق ہیں۔

﴿۲﴾

اجتہاد و تقلید

۱۔ عامۃ الناس جو رجحان اجتہاد سے بے بہرہ ہیں۔ تمام احکام فرعی غیر منصوصہ قطعیہ میں

تقلید پر مامور ہیں۔

۲۔ منصب اجتہاد کے لئے روح ذلیل شرائع کا پایا جانا ضروری ہے۔

(۱) علم قرآن پر بقدر آیات احکام مادی ہو۔

(۲) احادیث متعلقہ احکام سے واقف ہو۔

(۳) حکم عمریت و ملت، صرف و نحو، معانی و بیان وغیرہ میں کامل ہو۔

(۴) مذہب سلف سے پوری واقفیت رکھنا ہو۔

(۵) قیاس کے اصول اور قواعد میں ماہر ہوں۔ اور اسی کے ساتھ ورع و تقویٰ میں بلیں۔
 درجہ پر ممتاز ہوں۔ استنباط احکام میں مدخلت نفس و ہوا سے محفوظ ہوں۔

۳۔ جس میں ان صفات کی کمی ہو۔ خواہ کبھی ایسا عالم کیوں نہ ہو تقلید کرنے کا پابند ہے۔ ان شرائط سے کسی شخص کا تصنف ہونا۔ اس کے آثار و اجتہادی اور تدقیقات فقہی و اعمال و اخلاق مختلفانہ سے ظاہر ہو سکتا ہے۔ جو عوام و خواص امت پر ظاہر ہو کر تمام اہل انصاف کے ذہن میں اس کی عظمت کو مرکوز کرتے ہیں جیسا ہر فن کے مشاہیر کی اعلیٰ مہارت، لطافت و آثار عابروہ و علمائے الناس سے خواص تک سب کے نزدیک کالبدیہ ہوتی ہے و یہی اسی جب کسی عالم حق کے آثار و اجتہادی اس قدر ظاہر ہوں کہ خواص و عوام اس کے لئے منصب اجتہاد تسلیم کرنے پر مجبور ہوں تو مجتہد مسلم ہوتا ہے۔

۴۔ امت مرحومہ میں احمد اربعہ کا اجتہاد ان کے سب معاصرین و لاحقین سے اعلیٰ مانا گیا ہے اس کی وجہ وہی آثار علمی اور علامات زہد و تقویٰ ہیں۔ جس سے آج تک ہر طبقہ کے لوگ ان کو مجتہد تسلیم کرتے آئے ہیں۔

۵۔ ان میں سے امام الاثر سراج الامۃ امام اعظم نعمان بن حاتم ابوحنیفہ کو فی رضی اللہ عنہ میں المجتہدین تسلیم ہو چکے ہیں۔

۶۔ حق سبحانہ و تعالیٰ نے آپ کے علاوہ دو مقلدین میں ایسے اکابر اسلام پیدا کئے۔ جنہوں نے حضور امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فخر جس مسائل اور اصول مقررہ کو تالیفات و تصنیفات میں کمال متفحیح سے بیان کیا۔ جو آئندہ تازہ واقعات اور ضرورتی حجتہ ذہ میں دستور فیصلہ مقرر ہوئے۔

۷۔ کمالات علمی و فہدانہ انوار بظہیر حضرت امام ابن علما نے فقہ پر اسی متبغہ اقبیہ سے ہوا ہے۔ جس کے سرچشمہ رئیس المجتہدین تھے۔ بنابرین حضرت امام محمد اور امام

ابو یوسف رحمہم اللہ باوجود تھیدی فی الاصول والفروع مختلف اقوال امام میں بخسور امام خلاف قول مستقر امام کو ترجیح کے لیے اور بعض احکام کو موافق اصول حضور امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ استخراج کرنے کے لیے خود امام الاثر سے معذور ہوئے ہیں۔ اسی لئے صاحبین اور دیگر ان کے ہم منصب جو امام الاثر کے علاوہ تھے۔ مجتہدین فی المذہب کے نام سے مشہور ہوئے ہیں۔ ان کا کام صرف بعض کو بخسور امام قول مستقر امام پر بوقت ظهور دلیل ترجیح دینا اور اصول امام کے مطابق تازہ احکام استنباط کرنا ہے۔

۸۔ ان کے بعد رحمت کا اور ظہور ہوا۔ اور ایسے فقہا پیدا ہوئے جن کا تبہر اصول و فروع مذہب حنفیہ میں اس قدر تسلیم کیا گیا کہ وہ نو پیدا شدہ مسائل و جزئیات کو جن کی بابت بالصراحت روایات مذہب میں نہیں۔ اصول و فروع مذہب حنفی سے استخراج کریں جیسے حضرت ابو جعفر طبرانی۔ ابو الحسن کاشانی۔ محسن الاثر سرخسی۔ فخر الاسلام بزدوی۔ فخر الدین قاضی خاں وغیرہ سب مجتہد فی المسائل ہیں۔

۹۔ چونکہ تدبیر انہی اسی رحمت خاصہ کے کمال کرنے پر متوجہ تھی ان فقہاء کے بعد ایک اور طبقہ پیدا ہوا جس میں امام ابو بکر احمد بن علی وغیرہ ہیں۔ ان کے حصہ میں گو کسی قسم کا اجتہاد نہیں۔ لیکن اصول و فروع میں اتنی مہارت ان کو تھی کہ بحال ذی و جہتوں۔ مبہم محض امور میں مقول عن صاحب المذہب او احادیث اصحاب کی تفصیل کر سکتے تھے ان کو اصحاب ترجیح کہا جاتا ہے۔

۱۰۔ ان کے بعد دو طبقہ فقہا پیدا ہوا۔ جو بعض روایات کو بعض پر ترجیح دینے کی لیاقت رکھتے تھے۔ ان کو اصحاب ترجیح کہتے ہیں۔

۱۱۔ اُن کے بعد تیسرا لکھی اور رحمت تاتاری سے وہ طبعاً فقہا پیدا ہوا جو مذکورہ بالا مراجع کے لائق نہ تھے لیکن روایات متعدد میں سے اقویٰ قوی۔ ضعیف، ظاہر مذہب اور روایت نادرہ میں فرق کر سکتے تھے۔ جیسے وہ حضرات جن کی کتابیں ہمارے زمانے میں باعث فیض اور عالمگیر قبولیت سے ممتاز ہیں۔ طبقات اربعہ راوی سے جو مذہب متعین ہو چکا ہے وہ صاحب کفر۔ صاحب مکار۔ صاحب وقار۔ صاحب جمع کی کتابوں میں کمال نتیجہ سے مذکور ہے۔

۱۲۔ ان کے بعد علماء اور فقہا نے انہیں کتابوں پر اعتماد کیا ہے۔ ان کتابوں کو کتب متاخرین سمجھ کر یہ کہنا کہ ان سے مذہب حنفی ٹھیک معلوم نہیں ہو سکتا۔ محض خیال فاسد اور بے جا بدگمانی ہے۔ یہ کتب دراصل طبقات اربعہ کی قوی روایات کے راوی ہیں اور ان کا فقہ ہونا علمائے اہل حق مسلم ہو چکا ہے۔

۱۳۔ متون و شروح و فتاویٰ متاخرین جو معمول ہے اور دستور العمل فتویٰ مقرر ہو چکے ہیں۔ بلاشبہ مذہب حنفیہ کے متعین ہیں انکا خلاف بدعنوانی عمل بالحدیث بدون منصب اجتہاد گمراہی میں قدم رکھنا ہے۔ صدی چارم تک مذاہب اربعہ خصوصاً مذہب حنفیہ کی اس قدر ترویج ہو چکی ہے کہ کوئی جزئی یا تحقیقی نہیں رہی اور اسکندہ کے الغلبہ واقعات کے جوابات اسی تحقیقات سے برآمد ہو سکتے ہیں۔ اس لیے فقہا کا فتویٰ ہے کہ اب اجتہاد ختم ہو چکا ہے اور اس کے بعد کوئی جدید مجتہد نہیں پیدا ہوا۔

۱۴۔ جس طرح حضور سرور عالم ﷺ نے احکام لکھی ہیں اور آپ کی اطاعت جزو ایمان ہے ویسے ہی ایسے المجتہدین حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے حکم و ہدایت کے متلفذ و متین ہیں۔ اس حیثیت سے آپ واجب اطاعت ہیں۔

۱۵۔ کسی غیر مجتہد شخص کو امام اربعہ میں سے ایک امام کی تقلید اس طرح پر واجب ہے کہ وہ

اس امام کے تمام احکام میں اس کا مقتد ہو۔ کسی مسئلہ میں ایک امام کی تقلید کرنا اور کسی میں دوسرے امام کی تقلید کرنا تعلق میں داخل ہے اور تعلق سے عقی بالذہن لازم آتی ہے جو قطعاً حرام ہے۔

۱۶۔ کسی غیر مجتہد کو یہ اختیار نہیں کہ اپنی رائے سے کسی حکم فرعی سے متعلق حدیث پر عمل کرے۔

۵

خلافت و ولایت

۱۔ سرور عالم ﷺ کے بعد امام العادلین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل الانس ہیں۔ آپ کے بعد عمر فاروق، اکبر عثمان، ذی النورین، مولیٰ المؤمنین مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بترتیب خلافت افضل ہیں۔

۲۔ عشرہ مبشرہ۔ خاتون جنت۔ ام المؤمنین خدیجہ۔ ام المؤمنین فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت امام حسن و امام حسین اور اہل اصحاب بدر و بیعت الرضوان رضی اللہ تعالیٰ عنہم ظاہر مطہر قطعی حتمی بلکہ جمیع راہان اُمت کے کلیہ گاہ ہیں۔

۳۔ (الف) تمام صحابہ خصوصاً اہل بدر و اہل بیعت الرضوان نجوم ہدایت ہیں۔ ان میں سے کسی پر طعن کرنا فرض و احتیاطاً دخول نادر ہے۔ ان سب کی تعظیم و توقیر امت پر فرض اہم ہے۔ یہ سب اولیائے اُمت کے سردار اور شرف صحبت کے باعث ولایت خاصہ پر ممتاز ہیں۔ ان سے کرامات ظاہر ہوئی ہیں اور ہر ایک ولی سے ظاہر ہو سکتی ہیں۔

(ب) حق مکہ معترف کے بعد جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شرف باسلام ہوئے۔ ان سے ۱۰ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم افضل ہیں جو حق مکہ معترف سے قبل مشرف

باسلام ہوئے لیکن ان دونوں قسم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اللہ تعالیٰ نے حسنی یعنی بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے ان میں سے کسی کی شان میں گستاخی کرنا رفض و گمراہی ہے۔

۴۔ حقیقت ولایت یہ ہے کہ ایمان و اعمال صالحہ کے بعد جب اللہ تعالیٰ کے اسما و صفات کا فرمان و یقین بطور وجدان ہرکت ذکر و حمدات و صوم و صلوات وہی طور پر جب بندہ صالح کو عطا ہوتا ہے تو مقامات ذیل اس کے سینہ پاک میں پیدا ہوتے ہیں۔ اخلاص۔ تواضع۔ توبہ۔ زہد۔ صبر۔ شکر۔ خوف۔ رجا۔ توکل۔ رضا۔ فقر۔ محبت۔ پھر دوسو اس لئے حق سے معرض ہوتا ہے اور خوف در جائے الہی میں مستغرق۔ اس حالت میں ان مقامات کے آثار افراد بشر پر دو طریقے سے ظاہر ہوتے ہیں۔ خوارق اور مریدین کی تربیت اور اس کو دینی و عصمت کے بجائے (جو کہ خواص انبیاء میں سے ہیں) کشف صادق اور گناہوں سے محفوظیت عطا ہوتی ہے۔ جس کے باعث وارث انبیاء و علیہ الرحمہ قرار پاتا ہے۔ اور فقط ولی کا مصداق ہوتا ہے۔

۵۔ سلاسل صوفیائے کرام جو مسلسل حضور ﷺ سے متصل ہیں ان کے معارف و مقامات من و انوار رسالت سے ماخوذ ہیں۔ ان میں مریدین کے طرق تربیت مقامات مذکورہ پر مبنی ہیں۔ اور مشائخ صوفیہ موصوف کشف صادق سے غائبین کے حال پر مطلع ہو کر ان کی ایسی ہی تربیت فرماتے ہیں جیسی حاضرین کی۔

۶۔ یا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ و غفرہ و غافلہ کذا ینہ یغرض استمداد و طلب است دعا جائز و ثابت ہیں۔ ایسے وظائف کا انکار کرنا جہالت ہے اور ان کو شرک و غیرہ سے تعبیر کرنا ظلم اور مغلطہ ہے۔

۷۔ ان کی مبارک صورت کا خیال مریدین کے خطرات اور واردات نفسی کے دور کرنے

میں وہی کام کرتا ہے جو ظلمات فاروق شیطان کے دور کرنے میں کرتا تھا۔ ان مشائخ کی صورت مثالی جذبات نفس مرید کو مٹانے میں رہبان قاطع ہے۔

۸۔ طریق استفادہ پائنی اور بیعت جو معمول مشائخ کرام ہے۔ ہر ایک مومن طالب کمال ایمان کے لئے سنت اور ضروری ہے۔

۹۔ خاص معمولات مشائخ، کیفیات اذکار اور ریاضات اصول دین سے ماخوذ ہیں۔ بعض اجتہاد اور بعض کشف۔

۱۰۔ ذکر جہر و سر شریعت ثابت ہے اور قرب محبت الہی کے حصول کا باعث ہے۔

۱۱۔ جمالی، محبت سرور کائنات ﷺ اور مدح بزرگان اولیاء کرام اور اشعار متعلق محبت الہی کا خوش آوازی سے سن کر محبت الہی کا بھڑکانا شرعاً مباح و مستحسن ہے جبکہ منکرات شرعیہ سے خالی ہو۔

۱۲۔ عبادات بدنی و مالی کا ثواب، انبیاء، اولیاء اور دیگر اہل ایمان کی روح مقدسہ کو بدیہ کرنا ثابت ہے اور اس کا مطلقاً انکار بدعت ہے۔

۱۳۔ بالخصوص بروز و اوقات اولیاء ثواب طعام و کلام سے فائدہ رسائی نزول برکات کا باعث اور تازگی ایمان ہے۔

⑤

شرکیات

۱۔ شرک و کفر بلحاظ تنبیہ محمد ہیں۔ دونوں کا مرتکب ابدی عذاب کا مستحق ہے۔

۲۔ حقیقت شرک یہ ہے کہ غیر خدا کو واجب الوجود یا مستحق عبادت مانا جائے اور اس کے امارات سے یہ ہے کہ ہندو گانہن تعالیٰ محبوبان الہی کی ان قابل عظمت صفات کو جو عام بنی نوع میں مفقود ہیں (مثلاً کشف بلا، استیجاب دعا، تاثیر، تحنیر، وغیرہ)

صفات جناب باری تعالیٰ کے برابر خیال کیا جائے (نمودہ باللہ تعالیٰ) اور بتائیں نہایت بجز و نیاز کے افعال ان کے سامنے اسی نہایت سے ادا کیے جاویں کہ معاذ اللہ تعالیٰ وہ مجبور ہے۔

۳۔ شریعت مندرجہ کفر شرک کو فرماتی ہے اور صفات عباد اور صفات ربوبیت میں مابین امتیاز ظاہر فرمانا بشت رسل کا عظیم مقصد ہے۔

۴۔ مجبوران الٰہی کی صفات مذکورہ کو باطل نہیں کہا جاسکتا بلکہ وہ ان کی حقیقت واقعہ کا اعتبار ہے جس سے کہ صفات ربوبیت کی برتری و تقدس ظاہر ہو۔

۵۔ مجربیت و شفاعت جو کہ تمام اولیاء و شرائع میں خاص بشر کے لیے امت کی ہے اس کو ایسا منصب خیال کرنا کہ جس سے عہد عہد ہو کر تصرفات الٰہیہ (کہ معاذ اللہ) مزاحمت سے روک سکے شرک ہے اور رضاء الٰہی اور اس کی اجازت پر موقوف سمجھنا اور اس میں درحقیقت عنایت الٰہیہ کا ظہور جاننا ایمان و توحید ہے۔

۶۔ ایسا ہی خوارق و کمالات اولیاء اور اشراف باطنی سے ان کو صفیات پر بلا ذریعہ عیب الٰہی مطلع تسلیم کرنا شرک ہے اور ہر ذریعہ قہر و روحانی و مادی جبرائیماء اور اولیاء کو عطا ہوتی ہیں۔ ان امور کا اللہ تعالیٰ کی تعلیم و عطا سے تسلیم کرنا یمن ایمان ہے۔

۷۔ صفات عبودیت کو صفات ربوبیت سے شریک کرنے والا شرک ہے اور ان کا مطابقت منکر گمراہ اور مبتدع ہے اور ہر ایک کے حقوق پر نگہ رکھنے والا صراط مستقیم پر ہے۔ **بَشِّرْهُم بِاللَّهِ عَلَيْهِمْ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مِّنْ سَلَكِ اللَّهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِمْ وَغُلِبَ عَلَيْهِمُ الْيَهُودُ وَنَسَبَ**

②

کفریات و گمراہی

۱۔ خداوند کریم جل جلالہ اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان کا اور ان

احکام کا جو من عند اللہ یا من عند رسول ثابت ہوں انکار کرنا کفر ہے۔ ان احکام کا ثبوت تین طور سے ہوتا ہے۔ (۱) آیت کے معانی جو حسب محاورہ عرب قطعی طور پر معلوم ہوں (۲) حدیث شریف متواتر کے معانی قطعاً حسب لغت و محاورہ (۳) اجماع مجتہدین امت راشدہ جو قطعی ہو، ان طرق ثلاثہ سے جو بات پایہ ثبوت کو پہنچے مومن پر اس کا ظاہر یا باطن تسلیم کرنا ضروری ہے ورنہ بصورت انکار صریح بلا تاویل (معاذ اللہ) فقہاء کے نزدیک مطلقاً ظلمت کفر میں مبتلا ہوتا ہے اور جو شخص بلا وجہ حق و واضح میں بے عمل تاویل کو بہانہ انکار قائم کرے کافر ہے۔

۲۔ ارکان ایمان و اسلام ضروریات دین میں سے کسی کا انکار قولاً یا فعلاً کفر ہے۔

۳۔ قواعد انسانی کو قطعاً مانگہ و وارو فی الہنص کا معنی مراد فی قرار دینا اور قوت نظریہ نبی علیہ السلام کو جبرائیل ماننا خلاف نص و اجماع اور کفر قطعی ہے کہ ضروریات دین کا انکار ہے۔

۴۔ حشر اجماد و تعظیم جنت کی جس کیفیت سے تفصیل کلام شارع میں وارد ہے بلا تاویل تسلیم کرنا ضروری ہے۔ اور اس کا انکار کفر ہے۔

۵۔ بعد بشت سرور کائنات **عَلَيْهِمْ** یعنی نبی کو جائز ماننا یا اس کو شتم نبوت نہ جاننا کفر ہے۔

۶۔ بالاطلاق احادیث کا واجب الاطاعت سمجھنا کفر ہے۔

۷۔ رسول اللہ **ﷺ** کی جناب پاک میں بے ادبی (معاذ اللہ) قول فعل یا جگہ یا تحقیر کفر ہے۔

۸۔ و السیاد باللہ تعالیٰ

۹۔ قرآن عظیم میں تحریف ماننا کفر ہے۔

۱۰۔ کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل ماننا کفر ہے۔

۱۱۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی تکذیب کفر ہے۔

۱۲۔ منکرین ضروریات دین کے عقائد کے شرعی رد و ابطال کو منکر اور قساوتانا کفر ہے۔

﴿ ۳ ﴾

بر صغیر میں افتراق بین المسلمین

کا آغاز و ارتقا

تحریر ۱۹۹۸ء

مشہور روحِ ہندی اویب دھانی آغا خورشید کا شیری نے انگریزوں کی اختلافِ بین المسلمین والی سازش کے بنیادی خطوط کی نشاندہی کرتے ہوئے حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا ہے۔

”ان (انگریزوں) کے سامنے ہندوستان میں برطانوی عملداری کو استحکام دینے کے لیے چار سوال تھے:

۱۔ مسلمانوں اور ہندؤں میں سفارت کیوں کر پیدا کی جاسکتی ہے۔ اب تک عقیدوں کی ضد کے باوجود ان کے ذہنوں میں تضاد نہیں تھا۔ دونوں مذہبی بعد کے باوجود انگریزوں سے خمد ہو کر لڑے۔ تھے اور اب سوال صرف مسلمانوں کی بادشاہت کا تھا۔

۲۔ ہندوستان میں برطانوی سلطنت کی درازی کی مراد۔ سیاسی استحکام اس وقت تک ناممکن ہے جب تک مسلمانوں میں روحِ جہاد کا رفرما ہے۔

۳۔ اسلام اور غیر اسلام پر ایک ملوث کا اتحاد کھولا جائے۔ اس طرح مسلمان جہاد سے روگردان ہو کر مدافعت کے محاذ پر آجائیں گے۔ چاروں کی جگہ منظرِ عام لے گا۔ جہاد کا عنصر بنے گا۔ مسلمانوں کی کا پیکل ہوگی۔ پیچھے برطانوی سلطنت کے استحکام کی راہیں ہموار ہوں گی۔

۴۔ مسلمانوں میں نئے اور پرانے فرقوں کی معرفت حقارت اور متضاد عقائد پیدا کئے جائیں۔ جن سے ان کی ملی وحدت پر آئندہ ہو جائے اور وہ باہمی تعلق کی غلوں میں۔

انگریز ہر چہار سوالوں کا جواب پیدا کرنے میں کامیاب رہا۔ اس کے بعض مراحل مقرر ہو چکے ہیں، ہندوستانی مسلمانوں کی اجتماعی طاقت کو کھلی جگہ عظیم کے آغاز تک اس قدر لا فر کر دیا کہ مسلمان نظر پر ظاہر مسلمان ہی تھے۔ لیکن ان کی اکثریت یقیناً دیر کے بعد جب تک ظاہر ہو کر نکلائی پر تاج ہوگی۔“ (۲)

(۲) آغا خورشید کا شیری انگریز تحریکِ ختمِ نبوت ص ۱۳۔ ۱۴ ناشر مطبوعات چٹان لاہور۔

ہندوستان میں انگریزوں کی آمد اور پھر برطانوی حکومت کی فتحیابی کے بعد انھوں نے اپنی فرمایاں روائی کو مضبوط و مستحکم کرنے کے لیے قیامت خیز فتنہ سامانوں اور بدترین شرانگیزیوں کا آغاز کیا۔ انگریزوں کی اس انتہائی بے بنیاد سازش ”لڑاؤ اور حکومت کرو“ سے ہر ہندوستانی واقف ہے مسلمانوں کا اتحاد اور ایمانی قوت برطانوی حکومت کے سامنے کاسب سے بڑا پتھر تھی، مسلمانوں کا مستحکم دینی اور ملی شیرازہ ان کی آنکھ کا سب سے بڑا کاٹنا تھا۔ انھوں نے حکیم ظلال و جتو کے بعد اس حقیقت کو اچھی طرح پالیا تھا کہ مسلمانوں کے دینی اتحاد اور جہاد کے جوش جنوں کا بنیادی سررشتہ دینی تاجدار علیہ السلام کے دربارِ گہر بارے سے ملتا ہے۔ ان کی دینی دلی عظمت و شوکت کا تاج محل عشقِ رسول اور محبتِ اولیا کی بنیادوں پر قائم ہے۔ ان کے ملی شیرازہ کو بکھیرنے اور دینی شوکت کو منہدم کرنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ ان میں سے کچھ ایسے خیر فرشتوں کو منتخب کیا جائے جو قرآن و حدیث کی منت نئی تعبیریں کر کے انھیں پیشِ مسلمانوں کے دلوں سے عشقِ رسول اور عظمتِ اولیا کو ختم کر دیں۔ یہ سازش مسلمانوں میں اختلاف و انتشار کا باعث بھی ہوگی اور برطانوی حکومت کے استحکام کا سبب بھی۔

یہ قائدِ مسلم کہ موت سے ڈرتا نہیں ڈرا

روحِ محمد اس کے بدن سے نکال دو

اپنی اس سازش کا سرپردہ چاک کرتے ہوئے انگریز منصف سر جان بلیکلم کہتا ہے:

”ہماری حکومت کی حفاظت اس پر منحصر ہے کہ جو بڑی جماعتیں ہیں ان کو تقسیم کر کے ہر جماعت کو مختلف طبقوں اور فرقوں میں بکھڑے کر دیا جائے تاکہ وہ جدا رہیں اور ہماری حکومت کو حشرِ لیل نہ کر سکیں۔ (۱)

(۱) ماہنامہ ”البلارغ“، کراچی فروری ۱۹۶۹، مضمون ”برصغیر کے اسلامی مدارس اور اعلیٰ تعلیمی انتظامی

انگریزوں نے اپنی اس اسلام دشمن سازش کو عملی جامہ پہنانے کے لیے خاک ہند سے کچھ دین فروش علماء اور خمیر فروش لیڈروں کا انتخاب کیا۔ اب ذیل میں ہم تاریخ و شواہد کی تیز روشنی میں برطانوی حکومت کے ان زورخیز غلاموں کے چہرے سرعام بے نقاب کرتے ہیں۔ جنہوں نے اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے انبیاء اور اولیاء کی توہین، نئے فرقوں کی ایجاد و تفریق بین المسلمین اور انگریزوں کے خلاف جوش جہاد کو کرنے کے لیے اپنی تحریک و عمل اور زبان و قلم کی ہر ممکن کوشش کی۔ اور برطانوی حکومت سے اعلیٰ مقامات، بھاری انعامات اور اپنے نئے نئے عقائد اور نوپید خداہب کی نشوونما اور اشاعت کے لیے مسلسل دھانف حاصل کئے۔

انگریزوں نے خاک ہند کے مختلف مقامات سے بااثر علماء اور لیڈروں کا انتخاب کر لیا۔ جب کہ اکثر مقامات پر ان کی گندیں کا نام ثابت ہوئیں۔ دہلی کے مشہور شاہ ولی اللہی خاندان سے مولوی اسماعیل دہلوی پر چال پھینکا اور امید سے زیادہ کامیابی حاصل ہوئی۔ دولت اور اقتدار کا لالچ و دکر دہلوی جی کے فکر و نظر اور زبان و قلم کا سودا کر لیا۔ مولوی اسماعیل دہلوی نے بلا کسی تاخیر اور پس و پیش کے برطانوی حکومت کے طے شدہ خطوط کے مطابق اپنے کام کا آغاز کر دیا، مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنے ساتھ کچھ خمیر فروش علماء اور جہلا کو بھی لے لیا ان میں سید احمد راے بریلوی، مولوی عبدالغنی بڑھنوی کے نام خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ جنہوں نے برطانوی حکومت کو مستحکم کرنے کے لیے اپنا دین و ایمان یکسنج دیا۔

یہ حقیقت اچھی طرح ذہن نشین رہے کہ دیوبندی اور وہابی تحریکوں سے قبل ہندوستانی مسلمان اپنے قدیم دینی مذہب اور متواتر روایات و معمولات پر پوری سختی کے ساتھ کار بند تھے ان صاحب خفی ہست و جماعت میں کسی نئے مذہب کی بنا ڈالنا

اور خود ساختہ عقائد کو پھیلا پھرا ہے ہندوستانی مسلمانوں میں اختلاف و انتشار کی آگ لگانے کے مترادف تھا۔ مولوی اسماعیل دہلوی نے برطانوی مقاصد کی تکمیل کے لیے ”تقویۃ الایمان“ کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں متواتر عقائد و معمولات کے خلاف بنام اسلام خود ساختہ عقائد و معمولات رقم کئے اور قرآن و سنت کی ایسی تعبیریں اور تشریحیں پیش کیں کہ گنہگار صدیوں میں ان کا کہیں سراغ نہیں ملتا۔ ان نظریات پر مسلمانان ہند میں اختلاف و انتشار اور جنگ و جدال کی آگ بھڑک جانا بالکل یقینی امر تھا۔ اس کا احساس خود مولوی اسماعیل دہلوی کو بھی تھا اور انھوں نے خود ایک موقع پر اس کتاب سے پیدا ہونے والے افتراق بین المسلمین کے اندیشے کا دہلی زبان میں اظہار بھی کیا حالانکہ وہی ان کا بنیادی مقصد تھا۔ جس میں انھیں صدی کی صد کامیابی ہوئی۔ مولوی اسماعیل صاحب نے اس کتاب کے نتائج اور اثرات کے حوالے سے حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا ہے۔

”میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ آئے ہیں اور بعض جگہ تسکیدی ہو گیا ہے۔ ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی۔ تو کہ اس سے شورش ہوگی مگر موقع ہے کہ لا بھڑک خود لیک بوجائیں گے۔“ (۳)

اختلاف بین المسلمین کے بنیادی ڈشاکہ پورا کرنے والی اس کتاب میں متواتر عقائد و معمولات رکھنے والوں کو شکر قرار دیا اور خود ساختہ عقائد و نظریات کو اصل دین بنا کر پیش کیا تو بین رسول وہ ”افتراق بین المسلمین“ کا بنیادی حربہ تھا یہ نقطہ نظر پوری کتاب میں مد نظر رہا ہے۔ اب ذیل میں یہ تقویۃ الایمان کے حوالے سے چند عقائد نقل کرتے ہیں۔

۱۔ رسول اللہ کو شب کی کیا خبر (۳)

(۳) مولوی اشرف علی داروغہ خاں ص ۸۱ (۳) مولوی اسماعیل دہلوی تقویۃ الایمان ص ۷۵

- ۲۔ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (۵)
- ۳۔ رسول خدا کر مٹی میں مل گئے۔ (۶)
- ۴۔ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں (۷)
- ۵۔ اللہ کے سوا کسی کو نہ مانا (۸)
- ۶۔ اللہ کو مانے اور اس کے سوا کسی کو نہ مانے (۹)

۷۔ اولیاد انبیاء و امام زادہ، ویر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں، وہ انسان ہی ہیں اور بندے کا جزا اور ہمارے بھائی، بھرا بھائی، ان کو بلائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے (۱۰)

۸۔ سب انبیاء و اولیاء اللہ کے سامنے ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ (۱۱)

ایک حدیث کا ترجمہ یہ کیا۔ پھر اللہ آپ ایسی ایک پاؤ (ہوا) بھیجے گا کہ سب اچھے بندے کہ جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان ہوگا مر جاویں گے اور وہی لوگ رہ جائیں گے کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں۔

مولوی اسماعیل دہلوی اس پر نوٹ لگاتے ہیں:

سو فیہر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔ یعنی بھیج چکا اللہ ایسی پاؤ جس سے وہ سب اچھے بندے جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان تھا مر گئے اور اب کوئی مسلمان باقی نہ رہا۔ (۱۲)

۹۔ اللہ کو غیب کا علم ہر وقت نہیں رہتا بلکہ جب چاہتا ہے غیب کی بات دریافت کر لیتا ہے (۱۳)

(۵) مولوی اسماعیل دہلوی بتقیۃ الایمان ص: ۳۲۔ مطبوعہ۔ (۶) مولوی اسماعیل دہلوی بتقیۃ الایمان ص: ۹۰۔ (۷) مولوی اسماعیل دہلوی بتقیۃ الایمان ص: ۲۹۔ (۸) مولوی اسماعیل دہلوی بتقیۃ الایمان ص: ۲۳۔ (۹) مولوی اسماعیل دہلوی بتقیۃ الایمان ص: ۱۹۔ (۱۰) مولوی اسماعیل دہلوی بتقیۃ الایمان ص: ۳۳۔ (۱۱) مولوی اسماعیل دہلوی بتقیۃ الایمان ص: ۷۴۔

(۱۲) مولوی اسماعیل دہلوی بتقیۃ الایمان ص: ۲۶۔ (۱۳) مولوی اسماعیل دہلوی بتقیۃ الایمان ص: ۴۶۔

- ۱۰۔ ہر حقوق بڑا دویا چھوٹا (نئی ہویا دل) کہ وہاں شکی شان کے آگے چھارے سے بھی ذلیل ہے (۱۴)
- ۱۱۔ اپنی اولاد کا نام عبدالقہ، عبدالرسول، علی بخش، نبی بخش، عیوب بخش، غلام نجی الدین، غلام حسین الدین رکھنا شرک ہے۔ (۱۵)

اختصار کے پیش نظر اس رسوائے زمانہ کتاب ”تقیۃ الایمان“ سے چند عقائد نقل کر دیئے گئے، پوری کتاب ہی اسلامی روایات کی بیخ کنی، تقدیس الوہیت اور عظمت رسالت سے مکمل دشمنی اور اسلاف و اولیاء کی حرمتوں پر بیش زنی سے بھری چڑی ہے۔ بلکہ سچائی تو یہ ہے کہ پوری امت مسلمہ کو مشرک قرار دے کر برطانوی حکومت کے طے شدہ نشانوں پر بالکل ایک نئے مذہب کی بنا ڈالی ہے۔ گویا کھنقریق بین المسلمین کی بھم سر کرنے کے لیے تقیہ خود نوادگر یزوں نے بنایا اور قرآن و سنت کی نئی تعبیریں پیش کر کے اسے زمین پر اسٹیل و ہلوی اور ان کے حواریوں نے اتارا۔ لیکن عہد رسالت سے متواتر طے آرہے عقائد و معمولات کے خلاف بنام اسلام کسی نئی آواز کو اٹھانا آسان نہیں تھا، نتیجہ یہ ہوا کہ پورے ہندوستان میں اختلاف و انتشار و فتن و غارتگری، اور حق و باطل کی معرکہ آرائی شروع ہو گئی۔ اس خطرے کا احساس مولوی اسماعیل دہلوی کو بھی تھا لیکن برطانوی حکومت کی مستحکم پشت پناہی کی وجہ سے کافی حد تک مطمئن تھے۔

تقیۃ الایمان کی شورش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خود مصنف لکھتے ہیں:

”گو اس سے شورش ہوگی مگر توقع ہے کہ گڑبگڑ کر خود فحک ہو جائیں گے۔ (۱۶)

اس عبارت پر حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی کا یہ دردناک نوٹ

(۱۴) مولوی اسماعیل دہلوی بتقیۃ الایمان ص: ۱۹۔

(۱۵) مولوی اسماعیل دہلوی بتقیۃ الایمان ص: ۸۔

(۱۶) مولوی اشرف علی تھانوی، ادوار خلافت ص: ۸۱۔

ما حظہ فرما یے۔

”مولوی اٹھیل دہلوی کی یہ توقع پوری ہوئی، اس سے مسلمانوں میں لڑائی، جھگڑا، قتال، خونریزی اور اب تک ہو رہی ہے۔ مسلمانوں کا شیرازہ منتشر ہو گیا۔ مگر گھر اختلاف پیدا ہوا۔ بھائی بھائی کا دشمن ہو گیا اور ہو رہا ہے۔ وہ جتنی یہ توقع کر ٹھیک ہو جائیگا۔ سامنے خیال است و حال است و جنوں۔ (۷۱)

پاکستان کے مشہور قائد محمد حسن عسکری ”تقویۃ الایمان“ پر اسلامیان ہندی بنگا مسآرائی کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”یوں تو حالی کے زمانے سے بہت پہلے“ تقویۃ الایمان“ شائع ہو چکی تھی اور اس بات پر پورا غور ہوا ہو چکا تھا کہ رسول کی عزت صرف اتنی کرنی چاہئے، جتنی بڑے بھائی کی۔ (۱۸)

آہ! چند سکول پر دین و ایمان کا سودا کرنے والے یہ نام نہاد قادیان کہتے تھے، جنہوں نے ملت اسلامیہ سے غداری کر کے پوری ملت کا شیرازہ اتحاد پارہ پارہ کر دیا۔ اور اب اختلافات کی دیواریں اتنی بلند ہو چکی ہیں کہ انھیں مگر اتنا آسان نہیں۔ اس کی بس ایک صورت نظر آتی ہے کہ ان سے فرقہ فروع کو حرف غلط کی طرح دل و دماغ سے مٹا دیا جائے اور پوری ملت سر جوڑ کر بیٹھے اور پوری شدت کے ساتھ انھیں عقائد و معمولات کو اختیار کر کے جو ان اختلافات سے پہلے تھے۔ اور جو متواتر طور پر برطانوی حکومت سے پہلے جمہور اہل سنت کے ہر گھر انجمن میں رائج و معمول تھے۔ اسے کاش آج عقیدہ عمل کا پھر وہی دور اتحاد پلٹ آتا، جو سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجیری سے حضرت نظام الدین اولیا تک تھا اور جس اتحاد کی ربیعی

(۷۱) مفتی محمد شریف الحق امجدی، مکتوب ہندی اختلافات کا منظر نامہ، جلد ۱، ص ۱۳، دائرۃ المعارف دہلی

(۱۸) محمد حسن عسکری، تاریخ اباد بان، ص ۳۰۳، بحوالہ تقدیم ”انوار الہدیہ“، مجمع المصاحفی، مبارکپور

ڈوری میں سلسلہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ کے تمام مشائخ عظام اور مرشدان طریقت بندے ہوئے تھے۔ اور جن عقائد و معمولات پر خاک ہند کے یہ اکابر اہل سنت متحد و کار بند تھے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، علامہ عبدالحق فرنگی بھلی لکھنوی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، شاہ غلام علی نقشبندی دہلوی، شاہ احمد سعید چمدی رامپوری، علامہ فضل حق خیر آبادی، علامہ عبدالحق فرنگی بھلی لکھنوی، علامہ فضل رسول بدایونی، سید شاہ آل رسول احمدی رامپوری، مفتی ارشد حسین رامپوری، مفتی غلام رسول قصوری لاہوری، علامہ عبدالقادر بدایونی، مفتی شاہ سلامت اللہ رامپوری، مفتی مظہر اللہ دہلوی، مولانا انوار اللہ حیدر آبادی، سید شاہ علی حسین کچھوچھوی اور امام احمد رضا محدث بریلوی علیہم الرحمہ والرضوان۔ اس مختصر تحریر میں کئی کئی علماء و مشائخ کا ذکر کیا جائے۔ برطانوی حکومت کے اس اختلاف بین المسلمین کی حقمریزی سے قبل پورے برصغیر کے علماء و مشائخ بنیادی عقائد و معمولات میں ہم خیال اور ہم گم تھے۔ مگر اب تو عالم یہ ہے کہ فرقہ پرستی کی اس جنگ میں قس قس گالیوں سے لے کر قتل و غارت گری تک کی قیامت آشوب واردات رونما ہو رہی ہیں۔

دیوبندی کتب گھر کے ایک عالم مولوی احمد رضا بجنوری ”تقویۃ الایمان“ کی

شرابگیزی پر اشک خدمت بہاتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”انہوں نے کہا کہ اس کتاب ”تقویۃ الایمان“ کی وجہ سے مسلمان ہندو پاک

جن کی تعداد میں کدوڑے زیادہ ہے اور تقریباً نوے فی صد غلطی مسلک ہیں وہ گمراہوں میں رہ گئے۔ ایسے اختلافات کی نظیر دینائے اسلام کے کسی غلطے میں بھی

ایک امام ایک مسلک کے ماننے والوں میں موجود نہیں۔ (۱۹)

جب ”تقویۃ الایمان“ برطانوی حکومت کے اہتمام سے چھپ کر منظر عام پر

(۱۹) مولوی احمد رضا بجنوری، انوار الہادی، جلد نمبر ۱۱، ص ۱۰۷۔

آئی تو علما و مشائخ اور عوام میں قیامت مفری برپا ہو گئی۔ مولوی اسٹیلیٹ دہلوی کا خانہ اہل خود بینی علوم کا مرکز اور شد و حدایت میں سرعہ غلاق تھا۔ اس کتاب کی تردید میں اولین پیش رفت اسی خانہ اہل کی جانب سے ہوئی، شاہ عبدالعزیز (م ۱۲۳۹ھ) اور شاہ عبدالقادر (م ۱۲۴۲ھ) دونوں بچا تھے۔ شاہ مخصوص اللہ (م ۱۲۷۱ھ) اور شاہ محمد موی دونوں چچا زاد بھائی تھے۔ ان تمام حضرات نے پوری شدت سے مولوی اسٹیلیٹ کا بایکاٹ کیا، سمجھانے کی ہزار کوشش کی، تقریری اور تحریری تردیدیں کیں۔ مناظرے تک کی نوبت آئی مگر تحقیر و املاح کی ہر کوشش بے سود ثابت ہوئی۔ سچ کا یہی کہا ہے کسی اللہ والے نے ”کہ گمراہی اور بد مذہبی جب کسی کا مقدر بن جائے تو دنیا کی کوئی طاقت اسے راہ راست پر نہیں لاسکتی۔“ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تو یہاں تک فرمایا:

”میں اس وقت بڑھ چکا ہوں کہ ”تقویہ الایمان“ کے رد میں بھی ”تحد اثنا عشریہ“ کی طرح ایک عظیم کتاب لکھتا“

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے ایما پر حضرت شاہ عبدالقادر نے مولوی محمد یعقوب کے ذریعہ مولوی اسٹیلیٹ کو یہ پیغام دیا کہ دفعہ دین چھوڑ دو۔ اس سے خواہ مخواہ تہذیب پیدا ہوگا۔ مولوی اسٹیلیٹ نے جواب دیا کہ اگر عوام کے تشنگ خیال کیا جائے تو اس حد تک کا کیا مطلب ہوگا کہ جو شخص میری امت کے نساو کے وقت میری سنت پر عمل کرے گا اسے سو شہید کا ثواب ملے گا۔

اس کے جواب میں شاہ عبدالقادر نے فرمایا:

”بابا ہم تو سمجھتے تھے کہ اسٹیلیٹ عالم ہو گیا۔ مگر وہ تو ایک حدیث کے معنی بھی نہ سمجھا۔ یہ حکم تو اس وقت ہے جب کہ سنت کے مقابل خلاف سنت ہو اور مانجھ فی (ذیر بحث مسئلہ) میں سنت کے مقابل خلاف نہیں بلکہ دوسری سنت ہے کیوں کہ جس طرح

دفعہ دین سنت ہے یوں ہی ارسال (دفعہ بدین نہ کرنا) بھی سنت ہے۔“ (۲۰)

اس پر مولوی اسٹیلیٹ دہلوی خاموش ہو گئے مگر دفعہ بدین ترک نہ کیا اور جب پشاور میں پٹھان علما نے اعتراض کیا تو دفعہ بدین ترک کر دیا اور سو شہیدوں کے ثواب سے دستبردار ہو گئے۔

پاکستان کے مشہور محقق باغی ہندوستان کے عملہ نگار ”تقویہ الایمان“ کے مصنف اثرات پر اکتفا کر خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”تقویہ الایمان کا منظر عام آتا تھا کہ واقعی زبردست اختلاف پیدا ہو گیا۔ اور سواد اعظم اہل سنت کی طرف سے شیعوں کو تنہا اس کے رد میں لکھی گئیں، اس کتاب نے اختلاف و انتشار کا ایسا دروازہ کھولا کہ ”شوش بھی ہوئی بڑائی بھڑائی“ بھی ہوئی مگر ٹھیک ہونے کا مرحلہ شاید مع قیامت تک نہ آئے۔“ (۲۱)

تقویہ الایمان کی اشاعت کے بعد احتجاجات اور اختلافات کا بازار گرم ہو گیا تھا اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ تقویہ الایمان اور تحریک وہابیت کے رد میں لکھی جانے والی کتابوں کی ایک مختصر فہرست پیش خدمت ہے:

- ۱۔ معبد الایمان از مولانا مخصوص اللہ دہلوی بن شاد رفیع الدین دہلوی
- ۲۔ تحقیق الفتویٰ فی ابطال الملقوئی از عابد آزاد فی فضل حق خیر آبادی
- ۳۔ حیلہ العمل فی ابطال المثل از مولانا محمد موسیٰ بن شاد رفیع الدین دہلوی
- ۴۔ سیف الجہاد از مولانا فضل رسول بدایونی
- ۵۔ الدرد فیہ فی اصولی وہابیہ از شیخ سید احمد بن زینی وعلان مفتی مکہ
- ۶۔ سیوف المبارق علی ردس الفاسدہ از امام احمد محمد عبداللہ خراسانی

(۲۰) مولوی اشرف علی تھانوی، کتابات الاولیاء (مدونہ صحاح) ص ۱۱۹۔ ۱۲۱ دارالاشاعت کراچی (۲۱) از ملامہ عبدالکلیم شرف قادری، لاہور، مجملہ باغی ہندوستان، ص ۳۹۹۔ مجمع الاسلاط مبارکپور

مولانا خصوص اللہ دہلوی، مولانا موسیٰ دہلوی، مولانا محمد شریف، مولانا عبداللہ اخوں شہر محمد تھے۔ ان علمائے کرام نے حمید اللہ نامی ایک طالب علم کے ذریعہ اپنے کسی فتوے پر مولوی عبدالحی نے تصدیق کرنا چاہی، کہ تمام علمائے دہلی کی تصدیقات حاصل ہو چکی ہیں آپ بھی تصدیق کر دیجئے۔ مولوی عبدالحی نے صاف انکار کر دیا کہ میں کچھ نہیں جانتا طالب علم نے کہا کہ آپ یہی لکھ دیجئے کہ میں کچھ نہیں جانتا لیکن جب ہزار اصرار کے بعد یہ بھی نہیں لکھا تو مولانا مفتی شجاع الدین خاں نے آگے دھک فرمایا آپ کے تحت نئے عقیدوں سے پوری دہلی میں انتشار و اختلاف پیدا ہو گیا ہے، ان حالات میں اس کا فیصلہ ضروری ہے اس کے بعد مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی عبدالحی نے گول مول گفتگو کی اور اللہ کر جائے گئے مولانا رحمت اللہ صاحب نے مولانا اسماعیل دہلوی سے کہا کہ آپ ملا دہلی کے اس مفتی فتوے پر دستخط کیوں نہیں کرتے اس پر مولوی اسماعیل دہلوی نے کہا میں کسی کا ملازم نہیں اور گھبرا کر اپنے حامیوں سے کہا جانے دو کہ اب یہ مجھ پر سختی کر رہے ہیں علماء اہلسنت نے سخت فوجیں لیتے ہوئے کہا آج اسے گمراہ کن عقائد کی تشہیر و شاعت بند کیجئے ورنہ ایسی جگہ انجمنی مناظرہ کیجئے مولانا اسماعیل نے ایک ذہنی اور دنیا سے انتہائی شرمساری اور ناکامی کے ساتھ چل دیے اور مناظرہ کرنے کی ہمت نہ کر سکے اس کے بعد یہ خبر دہلی بھر میں گشت کر گئی کہ مولوی اسماعیل دہلوی کے عقائد سلف صالحین اور مشائخ اہلسنت کے خلاف ہیں اور اس کے بعد اہل دہلی نے ان کی تقریروں کا با نکات شروع کر دیا اور بقول آغا شورش کاشمیری قریب ایک ماہ دہلی میں ان کی کوئی تقریر نہیں ہوئی لیکن پھر انگریز حکمرانوں نے اپنے حاکمانہ اہمیت کا استعمال کیا اور مولوی اسماعیل دہلوی کی تقریر کرنے کے لئے مواقع فراہم کئے۔

مولوی اسماعیل دہلوی کے ہم درس مولانا منور الدین نے بھی مولوی اسماعیل

کے در میں متحد کرتا نہیں لکھیں اور جامع مسجد دہلی میں مولوی اسماعیل دہلوی سے مناظرہ کیا، مولانا منور الدین اپنے عہد کے تبحر استاذ اور ممتاز عالم دین تھے، ان کے تبحر علمی کی شہرت جب بونے گل کی طرح پھیلی تو شاہ عالم ثانی نے انھیں ”رکن المدرسین“ بنادیا۔ رکن المدرسین کا منصب اس وقت سب سے بڑے استاذ اور کثیر اخلاذہ شخصیت کو دیا جاتا تھا بقول آغا شورش کاشمیری ”مولانا منور الدین نہایت درجہ کے خود ارادہ علم مست انسان تھے، امراء کے ہاں بالکل نہ جاتے نواب جمجوم نے ہر چند چاہا کہ ان کے بیٹے کی شادی میں چند لکھوں کے لئے آجائیں، اکبر شاہ ثانی سے سفارش کرائی لیکن ہرگز نہ مانے“ ”مدرسہ عالیہ گلشن“ کے پرنسپل مولانا سعید الدین، علامہ فضل خیر آبادی کے والد علامہ فضل امام خیر آبادی اور علامہ فضل رسول بدایونی وغیرہ اساتذہ روزگار ان کے شاگرد تھے، مولانا منور الدین جناب ابوالکلام آزاد کے والد مولانا خیر الدین کے حقیقی نانا اور مربی و استاذ تھے۔ مولانا ابوالکلام آزاد اپنے نانا حضرت علامہ منور الدین علیہ الرحمہ کے تعلق سے کہتے ہیں:

”مولانا اسماعیل شہید مولانا منور الدین (متوفی ۱۳۳۳ھ) شاگرد رشید حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے ہم درس تھے، شاہ عبدالعزیز کے انتقال کے بعد جب انھوں نے ”تقویٰ الایمان“ اور ”جلاء العینین“ لکھی اور ان کے مسلک کا ملک میں چرچا ہوا تو تمام علماء میں بالکل بے گلی۔

ان کے رد میں سب سے زیادہ سرگرمی بلکہ سربراہی مولانا منور الدین نے دکھائی۔ متحدہ کتابیں لکھیں اور ۱۳۳۴ھ والا انجمنی مناظرہ جامع مسجد دہلی میں کیا علمائے ہند سے فتویٰ مرتب کرایا پھر مرثیوں سے فتویٰ منگایا ان کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے ابتدا میں مولانا اسماعیل اور ان کے رفیق شاہ عبدالعزیز کے داماد مولانا عبدالحی

قطب بنارس کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیے۔

”احوال مولوی اٹلی دہلوی (مشہور بالکھارے) یہ ہے کہ ان کی ”مآۃ مسائل“ و ”مسائل اربعین“ جو تالیف ہوئی ہے اس میں اول تو جاہ مخالف ہے اور اکثر مسائل ان دونوں کے خلاف عقائد اہلسنت و جماعت ہیں۔

چنانچہ در مسائل ”اربعین“ میرے پیر و مرشد حضرت شاہ احمد سعید بن ابوالاعلیٰ امجد دیوبند کے لکھنے کی نظر میں لکھا ہے۔ وہ میرے پاس موجود ہے۔ ام اس کا ”تحقیق الحق لکھنؤ فی اجوبہ مسائل اربعین“ ہے مدبر شریف میں میں نے اس کو پایا ہے۔ حضرت صاحب موصوف سے مجھ کو ملی ہے۔

اور در ”مآۃ مسائل“ بہت لوگوں نے لکھی ہے چنانچہ ایک در شاہجہاں آباد میں ہوئی ہے اور مطبوع بھی ہوئی ہے۔ اور ایک کتاب سنی ”فتح المسائل“ در ”مآۃ مسائل“ میں بھیجی ہے۔ مولوی مخصوص اللہ پیر مولوی رفیع الدین صاحب دہلوی برادر مولانا شاہ عبدالعزیز در سرمد، انھوں نے بھی رد ان کے مسائل اور عقائد کی لکھی ہے۔ اور در ”تقویۃ الایمان“ مولوی اٹلی دہلوی بھی لکھی ہے، نام اس کا ”معید الایمان“ لکھا ہے۔ مجھ سے مولوی مخصوص اللہ صاحب سے دلی ملاقات ہوئی، میں نے پوچھا کہ اب دہلوی اٹلی دہلوی آپ کی فرماتے ہیں؟ کہا کہ اس کو ہم لوگوں نے بہت کھجائی نہیں مانا اور جتنا ہندوستان میں فتنہ پھیلا ہے اس کی ذمہ داری سے پھیلا ہے۔ اٹلی

کتاب تحقیق الحق پیر کراں کا نام تاریخی ہے احوال میں مولوی اٹلی دہلوی اور مولوی اٹلی دہلوی کی تالیف ہوئی، اور مطبوع مطبع مجبوی ہے۔ اس کے صفحہ ۱۳ پر لکھا ہے مولوی مخصوص اللہ صاحب نے۔

”اس کا رسالہ تقویۃ الایمان اصل نام برائی اور بگاڑ کا ہے اور بنانے والا فقہ کا ہے اور فساد اور غلطی اور مغلطی ہے۔ حق اور سچ یہ ہے کہ ہمارے خاندان میں یہ وہ شخص

کو بہت کچھ لکھائی کی اور ہر طرح کھجایا، لیکن جب ناکامی ہوئی تو بحث و رد میں سرگرم ہوئے اور جامع مسجد کا شہرہ آفاق مناظرہ خود ترتیب دیا جس میں ایک طرف مولانا اٹلی دہلوی اور مولانا عبدالحی تھے اور دوسری طرف مولانا منور الدین اور تمام علمائے دلی۔ (۲۲)

قطب بنارس حضرت مولانا مفتی رضا علی بناری تاریخ ہند کے مقتدر علمائے کرام میں گزرے ہیں جب ان کے عہد میں فقہ دہلیت نے زور پکڑا تو لوگ ذہنی کش مکش میں مبتلا ہوئے لگے، اٹلی دہلوی کی زندگی میں ہی قطب بنارس کی بارگاہ میں مولوی اٹلی دہلوی اور مولوی اٹلی دہلوی کے تعلق سے استفسار کیا گیا آپ نے اس کا انتہائی معلومات افزا اور محققانہ جواب پر قلم فرمایا جو اسی دور میں ایک اشتہار کی شکل میں شائع ہوا۔ یہ فتویٰ ہمارے اس دور کے کی واضح اور ناقابل شکست دلیل ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں میں مذہبی افتراق و امتیاز کا آغاز مولوی اٹلی دہلوی کی کتب و نظریات سے ہوا۔ سوال و جواب کی عبارت حسب ذیل ہے:

مولوی اسماعیل دہلوی و ترمیم مولوی اٹلی دہلوی اور مولوی اٹلی دہلوی مولوی اسحق دہلوی در عقائد کے عقائد کیے ہیں۔ اور ان کی تصانیف یعنی چگونہ اند و حوال تصانیف ایشاع اعلیٰ ”تقویۃ الایمان“ و مسائل اربعین و مآۃ مسائل، صراط مستقیم، تنویر العینین و ایضاح الحق وغیرہ چگونہ اند؟ موافق عقائد اہلسنت اند یا خلاف آن؟

بنوا توجروا۔

اب ذرا دل و دماغ کی مکمل یکسوئی کے ساتھ مولوی اٹلی دہلوی کے معاصر (۲۲) مولانا ابوالکلام آزاد کی لکھی کتاب میں ۶۰

مولوی اسٹیل اور مولوی اسحاق ایسے پیدا ہوئے کہ دونوں کو امتیاز اور فرقیتوں اور حدیثوں کا اور اعتقادوں اور اقراروں کا اور نسبتوں اور اضافتوں کا نہ رہا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے امتیاز حق و باطل کا علم ان کے سینوں سے بخوفِ مادیات و مانتو قول مشہور۔

مرحوم صاحب مذکور نے فرمایا

ایسے ہی یعنی زندگی ہو گئے تھے۔

اس "تحقیق الحقیتہ" کے صفحہ ۳۱ میں لکھا ہے کہ امام مولوی مخصوص اللہ کا کہ:

"ہم بڑے بزرگوار میرے اقی حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب ناچائی سے معذور ہو گئے تھے۔ اس کو یعنی تقویۃ الایمان کو خافہ فرمایا کہ اگر میں پیادوں سے معذور نہ ہوتا تو "تقدیراً" خدایا عفریہ" کا ساں کا بھی ہر گز نہ تھا۔

اور بھی "ماتہ مسائل" اور مسائل اربعین میں بہت سی باتیں خلاف عقائد اہل سنت لکھی ہیں اور اکثر علماء کے دستخط اور مہر اوپر اغلاط اور تحریفات "مسائل اربعین" کے ہوئے ہیں۔ چنانچہ صفحہ ۲۲ "تحقیق الحقیتہ" میں اسامی ان علماء کے موجود ہیں اقی

- (۱) مفتی صدر الدین صاحب (۲) مولوی مخصوص اللہ صاحب (۳) مولوی حضرت شاہ احمد سعید مجددی نقشبندی (۴) حکیم امام الدین خاں صاحب (۵) مولوی سید محمد صاحب مدرس اول (۶) مولوی دیدار بخش صاحب (۷) مولوی کریم اللہ صاحب (۸) مولوی حسن الزماں صاحب (۹) قاضی محمد علی صاحب (۱۰) مولوی احمد الدین صاحب دہلوی (۱۱) مولوی فرید الدین صاحب (۱۲) مولوی محمد عمر صاحب (۱۳) مولوی عبدالرحمن صاحب وغیرہ۔ ان میں اکثر علماء سے مجھ سے دہلی میں ملاقات ہوئی۔ اور در باب اسٹیل دہلوی کے حضرت پیر و مرشد میرے حضرت شاہ احمد سعید صاحب نے بھی رد "تقویۃ الایمان" لکھی ہے اور مولوی صدر الدین صاحب نے بھی لکھا ہے۔ مضمون المقال

اور علمائے بریلی نے بھی لکھا ہے رد "تقویۃ الایمان" کا مسکن یہ "صحیح الایمان" اور علمائے رامپور نے متعدد رد تقویۃ الایمان لکھی ہے کہ سنو و حیدر آباد و مدراس نے بھی رد لکھی ہے۔ چنانچہ صفحہ ۱۱ "تحقیق الحقیتہ" میں مذکور ہے:

"اور مولوی سلطان سنگی نے رد "تقویۃ الایمان" لکھی۔ نام اس کا ہے "حبيب المروء" اور عالمی مولوی سید حکیم محمد الدین آبادی نے بھی لکھنا شروع کیا۔ کہ رد "تقویۃ الایمان" مسکن یہ "ازالۃ اللکوک" لکھا ہے۔ اور مولوی فضل حق شیر آبادی نے مولوی اسٹیل کو کافر لکھا ہے۔ اس واسطے کہ یہ بڑا بے ادب ہے۔ در باب بیہودہ عقائد تقویۃ الایمان میں لکھا جو کچھ لکھا تھی۔ اور مولوی محبوب علی نانوتوی نے رد تقویۃ الایمان لکھا ہے اور نام اس کا تقویۃ الایمان ساتھ ف کے یعنی فوت کرنے والا ایمان کا لکھا ہے۔ اس واسطے کہ وقت تالیف کے مولف تقویۃ الایمان کی قلم سے سوہ میں تقویۃ الایمان ساتھ ف کے لکھی گئی۔ وخذ اخل مشہور و مرقوم فی الرسائل۔

حضرت پیر و مرشد صاحب سے میں نے در باب مولوی اسٹیل دہلوی کے پوچھا۔ پیر شریف میں فرمایا کہ "ان کو کس اور نام ملانے دہلی سے جامع مسجد دہلی میں قائل کیا، انھوں نے اقرار کیا کہ میں تقویۃ الایمان میں اصلاح دیدوں گا۔ اور مقام ٹوکی میں حضرت فرماتے تھے کہ میرے حضرت پیر و مرشد کہا کرتے تھے کہ جس قدر بے دینی اور بد اعتقادی اور فساد دینی محمدی ہندوستان میں ہو، مولوی اسٹیل کی ذات سے ہوا۔

اور علمائے حرمین نے ان کے کفر پر اور عبدالوہاب نجدی (محمد بن عبدالوہاب نجدی) کے کفر پر تو بے لکھے ہیں اکثر مطبوعات ہو گئے ہیں، خود بے سے "تقدیراً" شرح اردو فرقہ مرتد ہے "میں مطبوعہ بنگلور اور بمبئی میں آخر میں مندرج ہیں اور بہت عقائد باطلہ ان کے لکھے ہیں اور لکھا ہے اس میں اور کتب میں کہ عقائد مولوی اسٹیل دہلوی

ہر ایک کتاب التوحید نجدی کے ہیں اور تقویۃ الایمان ان کی طابعت اعلیٰ یا اعلیٰ کتاب التوحید نجدی ہے۔

اور فقیر کا تب حروف کا تجربہ ہے کہ جہاں تقویۃ الایمان کا چھپا پھیلا جوتی چیز ارچل چلا جائے کسی وقت محض میں تالیف ہوتی ہے اور دشمن دہاویہ کا اعتقاد تقویۃ الایمان، صراط مستقیم اور توحید الرحمن مولوی اعلیٰ دہلوی اور مساکل اربعین اور ماہ مسائل مولوی اعلیٰ دہلوی ہے۔

یہ سب کارستانیوں ان کی معلوم ہوتی ہیں اور تحقیق التوحید وغیرہ میں بہت احوال ان دونوں صاحبوں کے مندرجہ ہیں۔

اجاہہ الحقیر الفقیر محمد رضا علی البیارس الحنفی القادری النقیشبندی المجددی الاحمدی المعری۔ کان اللہ لہ واصلح حالہ واحسن مالہ۔

علامہ فضل حق خیر آبادی کی شخصیت اپنے عہد میں نابھہ روزگار تھی بڑے بڑے اہل دین و دانش آپ کی شاگردی پر فخر کرتے تھے۔ علوم عقلیہ و نقلیہ کے بحر پائیدار کنار تھے۔ بلکہ علوم عقلیہ میں تو ہندوستان بھر میں آپ کا ہم پلہ کوئی نہ تھا۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے بانی سر سید احمد خاں لکھتے ہیں:

”جمع علوم فنون میں یکے سے روزگار ہیں اور مطلق حکمت کی تو کوئی شخص کی فکر عالی نے بنا ڈالی ہے۔ علمائے عصر نقلیہ فضا نے دہر کو کیا طاقت ہے کہ اس سرگردہ اہل کمال کے حضور میں بساط مناظرہ آراستہ کر سکیں۔ بارہا دیکھا گیا کہ جو لوگ (اپنے) آپ کو یگانہ نہ سمجھتے تھے جب ان کی زبان سے ایک حرف نہا، دوا سے کمال کو فراموش کر کے نسبت شاگردی کو اپنا فخر سمجھتے۔ (۲۲)۔

حکیم عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں:

(۲۳) سر سید احمد، مقالات سر سید حصہ شانزدہم، ۱۳۸۰ء، مطبوعہ مجلس ترقی ادب لاہور۔

احمد الاستاذة المشوہین لم
یکن له نظیر فی زمانہ فی الفنون
الحکمیة والعلوم العربیة (۲۳)

اسی کا بدروزگار شخصیت نے مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب ”تقویۃ الایمان“ کے بعض ان مقامات کا قصصی رنگہا جو مسلط شعاعت معشائی کے تعلق سے تھے۔ اور ان میں بارگاہ رسول میں سخت گستاخیوں کا ارتکاب کیا تھا۔ علامہ فضل حق خیر آبادی نے اپنی کتاب کا نام ”تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ“ رکھا۔ علامہ موصوف اپنی کتاب کے آخر میں مولوی اسماعیل دہلوی کا حکم بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”جواب ثالث: اہلین است کہ تا کل این کلام الاطالح از روی شرح تبیین بلا شبہ کافر و بے دین است۔ ہرگز مومن و مسلمان نیست و حکم او شرعاً نقل و تکفیر است و ہر کہ د کفر او شک آورد و تردود دارد یا دین اختلاف را مہل انکار د کافر و بے دین د تا مسلمان و بعین است الا در کفر و بے دینی کمتر است از کسی کہ این کلام خلاف نظام را صواب و محسن چہارداد اعتقاد دین کا نام د از عقائد کفر و بے دین نامزد و آں کس در کفر با قائل ہر بلکہ در اختلاف از دینا لا فرست۔ چہاد اختلاف آخضرست و سائر انبیادادانگہ و اولیا را محسن داشت و آں را از ضروریات دین چہاد است۔ (۲۵)

ترجمہ: تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ اس بیہودہ کلام کا قائل از روی شرح تبیین حقیقہ کافر اور بے دین ہے، ہرگز مومن اور مسلمان نہیں ہے اور شرعاً اس کا حکم قتل اور تکفیر ہے اور جو شخص اس کے کفر میں شک و شبہ کرے یا اختلاف کا معمولی جانے کا کفر، بے دین و غیر مسلم اور بعین ہے۔ لیکن کفر و بے دینی میں اس شخص سے کم جو اس گمراہانہ کلام کا قائل ختمین جانتا ہے اور اس کلام کے اعتقاد کو ضروریات دین میں شمار کرتا ہے

(۲۴) حکیم عبدالحی لکھنوی، تنزیہ الخواطر

(۲۵) علامہ فضل حق خیر آبادی، تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ، مطبوعہ دار بیہد ہوس، ۱۳۳۴

ایہا نفس کفر میں کانٹ کے برابر ہے۔ بلکہ اختلاف میں اس سے بھی بڑھ کر ہے، کیوں کہ اس نے نبی اکرم و دیگر انبیاء، ملائکہ اور اولیاء علیہم السلام کے اختلاف کو مستحسن جانا، اور اسے ضروریات دین سے شمار کیا۔

علامہ فضل حق خیر آبادی کے اس تکفیری فتوے پر ملک کے صف اول کے سترہ علماء کرام نے تصدیق فرمائی۔ تصدیق کنندگان علماء کرام کے اساتے گرامی حسب ذیل ہیں:

- ۱۔ حضرت مولانا ابوالحسن علی اللہ محمد شریف
- ۲۔ حضرت مولانا حامی احمد م
- ۳۔ حضرت مولانا حیات الآرقی
- ۴۔ حضرت مولانا محمد رشید الدین
- ۵۔ حضرت مولانا محمد رحمت
- ۶۔ حضرت مولانا عبدالحق
- ۷۔ حضرت مولانا عبدالحق
- ۸۔ حضرت مولانا عبدالحق
- ۹۔ حضرت مولانا عبدالحق
- ۱۰۔ حضرت مولانا عبدالحق
- ۱۱۔ حضرت مولانا عبدالحق
- ۱۲۔ حضرت مولانا عبدالحق
- ۱۳۔ حضرت مولانا عبدالحق
- ۱۴۔ حضرت مولانا عبدالحق
- ۱۵۔ حضرت مولانا عبدالحق
- ۱۶۔ حضرت مولانا عبدالحق

واضح رہے کہ حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی کا یہ نظریہ قومی نہیں تھا بلکہ بحالت اسیری اٹھان جاتے ہوئے اپنے شاگرد مولانا قلندر علی زہری کو خاص طور پر نصیحت کی: ”میں ”تقویۃ الایمان“ کا بالاسحاب رو نہیں کر سکا اس لیے یہ کام تم سر انجام دینا۔“

(۲۶) مولانا محمد سعید مولوی رشید احمد گنگوہی کے اسناد ہیں۔ تذکرۃ اشریاء و اول میں ص ۳۱

(۲۷) حضرت مولانا محمد الدین صاحب مولانا ابوالکلام آزاد کے والد اور مولوی قاسم نانوتوی

اور رشید احمد گنگوہی کے اسناد ہیں۔ تذکرۃ اشریاء و اول میں ص ۳۱، ۳۲

میری اس تحریر کا بنیادی نقطہ نظر یہ ہے کہ ”تقویۃ الایمان“ برطانوی حکومت کے اشارے پر ایران کے اسلام دشمن مقاصد کو پورا کرنے کے لیے لکھی گئی تھی۔ اس لیے اس کی اشاعت اور دور دور تک پھیلانے میں انگریزوں نے اپنی بھرپور دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔ یہ ان کتابوں میں سے ہے جن کی اشاعت کے لئے انگریزوں نے اہتمام کیا۔ انگریزوں نے سب سے پہلے بنگال، بہار، اور اڑیسہ میں قدم جمائے تھے۔ بالکلے ان کی حرکت و عمل کا مرکز تھا اس لیے ان کی زیر سرپرستی ۱۲۵۳ھ / ۱۸۳۸ء میں بالکلے میں ”تقویۃ الایمان“ شائع ہوئی۔ جب کہ اس سے قبل ۱۲۴۸ھ / ۱۸۳۳ء میں مولوی اسطیع دہلوی کی دوسری تصنیف ”صراط مستقیم“ بھی بالکلے سے چھپ چکی تھی۔ (۲۸)

ڈاکٹر قراقرظ اپنے پی ایچ ڈی کے عربی مقالہ، بعنوان ”العلامة فضل حق الخیر آبادی میں قدم طراز ہیں:

شاع کتاب ”تقویۃ الایمان“ اولاً من اشیاک سوسائٹی Royal Asiatic Society وقد اعترف البروفیسر محمد شجاع الدین (العنونی ۱۳۶۵ھ) رئیس قسم الشارح بکلیہ دیال مننگھہ بلاہور فی مکتوبہ الی البروفیسر خالد البرنی بلاہور، ان الانجلیزین قد وزعوا کتاب تقویۃ الایمان بغیر ثمن (۲۹)

ترجمہ: ”تقویۃ الایمان“ پہلی بار رائل ایشیاٹک سوسائٹی (بالکلے) نے شائع کی، پروفیسر شجاع الدین صدر شعبہ تاریخ دیال مننگھہ بلاہور نے اپنا ایک خط پروفیسر خالد برنی لکھا، جس میں اسے اطلاع دیا گیا ہے کہ انگریزوں نے ”تقویۃ الایمان“ ملت تقسیم کی۔

اب ذرا آپ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر سوچئے کہ یہ رائل ایشیاٹک سوسائٹی

(۲۸) پرنسپل بک ٹرسٹ کا ذخیرہ، لاہور، چھ ماہ سال، جنوری تا مارچ ۱۹۹۹ء پرنسپل بک ٹرسٹ دہلی

(۲۹) ڈاکٹر قراقرظ صاحب، علامہ فضل حق الخیر آبادی، ص: ۱۸۷، ۱۸۸۔ مکتبہ القادریہ لاہور

جو انگریزوں کا ادارہ تھا ان حدیث کے پہاڑوں کو تو حیدر خاں کی اشاعت کے پس پردہ کون سا فائدہ نظر آیا اور وہ بھی صرف چھاپا نہیں بلکہ منفعت تقسیم کی۔ کیا اب بھی مجھے اپنے اس مدعا پر مزید کسی دلیل کی ضرورت ہے کہ انگریزوں نے جن مقاصد کے لیے یہ کتاب لکھوائی تھی ان مقاصد کے لیے یہ ایک کامیاب حربہ تھا جو سچے دیندار اور خوش عقیدہ مسلمانوں پر آزمایا گیا۔ اور ان میں انتہائی بدترین جنگ چھڑ گئی اور یہ جنگ برطانوی حکومت کے استحکام میں کافی حد تک مفید اور معاون ثابت ہوئی۔

اسی پر بس نہیں بلکہ عالمی سطح پر اس کتاب کے مضمر اثرات کو عام کرنے کے لیے لندن سے اس کا انگریزی ترجمہ بھی شائع کیا گیا۔ جو قوم عہد رسالت سے آج تک مسلسل اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بدترین سازشیں رچاتی رہی ہے اور اسلام کے غلبہ کو کوسرگوں کرنے کے لیے دولت سے لے کر حسن تک کی ہر دفع قربانیاں دیتی رہی ہے اس عیار قوم کے سامنے وہ کون سے فوائد تھے جن کو حاصل کرنے کے لیے ۱۸۲۵ء میں ”تقویۃ الایمان“ کو لندن سے شائع کرنا پڑا۔

مسلم پرنسپل علی گڑھ کے بانی سر سید احمد خاں لکھتے ہیں؟

”جن چودہ کتابوں کا ذکر انگریز صاحب نے اپنی کتاب میں کیا ہے ان میں ساتویں کتاب ”تقویۃ الایمان“ ہے چنانچہ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ رائل ایشیاٹک سوسائٹی (لندن) کے رسالہ جلد ۱۲/ ۱۸۲۵ء میں چھپا۔ (۳۰)

تاریخ وادعیت پر گہری نظر رکھنے والے ایک مفکر لکھتے ہیں:

”انگریزوں نے جو پلٹ اور ادارہ حکومت کر کے آزمودہ حربے کو استعمال میں لاتے ہوئے مسلمانوں کے مسلمہ عقائد کے خلاف ”تقویۃ الایمان“ لکھوائی اس مقصد کے لیے توحید کے نام پر رسالت مآب ﷺ سے محبت کو کم کیا گیا۔ دوسرے بہت

(۳۰) سر سید احمد خاں، مقالات سر سید جلد ۱، صفحہ ۱۷۸

سے لوگوں کے علاوہ مولوی اسماعیل دہلوی کی ان کوششوں کا مولا کا فضل حق خیر آبادی نے جواب دیا۔ مسلمانوں کے دھبے ہو گئے ایک نے اسلام کے اجتماعی مفاد میں کام کیا۔ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں کارہائے نمایاں انجام دیے اور دوسرے طبقے نے لوگوں کو دین کی اصل سے ہٹانا چاہا، حضور ﷺ سے محبت کم کر کے اسلام کے لیے قربانیاں دینے کا مذہبی شرم کر کے کی سازش کی۔“ (۳۱)

یہ حقیقت تو مضبوط دلائل سے پورے طور پر واضح ہو گئی کہ ”تقویۃ الایمان“ اسلام کے مقدس افکار و نظریات سے ہٹ کر بالکل نئے اور خود ساختہ افکار و نظریات کا مجموعہ ہے اور مسلمانوں کو ان کی قدیم اور متواتر ڈگر سے ہٹانا اور باہم لڑانا اس کا بنیادی مقصد تھا اس حقیقت کا اعتراف مولوی اسماعیل دہلوی کے حقیقی چچا زاد بھائی شاہ خصوص اللہ دہلوی نے ان الفاظ میں کیا ہے:

”جس رسالے اور جس کے بنائے والے سے لوگوں میں برائی پھیلے اور خلاف انبیاء و اولیاء کے ہو، وہ گمراہ کرنے والا ہوگا یا ہدایت کرنے والا ہوگا۔ میرے نزدیک اس رسال ”تقویۃ الایمان“ کا اجمال نامہ برائی اور بگاڑ کا ہے اور اس کا بنانے والا فقیر گمراہی اور مٹھی ہے۔“ (۳۲)

انگریزوں کا پہلا مقصد تو مسلمانوں میں اختلاف پھیلانا تھا اور اس کے بعد اپنے ہم نواؤں اور غلاموں سے قوم مسلم کے دلوں سے انگریزوں کے خلاف جہاد کا جذبہ جنوں خیر فرور کرنا تھا۔ آپ اب تک جو شاہد پڑھ رہے تھے ان سے یہ حقائق پورے طور پر واضح ہو گئے کہ افتراق بین المسلمین کا کام پہلے ہوا۔ پھر جب مسلمان باہم دست و گریباں ہو گئے تو انگریزوں کے خلاف جہاد شرم کرنے کی منظم ہم شریعت کی بجائے

(۳۱) مولا عبدالحکیم شرف قادری، محمد باقی اہل حدیث ص ۳۰، مطبوعہ جامع الاسلامی حماد آباد

(۳۲) حضرت شاہ خصوص اللہ دہلوی، تحقیق الحق، مطبوعہ بمبئی ۱۲۶ھ

خود تعمیل اور انتہائی دردناک بحث ہے۔ ہم ذیل میں صرف چند شواہد پرکتفا کرتے ہیں واضح رہے کہ اس مہم میں اسٹیل دہلوی کے ساتھ ان کے بڑے سید احمد رائے بریلوی بھی شانہ بشانہ تھے۔

مولوی اسٹیل کے چاٹا اور دوفا دار قلم کار محمد جعفر قاسمی لکھتے ہیں:

”یہ بھی صحیح روایت ہے وہ اٹھائے قلم کاغذ میں جب ایک دن مولانا محمد اسٹیل شہید وقفہ فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے مولانا سے یہ فتویٰ پوچھا کہ سرکار انگریزی سے جہاد کا درست ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں مولانا نے فرمایا کہ ایسی ہے رو، ریاء اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کا درست نہیں۔“ (۳۳)

یہ ہے اس مفتی برٹش کانٹونی، ایڈوان قلم کی بد مستی جو ٹی ٹی ٹی جی بلکہ یہ نشر جا۔ برطانیہ کا تھا۔ مولوی ابو الحسن ندوی نے یہ اعتراف بھی کر دیا۔ جناب لکھتے ہیں:

”مولوی اسٹیل دہلوی اور سید احمد رائے بریلوی کے جہادین کو انگریز بہادر برٹش حکومت کے لئے اور سامان فراہم کرتی تھی۔“ (۳۴)

اب برطانوی حکومت کے سرگرم مبلغ سید احمد رائے بریلوی کی ایمان فروشی کی داستان بھی ملاحظہ فرمائیے۔ غیر مقلد عالم مولوی عبد الرحیم صادق پوری لکھتے ہیں:

”سید صاحب کی برابر یہ روش رہی کہ ایک طرف لوگوں کو سکسوں کے مقابل آگاہ جہاد کرتے اور دوسری جانب حکومت برطانیہ کی امن پسندی جتا کر لوگوں کو اس کے مقابلے سے روکتے۔“ (۳۵)

انھیں ای القاب سرتاج علما دیوبند کے بارے میں ”قوانین عجیبہ“ کے مصنف

(۳۳) سوانح احمد محمد جعفر قاسمی ص: ۵۳، مطبوعہ دہلی

(۳۴) سیرت سید احمد، حصہ اول، ادنیٰ میاں ندوی ص: ۱۶۰۔

(۳۵) الدرد المشرور، از مولوی عبد الرحیم صادق پوری ص: ۲۵۲

لکھتے ہیں:

”سید صاحب کا سرکار انگریز سے جہاد کرنے کا ہرگز ارادہ نہ تھا بلکہ انگریز کی یاری پر اپنا تازہ کارہ اس آزاد مملداری کو اپنی ہی مملداری سمجھتے تھے۔“ (۳۶)

سید احمد رائے بریلوی برطانوی حکومت کو اپنی مملداری کیوں سمجھتے تھے۔ یہ راز بھی ان کے ایک معتقد نے غمیری بزم میں فاش کر دیا:

”انگریز حکومت نے سید احمد رائے بریلوی کو جہاد کے لیے سات ہزار کی ہنڈی پیش کی۔“ (۳۷)

سید احمد رائے بریلوی سیاسی اعتبار سے ہی گمراہ نہیں تھے بلکہ اسٹیل دہلوی کی تحریکوں پر اپنا دین و مذہب بھی انگریز سامراجوں کے ہاتھوں گردی رکھ چکے تھے انھوں نے بھی قدیم روایتوں کو ترک کر دیا تھا ان کے سامنے اب برطانوی حکومت کے طے شدہ خطوط تھے۔ انھیں پر وہ خود چل رہے اور انھیں پر اپنے مریدین و معتقدین کو چلنے کی ہدایت کرتے تھے۔ ان کی ذہنی فریب خوردگی کی ہوش ربا اور گمراہ کن داستان انھیں کی بنائی ہوئی:

”چاروں فقہاء کے مذہب میں سے کوئی مجھے پسند نہیں۔ مشہور طریق اولیاء ائمہ

میں کوئی طریق میرے طور پر نہیں۔“ (۳۸)

یہ تو ایک مسلم حقیقت ہے کہ یہ دہلوی اور رائے بریلوی مسلسل انگریزوں کی حمایت میں سرگرم رہے اور جو علما کرام انگریزوں سے نہروا دیتے وہ ان کے مخالف اور اسلام کے حقیقی نظریات کے حامل تھے۔

(۳۶) مفتی محمد جعفر قاسمی، قوانین عجیبہ مطبوعہ قادیان دہلی ص: ۲۱۲۔

(۳۷) مفتی محمد جعفر قاسمی، قوانین عجیبہ مطبوعہ قادیان دہلی ص: ۸۹۔

(۳۸) حیات سید احمد شہید ص: ۱۵۳۔ ۱۵۴

محمد اسلمیل پانی پتی لکھتے ہیں:

”جنگاد ۱۸۵۹ء میں پورے جوش کے ساتھ انگریزوں کے خلاف جنگ میں حصہ لینے میں وہ سب کے سب علماء کرام شامل تھے جو عقیدہ حضرت سید احمد حضرت شاہ اسماعیل کے شاگرد تھے۔ اور جنھوں نے حضرت شاہ اسماعیل کے رو میں بہت کی کتابیں لکھیں ہیں اور اپنے شاگردوں کو لکھنے کی وصیت کی ہے۔“ (۴۹)

اس یہ حقیقت پورے طور پر ذہن نشین ہو چکی ہوگی کہ برطانوی حکومت اپنے سیاسی استحکام کے لیے ملک و ملت کے غداروں سے جو کام لینا چاہتی تھی اس کا آغاز تقویۃ الایمان، اور سید احمد راے بریلوی کے ہنگامہ بالا کوٹ سے ہو چکا تھا۔ مگر یہ خون کے آنسو لا دینے والا ایمان فردی کا سلسلہ نہیں پر ختم نہیں ہوا۔ انجمنی برطانوی حکومت کو مزید غداروں کی ضرورت تھی۔ کیوں کہ علماء حق اور شور و مسلمان اب ان غداران دین وطن کی سازشوں سے کافی حد تک آشنا ہو چکے تھے۔ اور انگریزوں کو تو مسلم کے فکر و مزاج کے بدلنے کے لیے اپنی طاقت اور زمین و آسمانوں کا استعمال ناگزیر تھا۔

انگریزوں کی پریشانی کا اندازہ ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر کی کتاب ”ہمارے ہندوستانی مسلمان (Our Indian Musalman)“ سے ہو سکتا ہے۔ اس نے واضح طور پر لکھا ہے کہ مسلمانوں میں جہاد کا تصور ان کی سلطنت کے لیے ایک مستقل خطرہ ہے۔ انگریزوں نے ایک طویل استبداد کے بعد یہ محسوس کیا کہ جہاد تشدد اجتماعی ہو یا انفرادی، مسلمانوں سے اس جذبہ کو کوئیں کر سکتا تو انھوں نے جہاد کے خلاف مباحثہ اکر کے علماء سے فتوے حاصل کرنا شروع کئے اور کلام اللہ کی تفسیروں کا مزاج بدلوانا چاہا۔ ڈاکٹر ہنٹر کی کتاب سے ان علماء و فضلا کا پتہ چلتا ہے جو اس وقت تحفیج جہاد کا

(۴۹) محمد اسلمیل پانی پتی ماثیہ مقالات سر سید صاحب شاہزادہ محمد رفیع

نوٹ کر دے رہے تھے۔ (۴۰)

اب ذرا پوری دماغی اور فکری یکسوئی کے ساتھ ان غداران دین وطن کا پتہ لگائیے جنھوں نے انگریزوں کے پیش کردہ نشانوں کے مطابق اپنے فکر و کلم اور زبان و بیان کا رخ موڑا۔ ان تمام غداروں میں انداز تحریک کے اختلاف کے باوجود جو قدر مشترک نظر آتی ہے وہ ہے تو جہن رسول اور برطانوی حکومت کی وفاداری۔ (۵۰) ۱۸۵۹ء میں وائٹ ہاؤس لندن میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس میں کیشن سر ویلم ہنٹر کے تمامدگان کے علاوہ ہندوستان میں متعین مشن کے پوری بھی دعوت خاص پر شریک تھے انھوں نے اپنی اپنی راہ پر پیش قدمی کیں۔ جو ”دی انریمل آف برٹش ایمپائر ان انڈیا“ کے نام سے شائع کی گئیں۔ سر براہ کیشن سر ویلم ہنٹر نے مسلمان ہند کی حریت پسندی اور جذبہ جہاد کو برطانوی حکومت کے لیے سب سے بڑا خطرہ قرار دیا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

”مسلمانوں کا مذہب عقیدہ یہ ہے کہ وہ کسی غیر ملکی کے زیر سایہ نہیں رہ سکتے اور ان کے لیے غیر ملکی حکومت کے خلاف جہاد کرنا ضروری ہے۔ وہ جہاد کے لیے ہر کچھ تیار ہیں۔ ان کی یہ کیفیت کسی وقت بھی انھیں حکومت کے خلاف ابھار سکتی ہے۔“ (۵۱)

مسلمانوں میں اسلام کے لیے جوش جنوں خیز اور جہاد کے لیے ہر دم تازہ دم رہنے کے سرچشموں کی شائع ہی کرتے ہوئے مشہور انگریزی جاسوس ہنٹر نے اپنی ڈائری میں لکھا ہے:

”جہاد اسلام اہل بیت، علماء اور صلحا کی زیارت کا ہول کی قطعہ اور ان مقامات کو

(۴۰) آغاز غرض کا مشرقی تحریک قسم نبوت، مطبوعات، چٹان لاہور، ۱۳۰۰ھ۔

(۴۱) مولانا ابوالحسن زید قادری مولانا محمد اسلمیل اور تقویۃ الایمان

ملاقات اور اجتماع کے مراکز قرار دینا، مسادات کا احترام اور رسول اکرم کا اس طرح تذکرہ کرنا گویا وہ انہی میں اور دور و سلام کے متفق ہیں۔“ (۳۲)

اب ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر ان غداران دین و وطن کی انگریزوں کی دوستی اور رسول و وحی کی دل دور و داستان ملاحظہ فرمائیے، انگریزوں کے وفادار اور سرگرم غلام مولوی محمد حسین بٹالوی (۱۸۳۵ء - ۱۹۲۱ء) کی دین و دشتانہ سرگرمیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے مشہور یونیورسٹی کے آغا شورش کا شیریں رقم طراز ہیں:

”مولوی محمد حسین بٹالوی مستقل معنوں میں دہائی تھے اور انہیں وہابی ہونے کی سزا کا اعزاز تھا۔ انہوں نے انگریزوں کی حمایت کو واجب قرار دیا اور اس کے عوض گورنر جنرل سے وہابی جماعت کے لئے اہل حدیث کا نام حاصل کیا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی (۱۲۵۲ھ) نے جہاد کی منسوخی پر ایک رسالہ ”الاقتصاد فی مسائل الجہاد“ فارسی میں تصنیف کیا۔ اس کے مختلف زبانوں میں ترجمے کے کئے گئے، پنجاب کے دو گورنروں نے اس پر خوشنودی کا اظہار کیا۔ اس کے انگریزی، عربی اور اردو متن کی ہزار ہا کاپیاں ملک سے باہر بھی گئیں۔ مولانا مسعود عالم ندوی نے ہندوستان کی پہلی تحریک میں لکھا ہے کہ اس کے عوض مولوی صاحب کو چاکیر عطا کی گئی۔“ (۳۳)

محمد حسین بٹالوی کی اس دل آزار کتاب کے دو اقتباس ملاحظہ فرمائیے۔ جو پوری دہائی اور یونیورسٹی برادری کی انگریزوں کی اور ملت فروشی کے ناقابل شکست شاہد ہیں:

پہلا اقتباس: بعض اشخاص کا تصور یہ تھلی اور حق تعالیٰ کا ہے۔ یہ دو لوگ ہیں جو تجریہ و تفریباً حاضر و غائب خیر خواہی و وفاداری کو فرسٹ کام سمجھتے ہیں۔ اور ان کی خدمت و محاسنت میں سرگرم ہیں۔ ان ہی لوگوں میں پنجاب کے اہل حدیث

(۳۲) مسطرے کے عزائم، رضوی کتاب گروہی ص: ۹۸

(۳۳) آغا شورش کا شیریں تحریک ختم نبوت، مطبوعات چٹان لاہور ص: ۱۶۰

داخل ہیں۔ جنہوں نے سرہنری وہابی صاحب بھادو کے مہد لطیف گورنری میں بذریعہ ایک عرضداشت کے اس عہد کا اظہار کیا تھا۔ جس پر ۱۸۷۷ء میں پنجاب گورنمنٹ سے ایک سرگرمیوں کی تصدیق و تائید میں مشہور ہوا تھا (۳۴)۔

یہی نہیں بلکہ اس نے انگریزوں کے خلاف جنگ لڑنے والوں کو سخت گنتی کار اور باغی لکھا اور انگریزوں کی وفاداری اور حاشیہ برداری کو بین اسلام قرار دیا۔ یہ ایمان سوز نظریات بھی اسی بدست شربانی کے قلم سے پڑے:

”مقدمہ ۱۸۵۷ء میں جو مسلمان شریک ہوئے دھت گناہ گار اور جگم قرآن و حدیث و مہند وہابی و دیگر دہارتے۔ اکثر ان میں ہوا کہ انعام تھے بعض جو خواص و ملکا کہلاتے تھے وہ بھی اصل علوم دین (قرآن و حدیث) سے بے بہرہ تھے یا ناہم و بے سمجھ۔ لیکن دجھتی کہ مولوی و سخیل و دہلی جو قرآن و حدیث سے باخبر اور اس کے پابند تھے اپنے ملک ہندوستان میں انگریزوں سے (جن کے ان و مہد میں رہتے تھے) نہیں لڑے۔“ (۳۵)

مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنی ایمان فروشی کی اس دستاویز کو گھر گھر پہنچانے اور انگریزوں کی سرگرم جماعت کی ایک ہم چلا رکھی تھی۔ جو لوگ اس کے ہم خیال وہم فکر نظر آتے یہ ان ناموں کی فہرست اپنے آقاؤں کے سامنے پیش کرتا اور انہیں انگریزوں سے انعامات و اعزازات دلواتا تھا۔ اور یہی جوڑ توڑ اس کے فکر و قلم کا سب سے بڑا کارنامہ تھا جس کی مدینہ سے توڑنا اور برطانیہ سے جوڑنا۔ اسی حوالے سے ”الاقتصاد فی مسائل الجہاد“ ص: ۲ پر ایک ”اتمس“ بھی شائع کیا گیا ہے جو اس کی ملت فروشی کی پہاڑ سے بڑی شہادت ہے۔ اتمس کے الفاظ یہ ہیں:

(۳۴) مولوی محمد حسین بٹالوی، الاقتصاد فی مسائل الجہاد ص: ۳۸، مطبوعہ کنواریہ پریس۔

(۳۵) مولوی محمد حسین بٹالوی، الاقتصاد فی مسائل الجہاد ص: ۳۹-۵۰، مطبوعہ کنواریہ پریس۔

”ماظرین باہنکین سے جو اصل اصول مساکل رسالہ ”الاقتصاد“ کی نسبت بحوالہ اشتہار مندرجہ فیضیہ اشاعت الدینہ نمبر ۱۱ جلد ۳۲ مشہور نومبر ۱۹۰۷ء و تواتنی رائے ظاہر فرمائیے ہیں۔ اب اس کے تفصیلی مساکل اور اس کے دلائل کی نسبت اپنا توافقی رائے ظاہر کریں اور اپنے نام نہائی مکتبہ واضح، پوری تفصیل مقام خطاب دہلیہ سے تحریر میں لاکر ہمارے پاس بھیج دیں۔ ہم ان دوسو کو شمول رسالہ اقتصاد دینہ ذریعہ اشاعت الدینہ گورنمنٹ میں پیش کریں گے۔ اور سلطنت انگلشیہ کی نسبت ان کی وفاق داری و اطاعت شعاری کو خوب شہرت دیں گے۔“ (۳۶)

جس زمانے میں مسئلہ جہاد انگریزوں کے لیے سب سے بڑا خطرہ تھا، انگریز مسئلہ جہاد کی خارجگی، اپنی وفاق داری بشرط استواری کے لیے عطا کی ایک کیپ سے کام لے رہا تھا۔ ۲۲ جون ۱۹۰۷ء کو گورنمنٹ انگلشیہ نے مشہور غیر مقلد عالم ڈینیئل نذیر احمد کوٹس اعلیٰ کا خطاب دیا۔ صاحب نے ۱۹۰۷ء میں ”الحقوق والفرائض“ لکھی اور اس کے بعد ۱۹۰۸ء میں ”الاقتصاد“ نذیر احمد نے لکھا کہ ”خدا نے کام وقت کی اطاعت فرض کر کے احکام شریعت کو ہمارے حق میں خود معطل کر دیا۔“ مزید لکھا کہ ”احکام شریعت کا قصد و قیام امن ہے اور یہ مقصد انگریزی قانون نے بھی حاصل ہے فرق صرف تدابیر یعنی طریق کار کا ہے۔“ ”الحقوق والفرائض حصہ دوم ص ۱۳۱“ پر لکھا ہے کہ ”ہمارے لیے انگریزی قانون بھی اسلامی شریعت ہے اس کتاب میں جہاد کا باب قائم نہ کرنے کی سفارت کی ہے۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ”جس طرح احکام زکوٰۃ مغفل سے جو مالک نصاب نہ ہو اور احکام حج نامستطیع سے متعلق نہیں، اسی طرح احکام جہاد مسلمان ہند سے متعلق نہیں۔ ہم نے جہاد کا باب اسی لیے قائم نہیں کیا کہیں

عوام کا لانا عوام کے لیے دستان یا دو ہانڈین نہ ہو جائے۔ (۳۷)

مشہور فاضل ڈاکٹر غلام جیلانی برق نے ڈینیئل نذیر احمد سے متعلق دو لفظوں میں ان کا پورا افسانہ نہایت لکھ کر اس بحث کا باب ختم کر دیا کہ ”ان کا اسلام انگریزوں کے ہاں گردی ہو چکا تھا۔“

سرمدیہ میور ۱۹۶۸ء میں یو۔ پی کا لفظ گورنمنٹ، اس بد بخت نے رسول اکرم کے خلاف گستاخوں کا انتہائی بدترین سلسلہ جاری کیا۔ اس نے ایک کتاب ”حیات محمد (Life of Mohammad)“ لکھی اس نے اپنی اس کتاب میں اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف ذہر افشانی کرتے ہوئے لکھا ہے۔ انسانیت کے دو سب سے بڑے دشمن ہیں ”محمد کی تلوار اور محمد کا قرآن (نورِ باہ)“ آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ سرمدیہ میور کے تعلقات ڈینیئل نذیر احمد سے انتہائی خوشگوار تھے بلکہ ڈینیئل نذیر احمد کو ان کی اسلام دشمنی کا یوں پڑ پڑا ہوا سارے انعامات و اعزازات بھی دیئے۔ اور دونوں میں قدر مشترک رسول دشمنی تھی۔ آغا شورش کا شبیری اس قدر مشترک کا انکشاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وہ قرآن مجھے سے عداوت کے باوجود ڈینیئل نذیر احمد پر انتہائی مہربان تھا اس نے اپنی گورنری کے زمانے میں نذیر احمد کو ان کی بعض تصانیف پر گراں قدر انعامات عطا کئے، کئی تقریریں پڑوائیں، شمس اعلیٰ کا خطاب دلوانا، پھر جب سید شہسود ہو کر انگلستان واپس گیا تو انجینئر ایڈورڈ شری کا جاسٹر ہو گیا اور ڈینیئل صاحب کو ایس۔ ڈی۔ ڈاکری عطا کی۔ اس کا واحد سبب انگریز کی اشد اور ڈینیئل اطاعت میں ڈینیئل صاحب کی تعبیر اور حمایت میں بعض دوسری تحریریں تھیں۔ انھوں نے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول واولی الامر من بعدہ میں مولی الامر کا صدق انگریزوں کو ظہیر کیا تھا۔“ (۳۸)

آغا شورش کا شیرازی اپنے دیوبندی اور دہلوی علماء کی ایمان فروشی اور وطن خداری پر سر پختہ ہوئے لکھتے ہیں:

”یہ ایک ایسا عقائد کا ایک طرف ملک کے خول و عرض میں ملائے حق پر چھادی پاداش میں مقدمہ چلا کر انھیں موت یا کالا پانی کی سزائیں دی جا رہی تھیں، دوسری طرف اہل قلم کا ایک نامور گروہ مسلمانوں میں انگریزی حکومت کی وقار داری کی ذہنی آزمائی کر رہا تھا۔“ (۳۹)

اب ذیل میں انگریزوں کی جانب سے عطا کردہ سدا عزا بھی ملاحظہ کیجئے۔

اس کے مطالعہ سے سرکار برطانیہ کی بارگاہ میں ان کی مقبولیت و عظمت کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ یہ ان کی غلامی کا عین حیاتی سرچشمہ ہے

”مولوی خدیر حسین دہلی کے ایک بہت بڑے معتد عالم ہیں۔ جنھوں نے نازک وقتوں میں اپنی وقار داری، گورنمنٹ کے ساتھ جاہلیت کی جس کسی برقی گورنمنٹ الٹ کر مدد و مدافعت میں وہ ان کو مدد سے گا کیوں کہ وہ کامل طور سے اس مدد کے مستحق ہیں۔“

دستخط ڈی ایچ بیٹ، بنگال سرورس کمشنر دہلی پرنٹرز ۱۰ مارچ ۱۸۸۳ء

دیکھ رہے ہیں آپ ایہ ہے ان دیوبندیوں اور دہلیوں کی انگریز نوازی کا منہ نہ کہ مسلمانوں کو لڑا، اپنے نئے دین کو فروغ دو۔ توین رسول کرو، بزرگوں کی حرکتوں کا خون کرو۔ اگر مسلمان کچھ کہیں تو ہماری مدد آپ کے لیے حاضر ہے۔ آپ جب اور جہاں آواز دوں گے۔ ہمارے مضبوط دستے آپ کی وہیں مدد اور پشت پناہی کو پہنچیں گے۔ احوال شاہد ہیں کہ تفریق بین المسلمین کا فریضہ انجام دینے کے لئے انگریزوں اور ان کے غلام سہوادیوں کی دولت و حمایت آج بھی اس فرد کو حاصل ہے۔

یہ ہیں برصغیر میں افتراق بین المسلمین کے اسباب جس کی آگ میں آج بستی بستی جھلس رہی ہے۔ مگر اگر میں اختلاف و انتشار کا ماحول ہے، باہمی اخوت و محبت کا جنازہ نکال رہا ہے۔ اور ہر گھر آگن کا سکون غارت ہو گیا ہے۔

میرے اس دعا کی تائید دہلی کے مشہور نقشبندی مجددی عالم مولانا ابوالحسن زید قاروقی دہلوی (م ۱۹۹۳ء) کی درج ذیل تحریر سے بھی ہوتی ہے۔ موصوف برصغیر میں افتراق بین المسلمین کے بنیادی سبب کی نشاندہی کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد قاروقی سرہندی (کے زمانے سے ۱۲۳۵ھ تا ۱۲۹۵ھ تک ہندوستان کے مسلمانوں کو فرقوں میں بٹے رہے۔ اہلسنت و جماعت دوسرا شعبہ۔ اب اسٹیل دہلی نے تقویۃ الایمان لکھی اس کتاب میں مذہبی آزاد خیالی کا دور شروع ہوا کوئی غیر مقلد ہوا، کوئی دہلی دہلی باری کوئی الہدیہ نہ کیا۔ کسی نے اپنے کو سنی کہا، اپنے محمد بنی کی جو عزت اور احترام دل میں تھا وہ ختم ہوا، معمولی نوشتہ و خواندہ کے اہل کلام بنے گئے اور انھوں اس بات کا کہ تو حید کی حفاظت کے نام پر بارگاہ نبوت کی تعظیم و احترام میں تنقیصاوت (بے ادبی و کستنی) کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔ یہ ساری فہمائیں تاریخ الاخر ۱۲۳۵ھ تا ۱۲۹۵ھ کے بعد سے ظاہر ہوئی شروع ہوئی ہیں۔“ (۵۰)

اب یہ حقیقت پورے طور پر ہمیں ہو گئی کہ ”تقویۃ الایمان“ انگریزوں کے اشارے پر تفریق بین المسلمین کے لئے منظر عام پر آئی تھی، اس طرح انگریزی حکومت کا یہ منشا پورا ہوا کہ ”لڑاؤ اور حکومت کرو“ جب برصغیر میں ان کی حکومت کے قدم جم گئے تو علمائے اہلسنت کا رخ تقویۃ الایمان کی جانب سے پلٹانے کے لئے انگلستان سے پادریوں کی ایک کھیپ وراہ دکھی گئی، انھوں نے یہاں آ کر قرآن اور اسلام پر رکیک

حلول کا آغاز کیا، رسول کریم ﷺ کی ذات مقدس پر کچھ اچھائی، اولیاء کے کرام کی شان میں گستاخیاں کیں۔ سر ولیم مڈر نے یو۔ پی کا گورنر ہونے کے باوجود ”حیات محمد“ لکھ کر ہزار فاشائی کی اور یہی کام انگریزوں نے پہلے تقویۃ الایمان کی اشاعت سے لیا تھا۔ اس طرح علمائے اہلسنت کے فکر و عمل کی قوتیں تین محاذوں پر منقسم ہو گئیں۔ کچھ علما وہابیوں کے رد میں لگ گئے، کچھ پادریوں سے مناظرے کرنے لگے، اور کچھ انگریزوں کے خلاف میدانِ جہاد میں سرگرم عمل تھے، اس طرح انگریزوں اور وہابیوں کو اپنے اپنے میدانوں میں قدر مشترک کے ساتھ بھٹنے پھولنے کا موقع مل گیا مگر یہ دونوں گروہ ہزار جہد و جہد کے بعد بھی مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو سرد نہ کر سکے اور پھر انگریزوں کے خلاف محاذ جنگ میں ہندو قوم بھی شانہ بہ شانہ کھڑی ہو گئی، مسلمانوں کو انگریزوں کے مقابلے میں کامیابی حاصل ہو گئی انگریز ملک چھوڑ کر فرار بھی ہو گئے لیکن انھوں نے افتراق بین المسلمین کی جو حکم ریزی کی تھی وہ برصغیر میں شائع در شاخ پھیلتی رہی اور مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرتی رہی اور آج تک کربہ ہے۔ آغا شورش کا شمیری ان سب سبھی حقائق پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں :-

”انگریز اپنی چال میں کامیاب، باکمالیہ المسلمین (اہلسنت و جماعت) کے لئے اصل مسئلہ اسلام کا دفاع اور سیرۃ النبی ﷺ کی نگہداشت کا ہو گیا۔ ایک دوسرا مسئلہ انگریزوں کے سامنے یہ تھا کہ مسلمانوں کی ملی وحدت پارہ پارہ ہواں کی شکل یہ نکالی کر بعض نئے فرقوں کو جنم دیا، انیس پر دان چڑھایا، ان کا تاجہ ٹاپا لیا۔“ (۵۱)

یہ تھا برصغیر میں افتراق بین المسلمین کا ایک مختصر جائزہ۔ اے کاش امت مسلمہ ان اسباب پر تنبیہ کی سے غور کرتی تو اس دن اتحاد کا پھر وہی عہد زریں پلٹ آتا برصغیر میں جس کا جلوہ ہمارے بزرگوں نے دیکھا تھا۔

﴿ ۴ ﴾

بگڑتے حالات بدلتے چہرے

تحریک جولائی ۱۹۰۲ء

وہابیت کی آمد سے قبل برصغیر کے مسلمان اہلسنت وجماعت تھے یا کچھ اہل تشیع تھے، ہر طرف عقیدہ و فکر کی ہم آہنگی تھی، اتفاق و اتحاد کی خوشبوؤں سے ہر ترن و چن مہلر تھے، غرہ توحید، عشق رسول، محبت اولیاء اور مراسم اہلسنت کی روشنی سے دل بگنی روشن تھے اور ہر گھر آگن میں بھی چراغاں تھا، لیکن یہ اتحاد انگریزوں کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ تھا اس لیے انھوں نے برصغیر میں افتراق بین المسلمین کے لیے اسلحہ دہلوی سے کام لیا، دہلوی صاحب اپنے سید احمد رائے کے زیر سرپرستی خیرہ تحریک وہابیت لائے اور اس کی حمایت و توسیع کے لیے تقویۃ الایمان وغیرہ کتابیں لکھیں اور انگریزوں کے زور و اقتدار کی ہمدردی کچھ اپنے ہم نوا بھی پیدا کر لیے۔ اور پھر مسلمانوں میں اختلاف و انتشار کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔

ابتدائی مراحل میں ہندوستان بھر کے علمائے اہلسنت نے وہابیت کے رد میں کتابیں لکھیں مناظرے کئے۔ مولانا ابوالکلام آزاد کی روایت کے مطابق مولانا منور الدین نے حضرت شاہ اسلمیہؒ سے بھی اس کے عقائد و افکار پر مناظرے کئے اور ان کی کتابوں کا رد لکھا (۱) اور بقول آغا شورش کاشمیری ”مولانا ابوالکلام آزاد کے والد مولانا خیر الدین نے اس زمانے میں وہابیت کے رد میں دس جلدوں پر مشتمل ایک کتاب لکھی لیکن اس کی دو جلدیں ہی چھپیں“ (۲) بلکہ دہلی، رامپور، خیرآباد، لکھنؤ، بدایوں، حیدرآباد، پٹنہ اور آترسرو وغیرہ کے علمائے کبار نے وہابیوں کے رد میں سینکڑوں کتابیں لکھیں اور تقریروں میں اس کی بدعت و فساد کی پروا فاش کیا۔ اس وقت وہابی اپنے کو

وہابی کہتے ہوئے ڈرتے تھے اس وقت وہابی بعضی شیطان متعارف تھا۔ وہابی کو کچھ کر یا تو لوگ بھاگ جاتے تھے یا پھر بروقت اس کو سزا دے دیتے تھے۔ اس لیے وہابیوں کے ایک گروپ نے حقیقت و سنیت کا روپ اختیار کیا یعنی نیا جہاں لائے پرانے دکھاری اور دوسرے طبقے نے اپنے انگریز آقاؤں سے بجائے وہابیت ”اہل حدیث“ کا نام حاصل کیا۔

ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:

”انہوں نے (مولانا خیر الدین) نے وہابیوں کو دو اصولی قسموں میں بانٹ دیا تھا، کہتے تھے، دو فرقے ہیں ایک اسماعیلیہ (غیر مقلد) دوسرا حنفیہ (دو ہندی) وہ کہتے تھے کہ جب اسماعیلیہ غیر مقبول ہو گیا تو وہابیت نے اپنی اشاعت کے لیے راہ ترقیہ اختیار کی اور حنفیت کی آڑ قائم کر کے اپنے دیگر عقائد کی اشاعت کرنے لگے۔“ (۳)

علمائے دیوبند دراصل وہابی تھے اور وہابی ہیں لیکن جب ہر طرف وہابیوں کا بائیکاٹ ہو رہا تھا ان حالات میں وہابیت کا اظہار مناسب نہیں تھا اس لیے انہوں نے اپنے لیے حقیقت و اہلسنت کا ناٹل اختیار کیا اور موقع بہ موقع بڑی چابک دستی اور ترقیہ بازی سے کام لیا۔ دارالعلوم دیوبند کے اجلاس عام کے موقع پر اکابر علماء دیوبند نے مولوی اشرف علی تھانوی کو اس طرح ہدایت فرمائی:

”اپنی جماعت کی مصلحت کے لئے حضور سرور عالم ﷺ کے فضائل بیان کئے جائیں تاکہ اپنے مجمع پر وہابیت کا خیرہ بدودہ اور مومنی بھی اچھا ہے کیونکہ اس وقت مختلف طبقات کے لوگ موجود ہیں“۔ (اشرف ملاحضہ ص ۷۰: ۷۱)

انہیں مجوزے حالات میں دیوبندیوں نے اپنے مذہب کے بانی اول کے

حوالے سے یہاں تک لکھ دیا تھا:

(۳) مدارق علی فتح آبادی، آراؤ کی کتاب ص ۱۷۳

(۱) شورش کاشمیری ”ابوالکلام آزاد و اس کا افکار“ ص ۱۳: مطبوعات چٹان لاہور۔

(۲) شورش کاشمیری ”ابوالکلام آزاد و اس کا افکار“ ص ۱۶: مطبوعات چٹان لاہور۔

”محمد بن عبدالوہاب نجدی چونکہ خیالاتِ ہلالہ اور عقائد کا سر رکھتا تھا، اس لیے اس نے اہلسنت و جماعت کا کلّ و قائل کیا۔ وہ ایک عالم و باطنی خوشخواری و قاسمِ شخص تھا“ (۳)

مولوی اسعد مدنی کے والد مولوی حسین احمد مدنی کے یہ الفاظ وہایت کی گراہی و بددینی کا ججّ ججّ کر اعلان کر رہے ہیں، یہ ان کے چہرے کا دوسرا روپ تھا، لیکن جب انگریزوں کی پشت پناہی سے حالات تنسور گئے اور مسود یوں نے اشاعت و وہایت کے لیے پتھر ڈال کرے دروازے کھول دیئے تو دیوبندیوں نے پھر کدھت بدلی اور پھر تیسرے رنگِ دروہپ میں نظر آئے۔

اساطینِ دیوبند کے عالمِ کبر مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ چشمِ خدمت ہے:

”محمد بن عبدالوہاب کو لوگ دہائی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا تاہم نہ بہبِ ضعیفی رکھتا تھا اور عاملِ ہالہ نہ تھا نہ خدمتِ شریک سے روکتا تھا۔ (۵)

آں جناب اپنے ایک دوسرے نوے میں لکھتے ہیں:

”اس وقت ان اطراف میں دہائی پنج سنت اور چاراد کہتے ہیں۔ (۶)

اشرف السوانح کے مرتب لکھتے ہیں:

کا پتھر کی جانت سجدہ میں مولوی اشرف علی قانوی صاحب نے نیاز لانے والی عورتوں سے کہا: ”بھائی یہاں وہابی رہتے ہیں یہاں نیاز قاتل کے لیے کھمکت لایا کرو“ (اشرف السوانح، ص ۳۵)

اشبابِ اثناب میں حسین احمد مدنی نے محمد بن عبدالوہاب نجدی اور تحریک

وہایت کے خلاف حالات سے متاثر ہو کر جن خیالات کا اظہار کیا تھا ان کا ایک پیروکار حالاتِ بدلتے پر ان سے اجتناب کرتے ہوئے اس طرح رقم طراز ہے:

”اشبابِ اثناب کا اندازِ تحریر واقعی غیر محمود اور لائقِ اجتناب ہے بلکہ ہم وہابیوں کے اور بھی بزرگوں سے کہیں کہیں انفرادہ بشریتِ انسانہ و اعجاز کی ایسی لغزشیں ہوئی ہیں انہیں قابلِ اہتمام کرنا چاہئے۔ (گلجامِ بندہ فروری، ص ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷)

دیکھ رہے ہیں آپ ان زپرستوں کی کرشمہ سازی اور ان اقلیتی بدلتے حالات کے ساتھ کس عیاری سے یہ لوگ اپنے عقائد کو دتوے بدلتے رہتے ہیں لیکن ان کے خود راہبند بزرگوں نے جو شانِ رسول میں گستاخیاں کی ہیں ہزار تقسیم اور تنبیہ کے باوجود ان سے توبہ درجوع اور اجتناب و برأت کی آج تک توفیق نہیں ہوئی۔

ان حالات میں دیوبندیوں نے عربوں سے مدارس و مساجد کے نام پر خوب دولت حاصل کی اور ہندو پاک اور نیپال و بنگلہ دیش میں انہوں نے خوب بلڈنگیں تعمیر کرائیں۔ اور پیش و معشر میں تواناں اودھ کو بھی پیچھے چھوڑ دیا، اور سودی نوازش و خیرات کا یہ سلسلہ ۱۹۹۱ء تک پورے زور و شور سے جاری رہا۔

۱۹۹۱ء میں جب غلجی جنگ ہوئی اور مسود یوں نے امریکی فوجوں کو ان کے تمام تر حرام لوازمات کے ساتھ حجاز مقدس میں بلایا تو یہ صبر میں ایک دیوبندی مولوی نے بھی اس کی حمایت نہیں کی اس کے بعد غیر مقلد وہابیوں نے عربوں کو یہ یاد کرایا کہ دیوبندی تنگ حلال نہیں عربوں کے عربوں روپے وصول کر کے بھی دو وقت ضرورت کام نہ آئے۔ غیر مقلدوں کو اس موقع کی تلاش برسوں سے تھی وہ پہلے ہی یہ چاہتے تھے کہ عربوں کی ساری خیرات ہمیں ملے کیونکہ ہر مغیرہ میں ان کے حقوق وارث ہم ہیں اپنے اس مقصد کے حصول کے لیے انہوں نے متعدد کامیں کیں اور مسود یوں سے شائع کرائیں

(۳) مولوی حسین احمد مدنی، اشبابِ اثناب، ص ۳۰ مطبوعہ دیوبند

(۵) مولوی رشید احمد گنگوہی، فتاویٰ رشیدیہ، ص ۷۹

(۶) مولوی رشید احمد گنگوہی، فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۱۱

”القول البلیغ فی اقتدایٰ یمن جلد ۱ صفحہ ۱۱۱“ میں تبلیغی جماعت کی قمر اوقاتی خامیوں کو طشت از جام کیا اور سعودیہ عربیہ میں تبلیغی جماعت پر پابندی عائد کرادی۔ دیوبندی شیخ الہند کے ترجمہ قرآن اور مولوی مثنیٰ کے تفسیری افادات پر بھی پابندی لگوا دی، انہوں نے ”البدیع بنندیہ تعریفہا، عقائدہا“ نامی کتاب بھی سعودیہ سے شائع کرا دی ہے اس میں (بقول ایک ندوی) علمائے دیوبند کو مشرک، بدعتی اور بدعتیہ ثابت کیا گیا ہے۔ (۷)

اس کتاب سے واقعی علمائے دیوبند کی کسی قدر تصویر سامنے آگئی ہے اس سے دارالعلوم دیوبند میں ایک بار پھر زلزلہ آگیا ہے اور ان کے حالات زیرِ ذکر ہو کر رہ گئے ہیں۔

اب جب سعودیوں نے اپنے ان نئے وفاقہ محک خوردوں کو دھکار دیا اور دارالعلوم دیوبند کے محکم میں گرنے والی پٹرول کی دھار روک دی تو دیوبندی کتب فکر کے اکابر و اصافرنے پھر زبان و قلم کے تیو بدل دیئے اور اس وقت ”کسیائی ملی کھبا نوچے“ کی مثال ان پر پوری طرح صادق آتی ہے اپنے قدیم محسن غیر مقلدین کے حوالے سے ”ترجمان دیوبند“ کے درج ذیل اقتباسات ملاحظہ فرمائیں ”ندیم الواجدی صاحب بڑے خطرناک سے لکھتے ہیں:

”اگر یزیدوں نے اجماع سنت اور عمل باللہ کے نام پر شروع ہونے والی ایک ایسی تحریک کی سرپرستی کی جو دراصل فتنہ میں آؤ اور اندوش کی خواہش رکھتی تھی، اسے کسی ایک امام مجتہد کی فتویٰ پابندیوں میں پکڑا اور بتا گوارا نہیں تھا، پہلے اس تحریک سے دایرہ لوگ مودعین کہلاتے تھے پھر انگریزوں نے اپنی وفاداری کے انعام کے

طور پر انہیں اہل حدیث کے خطاب سے سرفراز کیا اور اب وہ ساری دنیا میں اس خطاب کو بول رہے ہیں پھر ان کے سامنے اس طرح بھرتے ہیں جو سب سے دین پر اگر مدیت کے سچے علماء اور عارف ہیں تو بھی ہیں۔“ (۸)

چند سطر کے بعد لکھتے ہیں:

”غیر مقلدیت جسے وہ لوگ اب سلفیت سے تعبیر کرنے لگے ہیں اس دور کا سب سے بڑا فتنہ ہے، اس فتنے کی سرکوبی کرنا اور انے والی اہل علم کو غیر مقلدیت کے منبر سے علم سے دور رکھنے کی جدوجہد کرنا وقت کا تقاضا ہے، خدا کے فضل سے ہماری جماعتیں وقت کا تقاضا سمجھتی ہیں۔“ (۹)

لیکن مقام انہوں یہ ہے کہ دیوبندی کتب فکر نے وقت کا یہ تقاضا سعودی بڑوڈا رہند ہونے کے بعد کچھ کاش عقیدہ و فکر کی غیرت و محبت کی بنیاد پر اس تقاضے کو سمجھتے تو ایک صدی قبل ہی نہ صرف ان سے متعلقہ کر لیتے بلکہ دیوبندی ہی سے توجہ کر کے اہلسنت و جماعت میں داخل ہو گئے ہوتے اور ان بگڑتے حالات میں اسنے چہرے نہ بدلنے پڑتے مگر یہ حقیقت اب سب پر عیاں ہو گئی ہے رفاقت دینی نہیں تھی رفاقت ذرعی، اور حرم دہوش کی خوگر اور زر پرست جماعتوں کا بھی انجام ہوتا ہے۔

دیوبندی کتب فکر کے مولوی نور الدین نور اللہ عظمیٰ لکھتے ہیں:

”غیر مقلدیت معاصر کا بہت بڑا فتنہ ہے قرآن وحدیث کا نام لے کر اس جماعت نے شریعت اسلام پر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر نقیاد احمد شین پر ابولیا اللہ اور بزرگان دین پر شب خون مارنے کی تک دود میں ناجانی پوری طاقت جھونک دی ہے، عربوں کی دولت ان کو بے تحاشا مل رہی ہے، جس کا یہ تابا نہ فائدہ اٹھا رہے ہیں،

عرب عساکر سے اپنی سادہ فوج میں ان کو دین اسلام اور کتاب و سنت کا خادم کئے ہوئے ہیں اور انھوں نے اپنی دولت ان کے لئے اڑھیل دی ہے۔ انہیں کیا پتہ کہ جن کو تم نے رہنما سمجھا ہے وہ ڈاکو ہیں، وہ دین پر ڈاکو ڈال رہے ہیں، شب خون مار رہے ہیں۔“ (۱۰)

مولوی نور الدین اعظمی کے بقول غیر مقلدیت عصر حاضر کا بہت بڑا فتنہ ہے اور غیر مقلدین ڈاکو ہیں بالکل صحیح ہے۔ ہم بھی آپ کی تائید کرتے ہیں لیکن یہ کچھ بھی نہیں تھا جب تک آپ بھی عربوں کی دولت میں برابر کے شریک تھے بلکہ آپ کے بزرگوں کی نظر میں بھی غیر مقلدین دیندار اور شیعہ سنت تھے۔ اعظمی صاحب نے سعودی و پابندیوں کے تعلق سے بڑا نرم لہجہ اختیار کیا ہے لگتا ہے وہ ابھی کچھ امید ہے جس مگر اعظمی صاحب کے لئے ہمارا مشورہ ہے کہ یہ امید چھوڑ دیجئے حالات اب آپ کے حق میں قطعاً سازگار نہیں ہیں۔

اور یہ کسی دیوبندی فرد کا انفرادی خیال نہیں بلکہ پوری دیوبندی لابی اس وقت اپنے رضائی برادران کے خلاف برسرِ پیکار ہے۔ ۲۴/۳/۲۰۰۲ء کو نئی دہلی میں جمعیتہ علمائے ہند نے ملک گیر تحفظ سنت کا نفرنس بلائی اور اجتماعی طور پر غیر مقلدین کے خلاف تجاویز منظور کیں۔ ذیل میں صدر کا نفرنس مولوی اسعد مدنی کے خطبہ صدارت کے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں چڑھئے اور ابنِ الوقیفی کی داد دیجئے۔

صدر کا نفرنس مولوی اسعد مدنی رقم طراز ہیں:

”مسلمانوں کے عہد زوال میں جب سامراجی سازشوں کے تحت جماعتِ مسلمین میں اختلاف و انتشار پیدا کرنے کی غرض سے مذہبی فرقہ بندیوں کا سلسلہ شروع کیا گیا تو فقہ

(۱۰) نور الدین اعظمی، مقدمہ غیر مقلدین کی ڈاکوئی، مکتبہ اتریا، غازی پور میں: ۱۲

اسلامی وقتہائے اسلام بالخصوص امام ابو حنیفہ اور ان کے تبعین و مقلدین کے خلاف عدم عقیدہ کا فقرہ لے کر ایک سے زائد فرقہ نے سر اٹھایا۔

خود اس فرقہ کے اکابر علما کی تحریروں سے درج ذیل امور ثابت ہوتے ہیں:

☆ یہ ایک نوپید غیر مانوس فرقہ شاذ ہے۔

☆ یہ فرقہ اپنے آپ کو اہل حدیث بتاتا ہے جب کہ تمام مسلمان اسے غیر مقلد وہابی اور لاد مذہب کہتے ہیں۔

☆ یہ فرقہ اپنے ماسی سارے مسلمانوں کو مخالف سنت و شریعت سمجھتا ہے۔

☆ یہ فرقہ اجماعِ سنت کے دعویٰ میں مجبور ہے کیوں کہ سلف و خلف کی بیان کردہ معمول پر حدیث کو بھی ملا جلا رد کرتا ہے۔

☆ آثارِ صحابہ اس فرقہ کے نزدیک قانون کی طاقت سے عاری ہے اور اقوال ہیں۔

☆ یہ فرقہ اجماعی مسائل کی بھی پرداہ نہیں کرتا۔

☆ یہ فرقہ سلف صالحین اور احادیثِ مفردہ و فقیرہ سے ثابت قرآنی تفسیروں کے مقابلہ میں اپنی من مانی تفسیروں کو ترجیح دیتا ہے۔

☆ بس رفع یدین، آئینِ پنجاب و غیرہ مختلف فیہ حدیثوں پر عمل تک اہل حدیث ہے۔ آداب و سنن اور اخلاقی نبوی سے متعلق احادیث سے اسے کوئی سروکار نہیں۔

☆ یہ فرقہ ائمہ مجتہدین اور اولیاء اللہ کی شان میں بے ادبی و گستاخی کرتا ہے۔ (۱۱)

ماضی قریب میں ”ہم“ (لاد یو ہندی) طالبِ انرجن سلقی نامی غیر مقلد نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا سرٹری ترجمہ ابوحسان نامی کسی گنام غیر مقلد نے کیا ہے جو دارالکتب والاند کراچی سے شائع ہوئی ہے۔ یہ عرب مراک بالخصوص سعودی عرب میں بغیر کسی رد و دفع کے فروخت کی جارہی ہے اور ایک کم ہمارے شیعہ تجاویز و فقہ اور سرکاری دفتروں تک

چھپائی گئی ہے۔ اس فقیدانہ کتاب میں دیوبندی کتب گھر کے مرکزی دارالعلوم دیوبند کے بارے میں لکھا گیا ہے، دارالعلوم دیوبند مسند رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کرنے والا ادارہ ہے اور آپ کے طریقہ کو چھینک دینے والا ہے اس کی بنیاد رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی پر رکھی گئی ہے۔

(الدیوبندیہ ص ۹۸)

ہذا دیوبندیوں کے اقوال و اعمال اور واقعات واضح علامت ہیں کہ ان میں شعوری یا غیر شعوری طور پر شرک سرایت کر گیا ہے اور دو مشرکین کہ سے بھی آگے نکل گئے ہیں۔

(الدیوبندیہ ص ۷۲)

ہذا علمائے دیوبند عقیدہ توحید سے بالکل غالی ہیں اور لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ وہ توحید کے علمبردار ہیں۔

☆ حضرت شیخ الہند قدس سرہ پر محرف قرآن، مکرر مرتبہ کا مرکب اور اللہ پر صریح جھوٹ بولنے والے جیسے الزامات چسپاں کئے گئے ہیں۔ (الدیوبندیہ ص ۲۶۶)

☆ حضرت شیخ الاسلام مولانا عدنی نور اللہ مرتقدہ کو "وہلک یا مشرک" (اے مشرک حیرے لیے رہا بدی ہو) سے خطاب کیا گیا ہے۔ پھر آپ کی شان میں ایسی باتیں کہی گئی ہیں جسے قلم لکھنے پر آمادہ نہیں، کتاب تذکرہ کے صفحات ۲۵۳-۱۲۳-۱۷۱-۱۹۰ وغیرہ خود کچھ لکھے (۱۳)

اب ذیل میں مذکور ہوالا "تحفظ سنت" کانفرنس کی چند تجاویز ملاحظہ فرمائیے:

الحدیۃ الاسلامیۃ: یہ مذکورہ کا وسیع اور کشادہ آغوش تعلیم و تربیت جنگ ہو کر ایک خاص کتب گھر کے لیے محدود ہونا چاہا ہے اور جو ادارہ قرآن وحدیث اور دیگر

اسلامی علوم کی تبلیغ و اشاعت اور صحیح علوم کی تعلیم و تہذیب کے لیے قائم کیا گیا تھا آج اسی تعلیمی و دینی ادارہ سے مسلمانوں کو دین اسلام سے خارج کرنے کا کام لیا جا رہا ہے۔

آج اس ادارہ پر ائمہ مجتہدین کی تقلید سے بیزار لوگوں کا تسلط قائم ہو گیا ہے اور یہ منکرین تقلید اس تعلیمی و دینی ادارہ کے ذریعہ مسلمانوں کو اپنے دھم میں اسلام سے خارج

کردینے کا کام لے رہے ہیں۔ چنانچہ ماضی قریب میں الجملۃ الاسلامیۃ کے ایک فاضل شمس الدین بن الاغانی کو "مجموعہ علماء اہلحدیث فی البطلان عقائد القیومیۃ" کے عنوان سے

مرحب کئے جانے والے مقالہ پر (ڈاکٹر یٹ) کی سند تقویض کر کے مسئلہ اصول سے انحراف کیا گیا ہے بلکہ علماء دیوبندی اور دیگر مول کو خود ساختہ عربی جامہ پہنا کر انہیں دیگر

علماء احناف کے برخلاف دہشی، قبوری اور مشرک وغیرہ بتایا گیا ہے۔ بالخصوص ان اکابر علماء کو جن کی علمی و دینی خدمات کے آگے ہر صفر کے مسلمانوں کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں،

نام بنام مبتدع اور دین سے منحرف کیا گیا ہے۔

اور اسی مشرک ساز فرقہ کے علماء آج الجملۃ الاسلامیۃ کے تعلیمی شعبوں پر قابض ہیں اور تنگ نظری اور فکری آوارگی کی بنا پر انفراق بین المسلمین کی سرکمریوں میں

معروف ہیں اور الجملۃ الاسلامیۃ سے ایسے علماء و فضلاء اطراف عالم میں بیسیجے جا رہے ہیں جو اپنے انہیں اساتذہ کے طرز عمل پر پوری دغا میں تفریق بین المسلمین کی حکم ریزی

کرتے ہیں اور فقید و فساد پھیلاتے ہیں۔

اس لیے تحفظ سنت کانفرنس کا یہ ناسمجہ اجلاس حکومت سعودیہ سے مطالبہ کرتا ہے کہ ایسے منصف پسند اور خیر جمعی عناصر اور ان کی ریٹرو وائیوں پر کڑی نظر رکھے اور

اپنے ملک سے ہونے والی ان شرانگیز کاروائیوں سے مسلمانان عالم کو بچائے، نیز اپنی سابقہ نیک نیتوں پر حرف گیری کے مواقع نہ فراہم کرے۔

بدلتے چہرے سے متوسط سلطنت مظلیہ کے بعد سرزمین ہند پر جب سے انگریزوں کا غاصبانہ قبضہ ہوا تو اس سیاسی انقلاب کے جلو میں ذہنی اختصار اور فکری آوارگی نے بھی سراٹھایا اور تقلید ائمہ کے انکار کا نعرہ لگا کر کچھ لوگوں نے مسلمانان ہند کے صدیوں کے متواتر اور متواتر مذہب کو اپنی عقیدہ و تخیف کا ہدف بنایا۔ جب کہ صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین اور سلف صالحین کے دور سے مسلمانوں میں کسی ایسے فرقے کا سراغ نہیں ملتا جو غیر مجتہد ہونے کے ساتھ غیر مقلد بھی ہو بلکہ جماعت مسلمین کا متواتر عمل یہی چلا آ رہا تھا کہ مجتہد کسی اور کی تقلید کے بجائے اپنے اجتہاد کی اتباع و پیروی کرتے اور غیر مجتہدین بغیر کسی تردد کے اصحاب اجتہاد کی تقلید کرتے تھے۔ لیکن لکڑی آوارگی کے شکار مضمی بھر لوگوں نے مسلمانوں میں ایک نئے فرقے کی داغ بیل ڈال دی جس کا پچہ گو یا منصب اجتہاد پر فائز غیر مقلدین پیشوا اور منکرین حدیث اہل قرآن کی طرح نام کے پردے میں حدیث اور صاحب حدیث علیہ السلام کے دینی و شرعی مقام و مرتبہ کا انکار کر دیا۔ اسی طرح غیر مقلدین کے اس فرقے نے اہل حدیث کے دعوے کے پردے میں فقہ اسلامی اور فقہائے اسلام کا سرے سے انکار کر دیا اور بطور خاص ان اعمال کی تردید و اشاعت کی کوشش شروع کر دی جو ائمہ مجتہدین میں مختلف فیہ ہیں یا بالکل متروک ہو چکے ہیں اور خود اجتہادی کے دغم میں ائمہ مجتہدین کے درمیان اجتماعی متفق علیہ مسائل کو تختہ مشق بنایا جس کے نتیجہ میں برصغیر کے مسلمانوں میں صدیوں سے چلا آ رہا مذہبی اتحاد و اتفاق پارہ پارہ ہو گیا۔

اور آج صورت حال یہ ہے کہ اس فرقے کے جارحانہ رویہ سے کتاب اللہ کی تفسیر اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت محفوظ اور نہ ہی صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین کا شریعت سے حاصل شدہ مقام و مرتبہ اس لیے یہ تحفظ مستحکم کانفرنس غیر مقلدین کے اس

جارحانہ رویہ کی مکمل الفاظ میں مذمت کرتی ہے اور ملت اسلامیہ بالخصوص علماء و فضلاء سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اس جارحیت جدیدہ کے اثرات بد سے اپنے آپ کو بچائے رکھیں اور بھولے بھالے مسلمانوں کو بھی ان کی چیر و دیتوں سے محفوظ رکھنے کے لیے کسی بھی امکان کی کوشش سے دریغ نہ کریں اور خدا کی فرمائش "و جادلہم بالنی ہی احسن" کو سامنے رکھتے ہوئے اس فرقے کے بچھائے دام ہم رنگ زمین سے امت کو خبردار کرتے رہیں۔

تحفظ مست کانفرنس کا یہ عظیم الشان اجلاس تمام مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ مؤحدہ مسلمی، اہل حدیث اور دیگر مختلف ناموں سے غیر مقلدین جو مقلدین ائمہ اربعہ خصوصاً امام ابوحنیفہ کے خلاف سخت جارحانہ پروپیگنڈہ کی مہم چلا رہے ہیں اس کچھ کتنا رہیں اور تقلید ائمہ جس پر ہر دور میں ساری امت کا اتباع رہا ہے اور خصوصاً اس دور میں اس کے بغیر اپنے دین کی حفاظت ہی ناممکن ہے اس سلسلے میں غیر مقلدوں کی فریب کاریوں کے کسی طرح متاثر نہ ہوں، ان کے حربوں میں سے ایک حربہ یہ ہے کہ وہ مال خرچ کر کے اور جگہ جگہ مدارس اور تعلیمی ادارے قائم کر کے اپنے شرکی اشاعت میں کوشاں ہیں، اس لیے ہم مسلمانوں کو مکمل احتیاط کرنی چاہئے کہ اپنے لوہاں بچے اور بچوں کو ان کے اداروں میں ہرگز داخل نہ کریں، ورنہ یہ لوگ ان معصوم بچوں کی ذہنی سازی کر کے ہماری فلول کو دین سے برگشتہ کر دیں گے۔ (۱۳)

درج بالا اقتباسات کے مطالعہ سے یہ واضح ہو گیا کہ دیوبندی کتب فکر اس وقت غیر مقلدوں کو انگریزوں کی کاشت اور گمراہ و بددین سمجھ رہا ہے اس حقیقت سے بھی سراسر موافق نہیں کیا جاسکتا کہ یہ تمام احکامات اور فہم و فہم دینی تقاضوں کے پیش نظر (۱۲) روزنامہ سارشرعیہ سہارانی دہلی، ۱۳ مئی ۲۰۰۲ء

نہیں بلکہ زبردستی کے تقاضوں کے پیش نظر ہے ورنہ سنجیدہ طریقہ آج بھی اس کا داعی ہے کہ دونوں کے مابین اختلاف اصولی نہیں بلکہ فروعی ہے۔ جمعیتہ علمائے دیوبند کے ترجمان مولانا عبدالحمید نعمانی کا کہنا ہے کہ ”فریقین کے درمیان مشہور مختلف فیہ مسائل میں اختلافات اصلاً رائج اور موجود ہی کے ہیں“ کچھ دیوبندی علماء غیر مقلدین کے خلاف اس دیوبندی ہم کو قیام دیوبند کے مقصد سے انحراف تصور کر رہے ہیں ان کا یہ اعداد و شمار بھی بلاشبہ جی بر حقیقت ہے کیوں کہ دیوبند کی بنیاد و باہت کی تبلیغ و اشاعت کے لیے ہی رکھی گئی ہے اور دونوں کا پانی انگریز سامراج ہی ہے۔ انکار کی ڈاکٹر محمد، دہلی کے حالیہ شمارے میں علمائے دیوبند کے اس رویہ پر اظہارِ قلم کرتے ہوئے ان کے ایک دکن لکھتے ہیں۔

”شرانجیزی خواہ کسی بھی صفے کی طرف سے ہو اور اس کا نشانہ کوئی بھی بننا ہو، ہمارے لیے فکر مند کی بات یہ ہے کہ اس قسم کے عمل میں ہماری قومیں ضائع ہوتی ہیں اور اس مقبورہ مجبورامت کو اپنے اصل ایکڑ سے پر کام کرنے کا موقع نہیں ملتا اور ہماری توانائی آپس میں الجھ کر رہ جاتی ہے اور ایک ایسے وقت میں جب امت اپنے وجود کی جنگ لڑ رہی ہے خود اپنے ہی مخالف ایک خطرناک مخالف کھول دیا ہے۔ کیا انہیں یہ پتہ نہیں کہ دیوبند کے بانیوں نے ہندو سامراج کے لیے نہیں قائم کیا تھا۔ اہل دیوبند نے اگر اس مقصد سے چنے پھیری ہے تو یہ کیا امت کے لیے بڑا سانحہ ہوگا۔“ (۱۳)

اس تحریر کے پس پردہ قلم کار کے تحریر کی آواز صاف سنائی دے رہی ہے کہ ہمارا دارالعلوم و باہت کے جن طے شدہ خطوط پر کام کرنے کے لیے وجود میں آیا تھا آج علمائے دیوبند صرف حصولِ زور کے لیے ان خطوط کو مل سے اترتے اور ان کی راہ اختیار کر رہے ہیں اور ہمارے انگریز سرپرستوں اور سعودی آقاؤں نے میدانِ عمل میں اترنے سے

قبل دونوں گروپوں کا جو ایکجندہ اسپر دیکھا تھا وہ ابھی تنازع سے اس مقصد سے چٹھہ پھیر رہے ہیں اور یہ تنازع عقیدہ و فکر کے اختلاف کی بنیاد نہیں بلکہ۔

میب کچھ اور ہے تو جس کو خود سمجھتا ہے

اس راز ہائے سرست سے نقاب اٹھتے ہوئے ان کا یک قلم کار اس طرح رقم طراز ہے، پڑھئے اور سوچئے:

”کیا پتا تو نہیں کہ اس اختلاف سے کسی کا محاشی مفاد وابستہ ہو“ اور اس امر مسابہ، دہلی کے عالم مولانا عبداللہ طارق (دیوبندی) اس کا جواب اثبات میں دیتے ہیں۔ مقلد اور غیر مقلد کے مابین نزاعی مسائل فرہادی اصولی نہیں تاہم اس نزاع کا تعلق مسلک سے نہیں بلکہ چندہ اور ذرا اندوڑی کی ہم سے ہے۔ دیوبندی عقائد کا رد کرتے ہیں تو یہ قدر برصغیر میں ہے نہ کہ عالم عرب میں اگر انہیں اس قدر کا مقابلہ کرنا تھا تو وہ یہاں کرتے ضرورت یہاں تھی، عربی لٹریچر لکھنے اور عربوں میں اسے پھیلانے کی کیا ضرورت پیش آئی۔ (۱۵)

ان اعتراضات کی روشنی میں یہ واضح ہو گیا کہ علمائے دیوبند اور غیر مقلدین کے درمیان اختلاف و تنازع کی یہ موجودہ سرگرمیاں اور ایک دوسرے کو گمراہ و بد عقیدہ لکھنے اور کہنے کی یہ ساری جفاکشائیاں عقیدہ و فکر کے بنیادی اور اصولی اختلافات کے پیش نظر نہیں بلکہ اس کی بنیاد فیصل سعودی خدشات ہے دونوں کی نظرس سعودی تجویروں پر مرکوز ہیں، علمائے دیوبند کو جب تک برابر حصہ نہ رہا اپنے آپ کو وہاں کہاں نہ امتیاز سمجھتے رہے اور ”اتوخیہ“ اور ”تقویۃ الایمان“ وغیرہ شخصیت سوز اور اسلام دشمن کتابوں کی تبلیغ و اشاعت کرتے رہے بلکہ ان کتابوں کو اپنے مآدس میں پڑھاتے رہے اور تن من سے غیر مقلدین کو بوڑے بھائیوں کی طرح گلے سے لگاتے رہے ورنہ کیا وجہ ہے کہ آج تک

غیر مقلدین اساتذہ ان کے مدارس میں تدریس و تربیت کی خدمات انجام دیتے رہے اور غیر مقلدین طلبہ بڑے طمّراق سے ان کی درسگاہوں میں پڑھتے رہے ان کی گمراہی و بددینی اور انگریز نوآزمی ان کے افسانہ مذہب کا کوئی نیا کردار تو ہے نہیں وہ اپنے ہیوم پیداؤں سے ہی اپنے تمام ترقیہ و عمل میں محمد بن عبدالوہاب نجدی، داعیہ تہجد اور سبیل دہلوی کے مقلد ہیں۔ سودی غیرات کے بندہ ہوتے ہی ان کے دین و عمل کی گمراہیاں نظر آنے لگیں اور ان کے کفر اور ان کی بددینی کے فتوے صادر ہونے لگے جبکہ دوسری جانب یہ بھی اعتراف ہے کہ ہمارا اختلاف اصولی نہیں فردی ہے اور درج اور مرجوح تک محیط ہے۔ آج تک جب ان کی انگریز نوآزمی اور بددینی کا اظہار علمائے اہلسنت کرتے تھے تو ان کی حمایت میں سید سپردی بندی نظر آتے تھے اور غیر مقلدین سے زیادہ اساطین و دیوبند کے کیچے پھٹے لگتے تھے۔ آج دہلی و دیوبندی غیر مقلدین کے لیے لکھ رہے ہیں اور یہی حال غیر مقلدین کا بھی ہے علمائے اہلسنت کے انکشافات غیر مقلدین ہتھیار کے طور پر دیوبندیوں کے خلاف استعمال کر رہے ہیں۔ دونوں گروپوں کے الزامات ایک دوسرے کے حق میں بالکل حق ہیں اور بجائے خود دونوں ہی گمراہ اور بددین ہیں دونوں کا سرچشمہ وہابیت ہے۔ تاریخی حقائق کی روشنی میں اب یہ حقیقت کسی اہل دانش پر حق نہیں کہ برصغیر میں وہابیت کی تین بڑی شاخیں معرض وجود میں آئیں: ۱۔ قادانیہ ۲۔ غیر مقلدیت ۳۔ دیوبندیہ۔ اور ان تینوں کے عقیدہ و فکر کی ہم آہنگی کی سرزمین سے اگلے والے نتائج بھی یکساں ہیں، یعنی۔

نام ہی کا فرق ہے کام ہیں تینوں کے ایک

موجودہ حالات سے اندازہ ہوتا ہے کہ سودی ریال کے حصول و تقسیم میں اس وقت باہم خوب جوتوں میں دال بٹ رہی ہے اور نفسانی اختلافات اس حد تک بڑھ چکے

ہیں کہ اب دونوں کے متحد ہونے کے امکان نظر نہیں آتے تاؤنٹیکہ سودی ریال علمائے دیوبند کو پھرنے لگیں لیکن اب غیر مقلدین سودی شیوخ کے دل و دماغ پر اس طرح قابض ہو چکے ہیں کہ ان مقامات تک علمائے دیوبند کا پہنچنا بڑا مشکل ہے۔ اس کی بس ایک ہی صورت ہے کہ علمائے دیوبند اپنی نام نہاد حلیت سے رجوع کر کے غیر مقلدیت کو اختیار کر لیں اور یہ ان بگڑتے حالات میں ان سے بعید بھی نہیں اس کی ایک تازہ مثال وحید الدین خاں کی ہے جو اپنی پیداؤں سے آج تک حنفی اور مقلد ہونے کے داعی تھے لیکن ایک ماہ قتل انھوں نے اپنی تقلید حلیت کا قلاوہ اتار پیچھا ہے اور جون ۲۰۰۱ء کا پورا ”الرسالہ“ تقلید کے شرعی اور روایتی مفہوم کے خلاف لکھا ہے۔ اس شمارے کو ”وحید الدین خاں کی غیر مقلدیت کا آغاز نمبر“ ہی کہنا درست ہوگا اب ہم اتنا کہہ کر بات ختم کریں گے۔

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا

آگے آگے دیکھتے ہوتا ہے کیا

﴿۵﴾

وحید الدین خاں سے دو باتیں

تحریر جون ۱۹۲۰ء

مولانا خواجہ حسن نظامی دہلوی ہندوستانی مسلمانوں میں بڑھتی ہوئی گمراہی اور
بے دینی بنام ”دہابیت“ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

”نجوی دہابیوں اور ہندوستانی دہابیوں میں ایک فرق ہے۔ نجوی دہابی اپنے
آپ کو حضرت امام احمد بن حنبل کا مقلد کہتے ہیں مگر ہندوستانی دہابی کسی امام کو نہیں
مانتے اور پوری غیر مقلدی کا دعویٰ کرتے ہیں اور اپنے آپ کو اہل حدیث کے نام
سے پیش کرتے ہیں۔ ہندوستان کے اہل حدیث تو دہابیت کے کونے پر چڑھے
ہوئے ہیں مگر دہابی ایسے بھی ہیں جو انہی دہابیت کے زینے تک پہنچے ہیں اور تقلید
کے قائل ہیں اور ان میں سے بعض پیشتر خاندان میں بھری میری بھی کرتے ہیں۔
ان کو عرف عام میں دہی بندی کہا جاتا ہے۔ ایک قسم دہابیوں کی نئی نمودار ہوئی ہے ان کو
نجوی دہابی کہنا چاہئے ان کے بانی مولانا شبلی تھے (یعنی دہابی ص: ۵۰) ملہو محبوب
(دہلوی)

خواجہ حسن نظامی دہلوی نے گمراہ و بددین دہابیت کے جو مدارج خلالت اپنے
دور میں پر قلم کئے تھے اس طویل عرصہ میں دہابیت کی ان تینوں شاخوں نے اپنی گمراہ
گمراہی کے غلطو پر حیرت انگیز تر قیاس کی ہیں۔ دہی بندی گروپ کے مولوی بشیر احمد فقیر
والی مسلح بھاول نگر ہندوستانی دہابیوں کی ولادت اور ان کی گمراہیت کی جانب پیش قدمی
کے سر بسرے راز کا انکشاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”غیر مقلدین (دہابی) انگریز کی عطا کردہ آزادی نے اہل مذہب کے نتیجے میں پیدا
ہوئے اور انگریز کے اغراض و مقاصد اور خواہشات کی تکمیل کے لیے آگے بڑھے اور
باطل کے مختلف محاذوں سے مجرماں پر پشت پاری اور تھک اسلام پر گولہ باری کے
لیے انہوں نے ہمدردی و محبت اپنی ضد غایت پیش کیں۔ اور انگریز کے حضور حاضر ہو کر کہا
ہم قادیان میں آنجناب کے اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لیے اپنی جان کی بازی

لگانے سے بھی روکی نہ کریں صرف جناب کے اشارہ کا رد کی ضرورت ہے۔

(اہل حدیث اور انگریز ص: ۹)

قتلہ دہابیت کے رکن رکن اس دہی بندی کلب گھر کے مولوی کے انکشاف
سے یہ حقیقت بھی طشت از باہم ہو گئی کہ ہندوستان میں دہابیت کا اصل بانی اور سرپرست
انگریز سامراج تھا نیز یہ بھی واضح ہو گیا کہ دہابیت کی مذکورہ بالا شاخوں کی طرح
قادیانیت بھی دہابیت کی ایک ترقی یافتہ قسم اور غیر مقلدیت کی رضاعی بہن ہے۔ لیکن یہ
سب اس دور کی باتیں ہیں جب دہابیت اپنے انگریز آقاؤں کے سہارے خاک ہند میں
بھٹکنے چھولنے کے لیے ہاتھ پیر مار رہی تھی اب یہ ہندو اور اسلام دشمن تحریکوں کی بھی آگ
کا رہن بھلی ہے۔ اور ان کے نام نہاد سیاسی علما اور دانشوروں ہندو پریشد، بکر جگ دل اور
آر ایس ایس جیسی ہندو کٹر چھٹی جماعتوں کی حمایت اور ترجمانی میں بھی اپنے فکر و قلم کی
کھل توانائی صرف کر رہے ہیں۔ ان ملت فروشوں کی طویل فہرست میں مولوی
وحید الدین خاں مدیر ”الرسالہ“ و سرپرست ”اسلامی مرکز دہلی“ کا نام سر فہرست ہے۔
اب ان کا نہ اسرار وجود اور ان کی طمّاسی تحریروں کا بنیادی نقطہ نظر بھی بڑی تیزی سے
بے نقاب ہو رہا ہے۔

اس حقیقت سے خاک ہند کا کون مسلمان اپنے خبر ہو گا کہ سر اقتدار ہندو قومیں
اسلامیان ہند کی تہذیب و ثقافت اور ان کے اسلامی نظریات و آثار پر جس بے دردی
سے تیش زنی کر رہی ہیں اس کی مثال کسی جمہوری ملک میں دھوونڈنے سے بھی نہیں ملے
گی۔ یہ سٹرکوں کی ہر ظالمانہ دروش اور ہر گھری شب خون کے حملوں کی حمایت میں ان سے
بھی دو چار قدم آگے نظر آتے ہیں اور مسلمانوں کی مظلومانہ آہ و فغان اور خاموش احتجاجی
اقدام پر پھر سے ہٹانے کے لیے ہر وقت تازہ دم اور مستعد نظر آتے ہیں۔ اور اسنے

مذہب جدا یہ بیان میں ہے بنیاد قلعہ قیر کرتے ہیں کہ بھولے بھالے سادہ لوح قاری متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ ایسا لگتا ہے کہ مسلم دشمن عناصر نے ان کے زبان و قلم ہی کا نہیں، فکر و خیال کا بھی سودا کر لیا ہے۔ جھگڑا جھنڈے کے زیر سایہ پروان چڑھنے والے نام نہاد "اسلامی مرکز" کے سرپرست کو انہی کی ادائیگی کے لیے جو عملی اور فکری نقشہ بہرہ دیا گیا ہے اس میں مسلم قوم کے دل سے ایمانی حیات، تعظیم رسول اور جذبہ جہاد کو کھرچ کھرچ کر نکالنا اولین فریضہ منضمی ہے۔ ہندوستانی مسلمانوں کے تعلق سے ان کی کوئی بھی تحریر یا خاکہ نہ دیکھ لیجئے "صلح حدیبیہ" کا نام لے لے کر بے موقع اور بلا ضرورت ممبر و قتل کے درس سے خالی نہیں ہوتی اور اسی کے عین اسطور مسلک جہود کے عقائد و معجولات پر عکسبامی کرتے ہوئے مسلمانوں کے جمہوری نقطہ نظر اور اقدام و عمل کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان کی تحریر و تقریر کی یہ مہلک فکر مسلم قوم کے جیالوں کی دینی انگلیوں اور مردانہ خرمی کو لولہ انگیزہ پیش قدمیوں کے لیے زہر قاتل اور انتہائی ہلاکت خیز ہے۔

ثبت اور تعمیری فکر اور مبرور قتل کا مظاہرہ بلاشبہ اسلام کا داعیہ ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ٹکا ہوں کے سامنے مسجدیں سہارا ہوتی ہیں، مسلم پرسل لاگو کیاں سول کوڈ میں تبدیلی کرنے کی سازشیں سرانجامی ہیں، دہشت گرد حکومت ہند کی ناک کے پیچھے قرآن عظیم نذر آتش کرتے رہیں، اہل قلم تہذیب و تاریخ کو بدلتے رہیں، نصاب تعلیم میں مسلم عہد حکومت کا چہرہ مسخ کیا جاتا رہے، منظم سازشوں کے تحت فسادات کے ذریعہ مسلمانوں کے جان و مال اور عزت و آبرو سے کھلواڑ ہوتا رہے، خواتین اسلام کی عصمتیں لٹی رہیں اور ملت کے نوجوان خاموش قمرائش بنے بیچ کے داناؤں پر "العصر" "العصر" کا درود کرتے رہیں، اگر اسلام کا تقاضا ہے مبرکیں تو

بزدلی، بے حسی اور ایمانی بے غیرتی کس چیز کا نام ہے۔ جناب! موقع شکای اور تذہر سے کام لے کر کوئی خاموشی اور معصومت الگ چیز ہے۔ جو قوم قبی پسپائی کے ساتھ دلوں سے غیرت ایمانی اور احساس زبانی بھی نکال دیتی ہے وہ غیر شعوری طور پر مصفرہ سستی سے مٹ جاتی ہے۔

وحید الدین خاں اس وقت فکر و قلم کی پوری توانائی صرف کرتے ہوئے قوم کو ذلت و رسوائی کے اسی گڑھے کی چاب و تھیلہ رکھ رہے ہیں۔ وہ سب کچھ وہی کر رہے ہیں جو اسلام دشمن عناصر ان سے کرنا چاہتے ہیں ان کا اکثر وقت ہندو سمجھاؤں میں سادھو ستون کے ساتھ گزرتا ہے۔ اسل سترج بھی انہوں نے بی۔ جے۔ پی کی عطا کردہ خیرات سے کیا ہے لیکن اس کی کوئی خبر "المرسالہ" میں نہیں آتی، یوں بھی وہی۔ جے۔ پی اور آرائیس ایس کی فواہشات کا ذکر ہی کہاں کرتے ہیں تذکرہ تو وہ اپنے آقاؤں کے اشاروں پر انجام پانے والے کارناموں کا کرتے ہیں۔

اس گفتگو کے بعد اب مجھے یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ خواجہ حسن نظامی اپنے عہد میں جس گروپ کو دہلیت کے زینے پر دیکھ رہے تھے وہ اب آرائیس ایس کے ترشول پر براجمان ہے۔ اسی طرح دینی عقائد و نظریات کی گمراہی اور گمراہی میں بھی بے حیائی اور جرات میں جو اضافہ ہوا ہے اس مختصر تحریر میں اس کی تفصیل کی گنجائش نہیں۔ سروسٹ آپ اتنا جان لیجئے کہ اسلامی لبادے میں تو تین رسول ﷺ کا نام "دہلیت" ہے۔ اس روشنی میں وحید الدین خاں سے ایک سوال کیا گیا ہے، جس کی عبارت من و عن حسب ذیل ہے۔

"بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ آپ منور اکرم ﷺ کو اغفل انہی نہیں حلیم کرتے اس کی کیا حقیقت ہے براے کرم واضح فرمائیں۔" (از سید احسن الدین

حیدر آباد (ارسالہ نمبر ۲۰۰ ص ۳۶)

اس سوال سے قبل وحید الدین خاں اپنی تحریر و تقریر میں حضرت سید المرسلین امام الانبیاء کے افضل انبیاء ہونے کا انکار کر چکے ہیں۔ جس کا انکار مسائل نے اپنے سوال میں کیا ہے، لیکن سوال کا تیسرا دیکھ کر بڑے شاعرانہ انداز میں بیان میں جواب دیا ہے۔ اس کے باوجود جواب کے عین السطور سے عناد رسول کا رستا ہوا اوصاف نظر آرہا ہے۔ دل و دماغ کی مکمل یکسوئی کے ساتھ اب آج جناب کا جواب پڑھے۔

”غیر اسلام ﷺ کا افضل ہونا بجائے خود مسلم واقعہ ہے۔ یہاں اصل سوال خود اس واقعہ کا نہیں بلکہ اس کی تعبیر کا ہے یعنی اس حقیقت کی منصوص تعبیر کیا ہے اور اس کے نگاہ کار منصوص طریقہ کیا ہے۔ مثال کے طور پر یہ ایک جمہور شدہ واقعہ ہے کہ ہر مومن کو رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے انتہائی گہرا قلبی تعلق ہونا چاہئے مگر میرا کہ معظم ہے اس قلبی کیفیت کی منصوص تحریر ”محبت رسول“ ہے عشق رسول اس کی منصوص تعبیر نہیں۔

تعبیر کا بھی فرق مذکور مسئلہ میں ہی پایا جاتا ہے قرآن وحدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ”افضل الانبیاء“ کی تعبیر قرآن یا حدیث میں اختیار نہیں کی گئی، مثلاً قرآن میں کہیں بھی ”محمد افضل الانبیاء“ کہیں کوئی آیت نہیں ای طرح حدیث میں ”انا المانی“ تو ہے مگر حدیث میں کہیں بھی ”انا افضل الانبیاء“ ”میرا کوئی نہیں۔“

(ارسالہ نمبر ۲۰۰ ص ۶-۱۳۵)

دیکھ رہے ہیں آپ فکری آوارگی کا قصہ ابلیس، بلکہ ہے وحید الدین خاں کے نوک قلم پر شیطان بیٹھ گیا ہے اور اسی کے اشارہ پر قلم حرکت کر رہا ہے۔ سرور انبیاء و فکر کون و مکان بغیر اہل، امام اہل، خاتم النبیین محمد عربی ﷺ کے ”افضل الانبیاء“ ہونے پر اسے شواہد ہیں کہ ہزاروں صفحات روشن کیے جاسکتے ہیں مگر آج جناب کو دھوڑنے پر بھی قرآن وحدیث میں کوئی کلمہ نظر نہیں آیا اگر کوئی رہبری اسی کا نام ہے تو مذہبی رہبری کی

علامات کیا ہوں گی۔ جناب ”یہاں اصل سوال خود اس واقعہ کا نہیں بلکہ اس کی تعبیر کا ہے“ یعنی افضل الانبیاء کہنا اور نگاہ دار اصل وہابیت کی منصوص تعبیر نہیں۔ سنئے وہابیت کی منصوص تعبیر کیا ہے۔ امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی کی تعبیرات ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ ہر مخلوق بڑا یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چھارے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان ص: ۱۰۱)

۲۔ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا غبار نہیں۔ (ایضاً ص: ۲۹)

۳۔ انبیاء اولیاء امام زادے، پیغمبر، شہید جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی، مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔ (ایضاً ص: ۶۸)

۴۔ انبیاء اولیاء امام زادے، پیغمبر، شہید جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی، مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔ (ایضاً ص: ۶۸)

۵۔ (رسول اللہ ﷺ) جو شریعتی تعریف ہو وہی کرواس میں بھی اختصار کرد (ایضاً ص: ۷۳)

رسول اعظم ﷺ کے حوالے سے وہابیت کی منصوص تعبیرات پڑھ کر اب آپ اس نتیجے پر پہنچ چکے ہوں گے کہ وحید الدین خاں کے سامنے سوال قرآن وحدیث کی منصوص تعبیر کا نہیں بلکہ اپنے اصل پیشوا کی پیروی کا ہے جن کی کتاب ”تقویۃ الایمان“ کا پڑھنا اور گھر میں رکھنا ان کے مذہب میں عین ایمان ہے۔ اب ذرا عشق و ایمان کی آنکھیں کھولے اور تقاریر و تقاریر قرآن وحدیث کے ان شواہد کا مطالعہ کیجئے جن کی عبارتیں صحیح صحیح کر رسول اللہ کے ”افضل الانبیاء“، ”امام الانبیاء“، ”خاتم الانبیاء“، ”سید الانبیاء“، ”مختار الرسل“ اور ”مولائے کل“ ہونے کا اعلان کر رہی ہیں۔ ارشاد الہی ہے:

يُنَالِكُ الرُّسُلُ فَضْلَنَا بَعْضُهُمْ عَلَى
بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ خَلَّمَ اللَّهُ وَ رَفَعَ
بَعْضُهُمْ ذُرِّيَّتَهُ۔

(سورہ بقرہ آیت ۲۵۳)

اس بحث کے دوران یہ نکتہ ہمیشہ پیش نظر رہے کہ فضل الانبیاء کے مقابلے میں کسی نبی و رسول کی تحقیر کا شائبہ بھی دل میں پیدا نہ ہو کیونکہ اصل نبوت و رسالت میں تمام انبیاء و رسل برابر ہیں یہاں گفتگو اس سے اٹھ کر خصائص و فضائل میں ہے جیسا کہ تمام مومنین و ایمان میں مساوی ہیں لیکن اطاعت الہی، عشق رسول اور تقویٰ شعاری میں یا ہم متفاوت اور ایک دوسرے پر فضیلت و فوقیت رکھتے ہیں۔ اس کی روشنی میں اب مذکورہ آیت کی تفسیر و توضیح ملاحظہ فرمائیے۔

آیت کے آخری جزد ”رفع بعضہم درجت“ کی تفسیر میں حضرت شیخ عبد اللہ بن احمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ومنہم من رفعہ علی سائر
الانبیاء فكان بعد تفاوتہم فی
الفضل افضل منہم بدرجات
کثیرۃ۔ و هو محمد ﷺ لانه
هو المفضل علیہم ہارسالہ الی
الکافۃ و بانہ لوتی ما لم یوتہ احد
من الایات المستکثرۃ المرتقیۃ الی
الغلب او اکثر۔ و اکبر ہا القرآن لانه

المعجزۃ البقیۃ علی وجہ
الدھر۔ وفی هذا الایہام تفصیح و
بیان انہ العلم الذی لا یشتبہ علی
احد و المتمیز الذی لا ینسب۔

(تفسیر نسفی ج ۱ ص ۱۲۷)

اس تفسیر کی روشنی میں ہمارا دعا روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ آیت کریمہ میں لفظ ”بعض“ سے مراد ذات سرور کائنات ہے اور رہا یہ شبہ کہ اس مقام پر لفظ بعض کے بجائے اسم پاک مصطفیٰ کیوں نہیں تو؟ سبب یہی دغلاظہ اور بے بنیاد ہے کیوں کہ مفسرین کے ارشادات کی روشنی میں یہ ایہام بھی آپ کی عظمت و فضیلت پر دال ہے کیوں کہ یہ مقام آپ کی ذات کے لیے بالکل متعین بلکہ علم کے درجے میں ہے کہ سنیے اور پڑھتے ہی دل و دماغ امام الانبیاء کے عطر پیڑ تصور کی خوشبوؤں سے مہک اٹھتے ہیں۔ اور ایسا بھی نہیں کہ یہ آج کے دور کی کوئی نو پید تفسیر و توضیح ہو بلکہ اس پر اکابر اسلام اور مفسرین عظام کا اجماع ہے اور عہد رسالت سے آج تک سبکی اہل حق کا مسلک رہا ہے۔ اب ذرا اپنے ضمیر کو آواز دیجئے کیا یہ آیت کریمہ نبی آخر الزماں ﷺ کے ”افضل الانبیاء“ ہونے کی ناقص گشت اور روشنی دیکھ نہیں؟

گم نہ بند ہرز خیرہ چشم چشم آفتاب را چہ ممان
عاشق رسول علامہ صاحب بن محمد قسطلانی اس آیت کے تحت رقم طراز ہیں:

قوله تعالیٰ ”ورفع بعضہم“ ترجمہ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ان میں بعض کو درجت“ یعنی محمد صلی اللہ
تعالیٰ علیہ و سلم رفعہ اللہ تعالیٰ

من ثلاثة اوجه (۱) بالذات . معراج ذات مصطفیٰ کو (۲) تمام انسانوں کا فی المعراج (۳) وبالسيادة على سردار بنا کر (۳) اور ان حجرات کے ذریعہ جو جميع البشر (۳) و بالمعجزات آپ سے لوگوں کی نئی نئی عطا کیے۔
مالم يوتہ نبي قبله (المواهب اللدنية بالمنح المحمدية

(ج: ۳، ص: ۱۴۱)

اب اس آیت کے حوالے سے مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کا ایمان افروز نقطہ نظر ملاحظہ فرمائیے۔ امام احمد رضا بڑے اختصار اور جامعیت کے ساتھ رقم طراز ہیں:

"اگر فرماتے ہیں یہاں اس بعض سے حضور سید المرسلین ﷺ مراد ہیں کہ انہیں سب انبیاء پر وقعت و عظمت بخشی کما نص علیہ الہیوی و الہیضای والنسفی والسیوطی والقسطلانی و طرز قانی والشمسی والحبشی وغیرہم - و اختصار الجلالین دلیل اتہ اصبح الاقوال لا التزام ذلک فی الجلالین۔ اور یوں یہم ذکر فرماتے ہیں حضور کے ظہور انبیاء و شہرت سیادت کی طرف اشارہ تادم ہے۔ یعنی یہ وہ ہیں کہ تمام اولیاء اور انہیں کی طرف ذہن جانے کا اہل محبت جانتے ہیں کہ اس امام نام میں کیا علف و مزہ ہے۔"

اسے کل جو ترجمہ کہہ کر بولنے کے داری

مژدہ اے دل کہ سیکھ لے لی آید کہ از انفس خوش بولے کے کی آید

(مجلۃ المبین بان سید المرسلین ص: ۱۵)

مفسرین عظام اور اکابر اسلام کی تشریحات سے یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ آیت کریمہ "ورفع بعضہم درجۃ" میں آقا سے کائنات کا افضل الانبیاء ہونا چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن و منور ہے۔ اہل حق میں سے کسی نے آج تک اس پر نگہ

نہیں کی لیکن وہایت و دیوبندیت تو نام ہی تھقیق رسول کا ہے ان کا کام ہی انبیاء اور اولیاء کی عقلتوں کا چمپاٹا اور توہین رسول کے لیے نہت عی راہیں نکالنا ہے وہ افضل الانبیاء کی تعریف بھی عام بشر کی ہی کرتے ہیں بلکہ اس میں بھی بھل سے کام لیتے ہیں اگر یہی مطلوب الہی ہوتا تو قرآن عظیم کی آیاتوں میں رسول اللہ کی عظمت و فضیلت کی کھکشاں کیوں جا کر رہی ہوتی۔ اب اس پس منظر میں آیت مذکورہ کے تحت وحید الدین خاں کی مگر وہ کن تفسیر کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیے:

"ہر متبصر مختلف حالات میں آتا ہے اور اپنے مشن کی تکمیل کے لیے ایک ایک چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے اس اعتبار سے کسی کو ایک فضیلت دی جاتی ہے اور کسی کو دوسری، بعد کے دور میں متبصر کی فضیلت اس کے ہستیوں کے لیے قدر میں جاتی ہے۔ وہ اپنے نئی کوئی جانے والی فضیلت کو تائیدی فضیلت کے بجائے مطلق فضیلت کے معنی میں لیتے ہیں وہ جیسے کہ ہم سب سے افضل خلیفہ کو مان رہے ہیں اس لیے اب ہمیں کسی اور کو ماننے کی ضرورت نہیں۔"

اسی طرح اللہ کے وہ بندے جو امت محمدی کی اصلاح و تہذیب کے لیے اٹھے ان کا بھی لوگوں نے انکار کر دیا کیوں کہ ان کے مخالفین کی نفیات یہ تھی کہ ہم بزرگوں کے وارث ہیں، ہم کا کاروبار کیا تھا ہے ہوں پھر ہم کو کسی اور کی کیا ضرورت؟

(تذکرۃ اقرآن جلد اول ص: ۱۰۸)

"ورفع بعضہم درجۃ" سے متعلق اس غیر متواتر اور اختراعی تفسیر کا تجزیہ کریں تو درج ذیل حقائق سامنے آئیں گے۔

۱۔ قرآن کے لفظ "بعض" سے کون مراد ہے ترجمہ و تفسیر میں کہیں ذکر نہیں کیا ہے بغیر اسلام کی عظمت و فضیلت بلکہ ان کی ذات مقدسہ سے تقبی حناد و تعصب ظاہر نہیں کر رہا ہے۔

۲۔ اس میں انبیاء کے کام بشمول آخر الانبیاء کے لیے چاروٹا چار تائیدی فضیلت کو تسلیم کرتے

ہوئے بڑی دیدہ و گیر سے مطلق فضیلت کا انکار کیا ہے یہ نبی کریم ﷺ کے فضل و کمال سے انکار کا ایک چہرہ رست ہے جبکہ حق بھی ہے کہ افضل الانبیاء ﷺ کو فضیلت مطلقہ سے سرفراز کیا گیا ہے۔ علمائے اسلام نے بڑی شرح و بسط کے ساتھ اس نتیجہ فکر کو اٹھایا ہے اور اس کے اثبات پر قطار و قطار دلائل قائم فرمائے ہیں۔ ذیل میں علامہ سعد الدین گنگوڑائی کا استدلال ملاحظہ فرمائیے۔

واسئل الشیخ سعد الدین ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ارشاد "تم بھترین امت ہو التفاضلانی لمطلق الفضلیۃ ﷺ" اس میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں" سے حضرت بقولہ تعالیٰ "کنتم خیر امۃ" شیخ سعد الدین گنگوڑائی نے نبی کریم ﷺ کی اخراجت للناس "قال لانه لاشک مطلق الفضلیۃ پر استدلال فرمایا۔ کیونکہ ظاہر ان خیرۃ الامۃ بحسب کمالہم ہے امت کی بہتری دین میں کمال کے ساتھ سے فی الدین، و ذلک تابع لکمال ہے اور یہ موقوف ہے ان کے نبی کے فضل و کمال نبیہم الذی یتبعونہ۔ (المواہب اللدنیۃ جلد ۳ ص: ۱۲۲)

۳۔ خاں صاحب نے انبیاء کے کام کے فضائل و کمالات کو دے لفظوں میں امتوں کے لیے فتنوں کا باعث قرار دیا ہے، لیکن انہوں نے امتوں کو مورد اہتمام ٹھہرایا ہے جبکہ یہ لازم حق سبحانہ تعالیٰ پر عائد ہوتا ہے کیونکہ اسی نے اپنے محبوب انبیاء و رسل کو فضائل و کمالات اور آیات و معجزات سے نوازا اور آسمانی کتابوں میں بار بار ان کا ذکر فرمایا اور حق تعالیٰ نعمت کے طور پر ان کا خوب خوب چرچا کرنے کا حکم دیا، لیکن خاں صاحب کو اس کی کیا پروا وہ ان کے دین و مذہب کی بنیاد ہی تو ہیں خدا و رسول پر قائم ہے جب ان کے مذہب میں خدا تعالیٰ کا جھوٹ ہونا ممکن ہے تو فضائل انبیاء کے ذریعہ امتوں کو فتنوں میں مبتلا کرنا کیوں ممکن نہیں ہوگا۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اصحاب معجزات و کمالات انبیاء کی بعثت کا مقصد قوموں کو ہدایت دینا نہیں بلکہ انہیں فتنوں میں ڈالنا تھا۔ الامان والنفیض

۳۔ خاں صاحب نے اس آیت کی تفسیر بلکہ اپنی پوری "تذکیر القرآن" میں نہ تو قرآن و حدیث سے استشہاد کیا اور نہ اقوال اکثر اور ارشادات مفسرین سے یکجا کیا لگتا ہے کہ ان کی سرکاروں نے انہیں اولیاء انبیاء تو ہیں اور تفریق بین المسلمین کی جو سرداری سوچنی ہے اس کی ادا کتنی کے لیے انہوں نے قرآن کے وہاں کو سب سے مناسب محل اور موثر ذریعہ سمجھا کہ مسلمان قرآن کی تفسیر کا نام نہ کرے بڑھے گا اور اس راستے سے دیا جانے والا "سلو پاترن" بخوبی اس کے طلق تک پہنچ جائے گا جو نیچے تر کر آسانی اس کا کام تمام کر دے گا۔

ان حقائق کی روشنی میں ہمارے قارئین اب اس نتیجے تک پہنچ چکے ہوں گے کہ "تذکیر القرآن" تفسیر قرآن کے بجائے قادیانیت کی پشت پناہی اور وہابیت و یونہدیت کی تبلیغ کے لیے لکھی گئی ہے۔

اب ذیل میں آپ کے افضل الانبیاء ہونے پر قرآن عظیم سے ایک اور شہادت ملاحظہ فرمائیے۔ قرآن عظیم میں ہے "وَلَقَدْ فَضَّلْنَا نَعُصَ الْيَتِیْمِیْنَ عَلٰی نَفْسِیْ"۔ (سورہ اسرا آیت نمبر ۵۵)

اس آیت کے تحت حضرت عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں:

فیہ اشارۃ الی تفضیل رسول ترجمہ: اس میں رسول اللہ ﷺ کی فضیلت کی جاب اشارہ ہے اور ارشاد باری "ہم نے داؤد کو ذوالفیل علی وجہ تفضلیہ وانہ خاتم الانبیاء وان امۃ خیر الامم" خیر الامم ہے اس لیے کہ حضرت داؤد علیہ السلام لائن ذلک مکتوب فی زبور داؤد قال اللہ تعالیٰ "وَلَقَدْ كُتِبْنَا فِی زبور میں لکھا ہوا ہے۔ باری تعالیٰ کا الزبور مِنْ نَعِیْ الذِّکْرِ اَنْ الْاَرْضَ زبور میں لکھا کہ اس زمین کے وارث یہ سے

نَبِيُّهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ“ وہم محمد و امتہ۔
اور ان کی امت۔

(تفسیر النبی الجزء الثانی ص: ۱۱۷)

اس تفسیر کی تائید حدیث رسول اللہ ﷺ سے بھی ہوتی ہے، امام متقی دہب بن منہج سے روایت فرماتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ان الله تعالى الوحي في الزبور ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے زبور مقدس میں وحی بھیجی،
باداؤذ انه مياني بعدك من اسمه اے داؤد! اعتریب تیرے بعد وہ سچائی آئے گا
احمد و محمد صادقاً نبيا لا جس کا نام احمد و محمد ہے میں بھی اس سے فارض۔
اغضب عليه ابدًا لا يعصيني ابدًا ہوں گا نہ وہ کسی میری نافرمانی کرے گا اس کی
(الہی قولہ) امتہ امة مرحومة امت مرحومہ ہے میں نے انہیں وہ فوائد
اعطيتهم من التوافل مثل ما عطا کے جو تیروں کو دیئے اور ان پر وہ احکام
اعطيت الانبياء واغضبت عليهم فرض پھرائے جو ان پر اسل فرض تھے، یہاں
الفرافض التي اغضبت على النبىء والمسلمين حتى ياتوني تک کہ وہ لوگ میرے پاس روز قیامت اس حال
اليوم القيامة و نورهم مثل نور میں حاضر ہوں گے کہ ان کا نور مثل نور انبیاء
الانبياء التي ان قال بادلاؤذ انی اے داؤد! میں نے تم کو سب سے افضل کیا اور اس
فضلت محمدًا و امتہ على الامم کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت بخشی۔
كلهم الى آخره۔ (ابن ہشام شریف)

اب ان شواہد کی روشنی میں جناب وحید الدین خاں کے اس دعوے کو ایک بار پھر دہرا لیجئے: ”کہ قرآن میں کہیں بھی محمد افضل الانبیاء جیسی کوئی آیت نہیں۔“
وحید الدین خاں نے حدیث رسول کے تعلق سے بھی یہ گمراہ کن دعوئی بڑی ڈھٹائی کے ساتھ کیا ہے۔ ”کہ حدیث میں کہیں بھی انا افضل الانبیاء جیسا کوئی کلمہ نہیں۔“ اس دعوے کے بعد آجناب نے بطور استہزاء تفسیر ابن کثیر (۱/ ۳۰۳) کے حوالے سے یہ حدیث

بھی نقل کی ہے۔ ”لا تفضلونی علی الانبیاء“ یعنی مجھ کو دوسروں پر فضیلت نہ دو اور اسی مفہوم کی ایک دوسری حدیث بھی اسی حوالے سے نقل کی ہے ”لا تفضلوا بین الانبیاء“ (ابن کثیر ۳۰۰ ص: ۳۵)

مفسرین و محدثین اور سیرت نگاران معظّمے صدیوں سے ان احادیث سے متعلق اعتراضات کے جوابات لکھتے چلے آ رہے ہیں مگر انفس خاں صاحب نے اپنے بے بنیاد دعا کے ثبوت میں پھر اسی شہادہ راوی کا حیرت و انفس تو یہ ہے کہ انہیں شہادہ نظر آیا لیکن اسی مقام پر اکابر اسلام اور شارحین حدیث کے جوابات نظر نہیں آئے اس میں منظر میں ذرا آپ اسی اپنے لیے پتھر رکھ کر جو سچ کہ یہ اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف منظم سازش ہے کہ نہیں اگر امت مسلمہ کی رہبری اسی کا نام ہے تو لغت سے رہبرنی کا مفہوم ہی خارج کرنا پڑے گا۔

المواهب اللدنیہ بالمنح المحمّدیہ جلد سوم میں ”مناقشة القائلین بعدم التفضیل“ کے زیر عنوان ان احادیث کے حوالے سے بڑی تفصیلی گفتگو کی ہے، اور علمائے اسلام اور شارحین احادیث کے اقوال سے تعارض کی دیواریں منہدم کرتے ہوئے رسول اللہ کے افضل الانبیاء ہونے کو چودھویں کے چاند کی طرح روشن اور بے داغ کر دیا ہے لیکن خاں صاحب کچھ بھی نہیں سمجھ سکے دراصل فہم حدیث کے لیے عناد رسول نہیں عشق رسول درکار ہے جبکہ خاں صاحب کا دل عناد رسول سے لبریز ہے۔ انہیں تو وہ روایتیں درکار ہوتی ہیں جن سے ان کے دل کی تسکین اور ان کے نو پیروں و مذہب کی تبلیغ ہو یعنی ”جو بشر کی ہی تعریف ہو وہی کرواں میں بھی اختصار کرو“ انہیں اس سے کوئی غرض نہیں کہ خدا اور رسول کے ارشادات کی حقیقی کراہید ہے اور عہد رسالت سے آج تک جمہور علماء اسلام کی تشریحات و ترجیحات کیا ہیں؟

اگر ایسا نہ ہوتا تو دہائیت اور اس کی شاخوں کا ظہور ہی کیوں ہوتا اور اس سے تفریق و انتشار کے یہ ہولناک مناظر کیوں سامنے آتے۔ اب ہم تفصیل میں نہ جا کر خاں صاحب کی نقل کردہ دونوں حدیثوں کے تعلق سے حضرت ماطلی قاری کی شرح شفا سے ایک اقتباس نقل کرتے ہیں۔ اگر دل میں ایمانی زندگی کی کچھ بھی رقی باقی رہ گئی ہوگی تو ہدایت اور قبول حق کے امکانات ہیں اور اگر غفلت و گمراہی کی مہر لگ چکی ہے تو کم از کم ہم قریضہ منجی سے ضرور سبکدوش ہو جائیں گے۔

حضرت ماطلی قاری رقم طراز ہیں:

وقد اجاب العلماء عن هذا ترجمہ: علمائے کرام نے اس حدیث کے مختلف الاحادیث باجوبہ منھا انه قال تادباً الحديث بأجوبة منها انه قال تادباً و نواضعاً۔ ومنھا انه قال قبل ان يعلم انه افضلهم فلما علم قال انا سيد ولد آدم بل وفي البخاری انا سيد الاولين و الآخرين ولاختر۔ ومنھا انه نهى عن تفضيل يودى الى الخصومة كما ثبت سببه في الصحيح بورود "لا تفضلوني على" موسى كما سيجي۔ ومنھا انه نهى عن تفضيل يودى الى نقص بعضهم لاعتن كل تفضيل لثبوتہ

فی الجملة كما قال تعالى "فلک الرسل فضلنا بعضهم على بعض منهم من کلم الله و رفع بعضهم درجات و آتینا عیسیٰ ابن مریم البينات، و منها انه نهى عن التفضيل فی نفس النبوة لافى ذوات الانبياء و عموم رسالتهم و زیادة خصائصهم و مزیه حالاتهم و هذا بمعنى قوله صلى الله تعالى عليه وسلم على مارواه الشیخان "ولا تفضلوا بین الانبياء" واما قوله عليه الصلوة والسلام "ولانخبرونی علی موسى" فسیبه مارواه الشیخان وابوداؤد و النسائی من انه استنب مسلم و یهودی قال و الذی اصطفیٰ موسیٰ علی العالمین فلطم المسلم وجهه و ذکر ذالک للنبی ﷺ فسأل المسلم عنه فاخبره فقال لاتخبرونی علی موسى ای تخیر

سے روکا ہے جس میں کسی دوسرے نبی کی تفضیل کا پہلو ٹکے نہ کرے چھپر فیل سے روکا، اس لیے کہ وہ تو فی الجملہ ثابت ہے جس کا ثبوت اس ارشاد الہی سے ظاہر ہے "یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں درجہ و آتینا عیسیٰ ابن مریم کے لیے اعلیٰ کیا، ان میں کسی سے اللہ نے کام نہ فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا اور ہم نے مریم کے لیے عیسیٰ کو مکمل نشانیاں دیں۔" (۵) رسول اللہ نے نفس نبوت میں و فضیلت کی نفی فرمائی ہے انبیا کرام کی ذوات مقدسہ، ان کی رسالت کی ہمہ گیری، ان کے خصائص کی کثرت اور ان کی احوال کے امتیازات میں بیان فضیلت کے نفی نہیں فرمایا۔ شیخین سے مروی اس حدیث رسول "انبیا کے درمیان تفضیل نہ کرو" کا بھی مفہوم ہے۔ اور شیخین، ابوداؤد اور ترمذی سے جو یہ ارشاد رسول مروی ہے کہ فرمایا "مجھے موسیٰ علیہ السلام سے بہتر نہ کرو" اس ارشاد کے کسی منکر کی تفصیل اس طرح ہے کہ ایک مسلمان اور یہودی کے درمیان اس مسئلہ کو کرنا اختلاف ہو گیا یہودی نے کہا اس کی قسم جس نے موسیٰ کو تمام جہانوں میں ختیب کیا تو مسلمان نے اس کے چہرے پر چھپر مارا، اس نے بارگاہ رسول میں اس کا ذکر کیا آپ نے مسلمان سے پوچھا تو اس نے اس کی تفصیل بتائی اس پر رسول اللہ نے ارشاد فرمایا "مجھے موسیٰ پر فیت نہ دو"

مفاضلة بودی الی مخاصمة۔
یعنی مقابلہ والی نوعیت جس کا نتیجہ منکر الہائی ہو۔
(الجزء الاول من شرح الشفاء للفاضل
علی القاری ص: ۹۲-۹۱)

علمائے اسلام کے جوابات اور محدثین کی توضیحات سے واضح ہو گیا کہ جن احادیث میں سر دو کوئین علیہ السلام نے اپنے افضل ہونے کے ذکر سے روکا ہے اس کے کچھ خاص دواقی ہیں اور ان احادیث کا خاص پس منظر بھی اس کی یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مذکورہ صورتیں نہ ہوتے ہوئے بھی امام الانبیاء کے افضل الانبیاء ہونے کا ذکر نہ کیا جائے۔ جیسا کہ وحید الدین خاں نے ”افضل الانبیاء“ کے ذکر پر بیک قلم پہرہ بٹھا دیا ہے۔ خاں صاحب نے یہودی و مسلمان کے درمیان تنازع والی حدیث نقل کرنے کے بعد جو نتیجہ پر قلم کیا ہے اس پر سر بیٹ لینے کو بھی چاہتا ہے۔ آنجناب لکھتے ہیں:

”مذکورہ روایت بتاتی ہے کہ افضل الانبیاء کی تعبیر شریعت میں کیوں اختیار نہیں کی گئی۔“ (ازار مسی ۲۰۰ ص: ۳۵)

یعنی ایک مخصوص پس منظر میں وارد حدیث کی بنیاد پر اپنے باطل مذہب کی عمارت کھڑی کر لی اور شارحین حدیث کی توضیحات اور علمائے اسلام کے جوابات کو شیر مار کی طرح ہضم کر گئے۔ اور دور درجوں حدیثیں بھی نظر نہ آئیں جن کی واضح اور غیر مبہم عبارتیں اذعان و یقین کی بلند چوٹیوں سے سر دو کوئین علیہ السلام کے افضل الانبیاء ہونے کا اعلان کر رہی ہیں۔

اب ذیل میں احادیث کے وہ خصوص ملاحظہ فرمائیے جن میں تمام رسولوں پر ہمارے نبی کی افضلیت شمس در کف حقیقت کی طرح روشن و مند ہے۔

ترمذی شریف میں ہے:

عن ابی امامۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہیں کہ سرکار نے ارشاد فرمایا ویک اللہ
قَالَ ابْنُ اللَّهِ فَضْلُنِي عَلَى الْأَنْبِيَاءِ۔
(ترمذی جلد اول ص: ۱۸۵)

مقدمہ داری میں ہے:

ابن اللہ فضل محمداً علی
الانبیاء (دہرمی مقدمہ ۸)

ترمذی شریف میں ہے:

عن ابی هريرة رضى الله
تعالى عنه ان النبي صلى الله تعالى
عليه وسلم قال فضلت على
الانبياء بسب اعطيت جوامع
الكلم ونصرت بالرعب واحلت
لى الغنائم وجعلت لى الارض
مسجداً وطهوراً وارسلت الى
الخلق كافة و ختم بى النبىون۔
هذا حديث حسن صحيح۔ (ترمذی
جلد اول ص: ۱۸۸)

شرح شفا میں ہے۔ سید عالم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

الحمد لله الذى فضلى على
جميع النبىين حتى فى اسمى و

ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء سے افضل کیا۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سر دو کوئین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا مجھے دیگر انبیاء و رسل پر چھ چیزوں کے ذریعہ

افضلیت و برتری دی گئی، پہلی چیز تو یہ ہے کہ مجھے کلمات جامع کی مفت دی گئی، دوسری چیز یہ کہ رب دوہ پر کے ذریعہ میری نصرت کی گئی، چوتھی چیز یہ کہ زمین میرے لیے مسجد اور عاہد و طہر بنائی گئی، پانچویں چیز یہ کہ مجھے تمام جہاں کے لیے رسول بنایا گیا اور چھٹی چیز یہ کہ میری ذات پر نبیوں کی آمد کا سلسلہ ختم کیا گیا۔

ترجمہ: تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے مجھے تمام انبیاء پر افضلیت دی، یہاں تک کہ

صفحتی (ذکرہ الغاری فی شرح الشفا میرے نام و حققت میں۔

فقال قد روی .. عن ابن عباس)

(بحوالہ جزاء اللہ عدوہ بپاکہ عثم

النبوہ ص: ۲۷)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انا قائد المرسلین و لآخر ترجمہ: میں رسولوں کا پیشوا ہوں اور پیہات ازراہ

وانا خاتم النبیین و لآخر وانا اول ترجمہ: میں انبیاء کا خاتم ہوں اور پیہات ازراہ

شافع و مشفع و لآخر۔ ترجمہ: میں پہلے میں شفاعت کروں گا

اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے

(مشکوٰۃ کتاب الفتن ص: ۵۱۸) کی اور یہ بات ازراہ فرمیں ہے۔

ترمذی شریف میں ہے:

عن ابی سعید الخداری قال ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ مروی، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "میں

علیہ وسلم، "انا سید ولد آدم یوم قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں اور یہ

القیامۃ و لآخر، ویدی لواء بات میں آخر کے طور پر نہیں کہتا، اور میرے ہاتھ

الحمد ولا فخر، وامن نبی آدم میں لواء الحمد ہوگا اور یہ آخر کے طور پر نہیں کہتا نبی

فمن سواہ الا تحت لوائی۔ آدم اور ان کے تمام مخلوق میرے پرچم سے

(صحوفہ مولعب اللدنیہ جلد ۳ ص: ۱۲۳) ہوں۔

اس حدیث کی مزید روایات اور سند کے تعلق سے المواہب اللدنیہ کے محقق و

محقق صالح احمد شامی رقم گرازا ہیں:

و کذا رواہ احمد و ابن ماجہ ترجمہ: اسی طرح حدیث کو احمد اور ابن ماجہ نے

و صححہ الحاکم، قال الترمذی، روایت کیا، تاکہ اسے اس کی تصحیح کی اور امام ترمذی

حسن صحیح۔ (مواہب جلد ۳ نے اسے حسن صحیح کہا۔

ص: ۱۲۳)

امام بخاری نے مرفوعاً روایت کیا۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی

عن ابی ہریرۃ "انا سید الناس ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا، "میں قیامت

یوم القیامۃ" کے روز تمام انسانوں کا سردار ہوں گا۔"

اس روایت کے ذیل میں علامہ احمد بن محمد قسطلانی فرماتے ہیں:

هذا يدل علی انه افضل من ترجمہ: اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم

آدم علیہ السلام و من کل اولادہ ﷺ حضرت آدم اور ان کی تمام اولاد سے

بل افضل من الانبیاء، بل افضل افضل ہیں بلکہ انبیاء کے تمام سے بھی بلکہ تمام مخلوق

المخلوق کلہم" (مواہب اللدنیہ جلد ۳ سے بھی۔

ص: ۱۲۳)

حضرت ابو نعیم عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرماتے ہیں کہ نبی

کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ورسلت الی الجن والناس ترجمہ: میں جن و انس اور شیطان و شیاطین کی طرف بھیجا

والی کل احمر واسود، واحلت و علیا، اور سب انبیاء سے الگ میرے ہی لیے

لی الغنائم دون الانبیاء، وجعلت فیہم علیا کی جہنم اور میرے لیے ساری

لی الارض کلہا مظهرآ، ومسجدآ، زمین پاک کرنے والی اور مسجد خہری، اور میرے

ونصرت بالرعب امامی شہرآ، آگے ایک میز روئے تک رعب سے میری مدد کی

واعطیت خواتیم سورة مکی، اور مجھے سورۃ بقرہ کی پہلی آیتیں کہ خزانہ

البقرۃ و کانت م: کوز العرش، ہائے عرش سے جس عطا ہوئی، یہ خاص میرا حصہ

قاسب سے جدا اور مجھے توفیق کے بدلے

وخصصت بها دون الانبياء قرآن کی وہ سورحیں ہیں جن میں سو سے کم آیتیں
واعطيت المثاني مكان الثوراء ہیں، اور انجیل کی جگہ سو سو آیت والیاں اور زبور
المقتنين مكان الانجيل کے عرضِ حق کی سورتیں، اور مجھے منفصل سے تفصیل
والحواميم مكان الزبور، وفضلت بالنفس، وانا سید ولد آدم فی
الدنيا والاخرة، وانا اول من تنشق الارض عني وعن امتي
ولاخبر، وبدي لواء الحمد يوم القيامة وجميع الانبياء تحته
ولاخبر والي مفاتيح الجنة يوم القيامة ولاخبر، وبني تفتح الشفاعة
ولاخبر وانا سابق الخلق الي الجنة ولاخبر، وانا امامهم وامني بالآخر،
(بحوالہ تلمیذ البیہقی بان نبینا سید

المسلمین مع ترجمہ از امام احمد رضا

بریلوی۔ ص: ۳۶-۳۵)

ان چند احادیث نبویہ کے ذکر کے بعد اب ہم قلم روکتے ہیں ورنہ سرکارِ اقدس
کے فضائل و کمالات کا نورانی لعلِ عرشِ علی سے بلند اور شرق و غرب سے وسیع تر ہے کہ کسی
مجال جو ان کے فضائل و کمالات کی درشتانِ کھشاکش فوکِ قلم سے سینہ قرآنِ پر اُتار
سکے، اور بابِ قلم کھینچ لکھتے لکھتے تھک گئے تو یہ کہہ کر خاموش ہو گئے۔

لا یکن لواء کا کان حق بعد از خدا بزرگ توئی حقہ مختصر

اب ہم اس بحث کو مزید مبرہن و مستحکم کرنے کے لیے امام احمد رضا قدس سرہ کا

ایک فیصلہ کن اقتباس نقل کرتے ہیں:

”حضور پور سید عالم ﷺ کا افضل المرسلین و سید الاولین و الآخرین ہونا قطعی
ایمانی یقینی دعویٰ اعلیٰ اجماعی اجماعی مسئلہ ہے۔ جس میں خلاف نہ کرے گا مگر گمراہ بددین
بدنہو شیاطین و العزیز باللہ رب العالمین نکلے پڑے کہ اس میں شک عجیب ہے۔ آج نہ
کھلا تو کل قریب ہے، جس دن تمام مخلوق کو جمع فرمائے گا، سارے مجمع کا دلہا حضور کو
بنائے گا، انبیاء و ائمہ کیلئے حضرت افضل سب حضور کی نیاز مند ہوں گے عواقب و مخالف
کی حاجتوں کے اچھ انہیں کی جانب بند ہوں گے۔ انہیں کا کھ پڑا جاتا ہوگا۔ جو
آج بیان کئے ہیں ممکن ہے۔ (گلزارِ اہلبیت بان نبینا سید المرسلین ص: ۳)

مذکورہ بالا بحث کا حاصل اب آدابِ نصف النہار کی طرح روشن ہو گیا کہ سرور
کونین ﷺ کا افضل الانبیاء و اجماعی و یقینی ہے اور اس سے انکار سخت گمراہی اور
بددینی ہے اور اس منفرد اور امتیازی وصف و کمال کے اعتبار سے خاموشی نری جہالت و
نادانی ہے۔ لیکن خاں صاحب کو ضد ہے کہ رسول اللہ کو افضل الانبیاء نہ کہا جائے اس سے
لوگوں میں نفسیات کا چنہ پرا بھرتا ہے۔ اب ہم اپنی بحث کو ختم کرتے ہوئے اس سلسلہ
میں ان کے عیاں قلم کا ایک اور اقتباس نقل کرتے ہیں خاں صاحب لکھتے ہیں:

”افضل الانبیاء و اجماعی کی تعبیر لوگوں کے اندر غرور و نازی نفسیات پیدا کرتی ہے، ہر ایک
اپنے حق کو ثابت کرنا چاہتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ غیر سرورِ حق کے نزاعات
اُبھرتے ہیں۔

اس معاملہ میں قرآن و حدیث سے جو مخصوص تعبیرِ حق ہے اس کا فائدہ یہی ہے
مثلاً قرآن میں جثیرا نظام ﷺ کو خاتم النبیین (الاحزاب ص: ۳۰) کہا گیا ہے یہ
تعبیر اہل ایمان کے اندر مذہاری کا چنہ پرا بھارتی ہے۔ اس سے یہ احساس پیدا ہوتا
ہے کہ جثیر کے بعد اب جثیر کے سامنے والوں کو یہ کام کرنا ہے۔

یہ تعبیر بتاتی ہے کہ ختمِ نبوت کے بعد آپ کی امت مسئلہ کے اعتبار سے

مقام نبوت پر ہے کہ نبی (فصل الانبیاء) اگر فخر کا احساس پیدا کرتی ہے تو دوسری تعبیر و مدعا کا احساس ابھارتی ہے۔ (الرسالہ ص ۲۰۰ ص ۶۰-۳۵)

اس پر عرض ہے کہ قرآن میں خاص امت کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے "کلمتم خیرا" تم سب سے بہتر امت ہو، اگر اپنے نبی کو افضل الانبیاء کہنے سے فخر کا احساس ہو سکتا ہے تو خود اپنے بہتر اور افضل ہونے کے ذکر سے تو اور زیادہ فخر کا احساس پیدا ہوگا۔ اگر آپ کی بات صحیح مان لی جائے تو حیرت ہے کہ جو کہ بالواسطہ فخر کا احساس بعید پیدا کر سکتا تھا اسے تو قرآن نے چھاپا لیکن جو کہ براہ راست اور فوری طور پر فخر کا احساس پیدا کرنے والا ہے اسے سامنے رکھ دیا، فی الخلق!

بلاشبہ خاتم النبیین ہونا منصوص تعبیر ہے لیکن یہ تعبیر بھی تو منسبین اور علماء کے نزدیک افضل الانبیاء ہونے پر ایک روشن اور ناقابل شکست دلیل ہے۔ اس بحث سے صرف نظر کرتے ہوئے ہم خال صاحب سے عرض کریں گے خاتم النبیین بمعنی آخری نبی ہے یعنی ارشاد رسول "لا نبی بعدی" کی توضیح کے مطابق اس کا صاف سقراطہ مطاب یہ ہے نبی آخر الزماں کے بعد اب کوئی اور نبی بھی ذمیت کا نبی قیامت تک مبعوث نہیں ہوگا یہ نص قطعی سے ثابت ہے اس لیے اس کا منکر کا فر ہے شفا شریف اور اعلام بقواعط الاسلام میں ہے "یکفر ایضاً من کذب بشیء مما صرح فی القرآن من حکم او خبر" یعنی اس کی بھی تکفیر کی جائے گی جس نے قرآن عظیم کے کسی صریح حکم یا خبر کو جھٹلایا لیکن خال صاحب آپ کو اپنے گھر کی بھی کچھ خبر ہے آپ کے دین و مذہب میں عقیدہ نبوت بھی اپنے حقیقی معنی میں کہاں محفوظ ہے آپ کے بزرگوں نے تو اس کا بھی انکار کیا ہے یا تو اپنے مذہب سے آپ ارتداد کی راہ اختیار کر رہے ہیں یا ان طور کو لکھتے وقت اپنے مذہب کے ایک بنیادی عقیدہ سے مصلحت کے پیش نظر قوم کا ذہن ایک دوسری

جانب پھیرنا چاہتے ہیں تاکہ اس نکتہ فخر نبوت بھی اپنا مسروٹی عقیدہ لوگوں کے حلقے سے نیچے اتارنے کے لیے راہ ہموار ہو سکے۔ ہم ہر وقت اس آگاہی کہیں گے۔

آپ کے مقتدرہ شاہد مولوی محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں:

"عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا ایسی معنی ہے کہ آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر ایسی فہم پر روش ہوگا کہ تقدیم یا تاخر مانی میں بالذات کچھ نفیلت نہیں، مگر مقام مدح میں "لکن رسول اللہ خاتم النبیین" فرمانا کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے۔ چند صفحات کے بعد:

بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہوا تو بھی خاتمت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چنانچہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا اسی زمین میں کوئی اور نبی مجبور کیا جائے (تخدیہ انکشاف ص ۱۲)

اور آپ کے مذکور بالا اقتباس کی روشنی میں دوسری بات یہ ہے کہ جب رسول اللہ کے لیے امت مسلمہ "افضل الانبیاء" جیسی تعبیرات استعمال کرتی ہے تو آپ کا کبجو پہنچے لگتا ہے اور بقول آپ کے امت میں فخر و تاذ کی نفیلت ابھرتی ہے۔ لیکن آپ ہی لکھتے ہیں کہ "فخر نبوت کے بعد آپ کی امت مسنویت کے اعتبار سے مقام نبوت پر ہے" کیا اعتبار کی قید لگا کر امت کو نبوت کے مقام پر بٹھانے سے فخر کا احساس نہ پیدا ہوگا؟ غلط ہے کہ اس سے تو صرف مسنویت کا احساس ابھرے گا اور نبی کو "افضل الانبیاء" کہنے سے فخر اور صرف فخر کا احساس پیدا ہوگا۔ مزید عرض ہے کہ جب آپ اپنے علماء اور بزرگوں کو منصب خدائی پر بٹھاتے ہیں اور نبی سے برتر لکھتے ہیں تو آپ کے دل میں فخر و تاذ کی نفیلت کیوں نہیں ابھرتی؟ سنئے آپ کے ایک برادر بزرگ مولانا سعید احمد پٹنوی ریاست دارالعلوم دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کے حلقے سے بڑے فخر و تاذ سے لکھتے ہیں:

”بھینچن میں آپ نے غراب دیکھا آپ کا اللہ مرثانی کی گود میں بیٹھے ہیں آپ کے دادا صاحب نے تعبیر دی کہ افادہ پاک آپ کو علم عطا فرمائے گا۔“ (کیا منتہی پر فائز وہاں ہے، افادات مولوی قاسم نانوتوی، مطبوعہ مکتبہ مجاز دہلی، بندہ: ۱۰)

کیا یہ منصب خدائی کی جانب مشرکانہ پیش رفت نہیں ہے اس سے آپ کے دل میں فخر و ناز کی نفسیات نہیں ابھری۔

مولوی محمود حسن دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی کی شان میں اپنے تعصیدہ میں لکھتے ہیں:

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحا کو دیکھیں ذری اہلن مریم
(مرثیہ مولوی رشید احمد ص: ۳۳ مطبوعہ دہلی)

مردوں کو زندہ کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ممتاز وصف و مجربہ قاضی کن آپ کے عظیم پیشوا رشید احمد گنگوہی مردوں کو تو زندہ کرتے ہی تھے زندوں کو بھی مرنے نہیں دیتے تھے ظاہر ہے وصف مسیحا میں وہ ایک نبی سے بڑھے ہوئے تھے ”اس مسیحا کو دیکھیں ذری اہلن مریم“ کا تیسرا اور تقابل جیج پنج کر اس عقیدہ ایمان کا اعلان کر رہا ہے۔ یہ اردو کا ایک محاورہ ہے کہ کسی کی تعریف کے موقع پر کسی سے تقابل کرتے ہوئے جب بولا جاتا ہے ”ذرا اس کو دیکھیں“ اور اس کو دیکھیں تو تقابل علی دجا الفوقیت ہی مراد ہوتا ہے جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت کے تعلق سے کسی شاعر نے کہا ہے۔

ہو کے پیاسے نے ہزاروں کو کھج کھج کیا
اس شجاعت کو ذرا دیکھو تو رحم آکر
اس شعر میں شاعر نے وصف شجاعت میں رستم پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت و برتری ظاہر کی ہے۔ اسی طرح مذکورہ بالا شعر میں وصف مسیحیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر رشید احمد گنگوہی کی برتری اور فضیلت ظاہر کی ہے۔

اس میں سطر میں ہم خاں صاحب سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس مقام پر آپ کے فکر و قلم کی توانائی کیوں مردہ ہو گئی جس قلم سے آپ افضل الرسل کے قعر پر شکوہ میں شکاف ڈالنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں کبھی اس کا رخ آپ نے صنم خانہ دیوبند کے خود تراشیدہ بزرگوں کی جانب بھی کیا ہے۔ ہمیں یقین ہے آپ ہرگز نہیں کریں گے۔ افضل الانبیاء کی تعبیر تو غیر منصوص نظر آتی ہے اور فخر و ناز کی نفسیات ابھرتی ہے لیکن جب یہ اپنے مولویوں کو خدائے پاک بزرگی کو میں، بھائی ہیں اور بلند عظمت میں ہی فوقیت و فضیلت دیتے ہیں تو کون سا نص پیش نظر ہوتا ہے اور فخر و ناز کی نفسیات کیوں نہیں ابھرتی اور عمل کا جذبہ سر دیوں نہیں پڑتا؟

بریں عقل و دانش بیا یاد گریست

﴿۶﴾

نظریاتی اختلافات

سے قتل و غارت گری تک

میلاد النبی ﷺ کے پس منظر میں

تحریر ستمبر ۱۹۹۷ء اضافہ اکتوبر ۲۰۰۰ء

اس وقت دیوبندیت اور غیر مقلدیت نے اپنے نجدی اور سامراجی آقاؤں کی شہ پر پورے ملک کے مسلمانوں میں امن و اتحاد کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیا ہے، برصغیر میں ایک دور وہ تھا کہ ہر طرف شل محبت اور ہمدردی و غم گساری کی چاندنی بکھری ہوئی تھی، کسی ایک غیر مسلم کا ناپ چھینا تھا اور پورا محلہ اس کی کمک محسوس کرتا تھا۔ گاؤں کے کلیاروں سے لے کر شہر کی شاہراہوں تک کیساں جذبہ رب و روایات کی سحرانی تھی، ہر آبادی میں انھیں عقائد و معمولات کی بہاریں تھیں جو عہد رسالت سے متواتر اور متواتر بعد ادب و احترام میں چلی آ رہی تھیں، میلاد شریف پر ہنرے والی ٹولیوں کا مشکل جی سے کوئی دن خالی رہتا تھا، بچے پیدا ہوتے میلاد، یا مکان تعمیر ہوتے میلاد، کسی کا انتقال ہو تو میلاد، چہلم ہوتے میلاد، گیارہویں شریف، بارہویں شریف اور بزرگروں کے اعراس مسلمانوں کی دینی اور ثقافتی روایات کے عناصر تھے، یہ شانیاں عہدوں سے روشن تھیں اور قلوب محبت الہی اور مشق رسول سے معمور تھے، اور یہی امت مسلمہ کی وہ قوت تھی جس سے بڑی بڑی طاقتیں لرزتی تھیں۔ مسلمانوں کا یہی عشق و اتحاد انگریز سامراج کی آنکھ کا کاٹنا تھا، اس نے دولت و اقتدار کا لالچ دے کر اسی قوم سے کچھ ایسے گندے عناصر کو ڈھونڈ نکالا اور ان کو ذمہ داری یہ سونپی گئی کہ مسلمانوں کی مقدس روایات اور عقائد و معمولات کے خلاف دینی و لہجہ میں کچھ ایسا لٹریچر تیار کیا جائے جس سے مسلمانوں کے متواتر اور متواتر عقائد و معمولات کی شرعی حیثیت میں شکوک و شبہات پیدا ہو جائیں، ان تمام امور میں انہیں اور اولیاء کی عقلوں کو خاص طور پر نشانہ بنایا گیا کیونکہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ عشق رسول اور تعظیم اولیاء ہی اس قوم کی سب سے بڑی طاقت ہے جو اس قوم کو ہر موڑ اور ہر محاذ پر پرشکوہ، پر عزم، پر ہمت، متحد اور فلک بیا بنائے رکھتی

ہے۔ عرب میں یہ خدمت امن سکود اور محمد بن عبدالوہاب نجدی نے انجام دی اور ہندوستان میں غلام احمد قادیانی، عبداللہ چکڑا لوی، ہاشمیل دہلوی، سید احمد رائے بریلوی، ڈپٹی نذیر احمد دہلوی، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی اشرف علی تھانوی، خلیل احمد اٹکھوی، رشید احمد گنگوہی اور حسین احمد مدنی وغیرہ نے انجام دی۔ ان تقدس مآب نما رہنروں نے مختلف تحریکوں اور تنظیموں کے ذریعہ اپنی زبان و قلم کا بھرپور استعمال کیا، تو جن رسول سے تحفیر اولیاء تک مستند عقائد کے چہرے مسخ کرنے سے لے کر مقدس معمولات کی جگہ تک ہر وہ کام کر دکھایا جو امت مسلمہ کے امن و اتحاد کا شیرازہ بکھیرنے کے لئے ضروری تھا اور بد قسمتی سے یہ سازش آج تک جاری ہے مگر انہوں ہماری قوم کے سادہ لوح مسلمانوں کو اس کا ہوش ہے اور نہ علم۔

اس وقت عالم یہ ہے کہ نجدی اور سامراجی ایجنٹ اپنے اسلام دشمن آقاؤں سے اپنی لمبی رقوم لاکر سچے سچے مسلمانوں کو لالچ دے کر ان کے ایمان و عمل کا سوہا کرتے ہیں اور اگر اس میں کامیابی نہیں ملتی ہے تو زبان و قلم کے تیر و شتر چلاتے ہیں بلکہ بعض اوقات تو وہ اتنے بازاری اور سوقیانہ الفاظ استعمال کرتے ہیں کہ ایسا لگتا ہے کہ وہ نہیں بول رہے ہیں بلکہ ان کی زبان پر شیطان بول رہا ہے۔ ان کی شرابگیز تحریروں اور تقریروں سے امت مسلمہ کا جواں و اتحاد غارت ہو رہا ہے وہ کسی اہل دانش پر مخلی نہیں، اور یہ سب کچھ اس گروہ کی جانب سے کوئی حیرت انگیز چیز نہیں بلکہ توقع کے عین مطابق ہے جن کے خود ساختہ دین کی بنیادیں خدا اور رسول کی گستاخوں پر اٹھائی گئی ہوں اس کے پیروکار اگر باوجود توحید کے دیوانوں اور شرع رسالت کے پروانوں کو اپنی محفلوں اور تنہائیوں میں گالیاں دیں تو اس میں حیرت و تعجب کی کوئی بات ہے۔

مگر اب انسانیت کے شرم سے ڈب جانے کا مقام یہ ہے کہ اب جسکے قوی

سامراجی ایجنٹ زبان و قلم کا مخبر چلا تھے اور اہل حق اپنے نبی کی عظمتوں کے نام پر ہر ذر غم شوق سے ہل جاتے تھے مگر اب تو یہ لوگ انسانی اخلاقیات کے ہیرہ بن سے بالکل شکے ہو چکے ہیں اور اپنے ہاتھوں میں بھی مخبر کے کر میدان میں آگئے ہیں، اس المناک حادثے کے رقم کرتے وقت قلم کا پ رہا ہے اور آنکھیں انگھار ہیں کہ شہرِ مہدی میں ایک نوجوان عاشق رسول عبدالعزیز خاں کو صرف اس جرم میں بدستج کر دیا کہ وہ اپنے نبی کی محفل میلاد منانے کا اہتمام کر رہا تھا۔ آؤ! کیا اب نہ دوستانی مساجد میں اپنے رسول کا نام لینا بھی قابل گروں زونی جرم ہو گیا؟

عبدالعزیز خاں کی دردناک شہادت کا جو قلمی خیز حادثہ پیش آیا ان نابکار قاتلوں کی مذمت غیر مسلم تک کر رہے ہیں اب آئیے چند لفظوں میں اس دلہ ز حادثہ کی قدر سے تفصیل بھی ملاحظہ فرمائیے۔

آغا دریا خاں ہستی میں ایک نامور دانش عقیدہ شخصیت مگزی رہے انھیں کے نام سے محلہ ہے اور انھیں نے ہی یہ مسجد تعمیر کرائی تھی جسکی وجہ سے وہ مسجد بھی انھیں کے نام سے مشہور ہوئی اور آج تک اسی خاندان کے لوگ اس مسجد کی نگہداشت اور اہتمام و انصرام کی خدمت کا شرف حاصل کر رہے ہیں، انھوں نے یہ خوش قسمت نوجوان شہید بھی اسی تاریخی خاندان کا چشم و چراغ تھا، مسجد میں آج تک تمام معمولات اسلام و سنت کے مطابق جاری رہے ہیں جن کے شاہد اغیار و اخبار سب ہیں۔ کچھ دنوں پہلے ہستی میں وہاں تکب فکر کا ایک دارالعلوم قائم ہوا اساتذہ و طلبہ کے لئے اس دارالعلوم میں ایک مسجد بھی ہے اس دارالعلوم کے کارگزار مولوی باقر ہیں ان کے دل و دماغ وہابیت کی روایتی و پشت گری سے پوری طرح لبریز ہیں۔ ایک روز انھوں نے اپنے جیلوں چپالوں کو لے کر اس مسجد میں داخل انداز شروع کی اہل محفل اور متعلمین مسجد کو یہ سخت ناگوار مگزی

مگر جناب اپنی شرک انگیز حرکتوں سے باز نہیں آئے یہاں تک کہ انھوں نے بدھتی آنکھوں امامت کا مسئلہ کھڑا کر دیا، بات یہاں تک پہنچی کہ مسلمانوں اور دیوبندیوں کو کوٹوالی میں طلبہ کیا گیا جہاں اتفاق رائے سے یہ صلح نامہ تحریر کیا گیا۔

”مسجد میں دارالعلوم کا کوئی دخل نہ ہوگا مسجد دریا خاں کا امام وہی ہوگا جو میلاد کے بعد میلاد و سلاطین پر ہے، چنانچہ اطلاق میرزا جعفر بادشاہیہ پر دانی روائیات کے طریقے پر کرے اور جنس امام کے پیچھے بھی ٹوک لہذا رد کریں گے۔“

اس صلح نامے پر انتظامیہ اور شہر کے ذمہ داران کے دستخط ہوئے۔ مگر مولوی باقر صاحب اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئے وہ اپنے دارالعلوم کے اساتذہ و طلبہ سے کچھ نہ کچھ فتنہ انگیزیاں کراتے رہے، چشم دید راویوں کا بیان ہے کہ ۲۰ جولائی ۱۹۹۶ء کو اس مسجد میں میلاد النبی ﷺ کا پروگرام تھا ۱۲ ربیع الاول شریف کی مناسبت سے پوری مسجد کو ذہن کی طرح سجادیا گیا تھا ٹھیک سے بج ۱۰ صبح پر مولوی باقر اپنے ہم نواؤں کو لے کر مسجد میں گھس گئے اور ڈیکوریشن توڑنے لگے محلہ کے مسلمانوں نے مزاحمت کی تو لوگوں کو جان سے مارنے کی دھمکی دی اور چلے گئے۔ پھر نو بجے یہ ظالم ایک سو سے زائد شر پسندوں کو لے کر ڈاکوؤں کی طرح مسجد میں داخل ہو گئے، میلاد شریف کی تیاریوں میں مصروف عبدالوحید خاں کے بھائی عبدالعزیز خاں اور عبدالرحیم خاں اور دیگر نوجوانوں کو روڈ اور دریا خاں سے مارنے لگے کتے ہی نوجوان سخت گھائل ہو گئے زخموں کو فوراً اسپتال بھیجا گیا عبدالعزیز خاں (جن کے سر میں چوٹ زیادہ تھی) کو کلکتہ بھیجا گیا مگر اپنے نبی کی محفل منانے والا یہ نوجوان زخموں کی تاب نہ لا کر راستے ہی میں جام شہادت سے سیراب ہو گیا۔

اب ایک سوال بار بار دل و دماغ میں تہکان برپا کر رہا ہے کہ جب وہابی کتب

فکر کے دارالعلوم میں بجائے خود مسجد ہے، اساتذہ، طلبہ اور دیگر لوگ وہاں نماز پڑھتے ہیں تو پھر مولوی باقر صاحب کو مسلمانوں کی اس مسجد میں نماز پڑھنے کا شوق کیوں پیدا ہوا، کیا اس مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب کچھ زیادہ تھا کہ اس شوق جنوں خیز میں انھوں نے قتل و خون کے دریائے گزرے میں بھی کوئی خوف محسوس نہیں کیا۔

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

اس سر بستہ راز کا انکشاف کوئی ان کا ہم عقیدہ ہی کر سکتا ہے، لیکن پیش خدمت ہے دیوبندی مکتب فکر کے روزنامہ اخبار ”راجی گوکھنپور“ کا سنسنی خیز انکشاف:

”بھتی کے پرانے محلے آثارِ باخاں میں وہ مسجد جس کو لے کر آج تنازعہ ہے
 جس اس کی تعمیر ۸۵ سال قبل آثارِ باخاں کے والد آغا علی خاں نے کرائی تھی
 جس میں لوگ زمانے سے نماز پڑھتے آ رہے ہیں اور نماز کے بعد
 گزشتہ ۳۰ سالوں سے یہاں صلوٰۃ و سلام پڑھنے کی روایت بھی ملتی ہے۔ مولانا باقر
 نے مسجد میں ہوئی حدید کاری کا نقشہ اور وقف بورڈ سے حاصل شدہ سعودی عربیہ کے
 شیوخ کے سامنے رکھا اور وہاں سے لاکھوں روپے چندے کے نام پر لے آئے اور اسی
 طریقے کا کام بھتی میں دوسری قدم مسجد کے ساتھ بھی کرتے ہیں۔ پرانی بھتی میں
 واقع ایک مسجد کے سلسلے میں بھی انھوں نے ایسی ہی کوشش کی اور مسجد کے ذمہ داران
 کی مدد کی پیش قدمی کی مگر لوگ تیار نہیں ہوئے۔ یہاں کی سوالات پیدا ہوتے ہیں
 دارالعلوم مدرسہ کے اندر ایک عالی شان مسجد موجود ہے جہاں پہلے نماز ادا کرتے ہیں
 پھر مولانا کو اس مسجد کی مخالفت کی کیا ضرورت تھی، حقیقت تو یہ ہے کہ عبدالعزیز کے
 قتل کے بعد مدرسہ کے مدرس آکر امت کے فرائض انجام دہیں گے۔“ (۱)

یہ تھا اس قتل و غارتگری کا حقیقی پس منظر جس کا انکشاف ایک دیوبندی اخبار
 نے برملا کر دیا اس وقت پورے برصغیر میں دیوبندی اور غیر مقلد مولویوں نے یہ وعدہ

جائی کر رکھا ہے کہ یہاں کی خستہ حال مسجد کے فوٹو اپنے عیاش سعودی آقاؤں کے
 سامنے پیش کر کے کرڈروں کی رقم لے آتے ہیں جس سے مسجد پر کم اور اپنی بلند گئیں زیادہ
 تعمیر کر رہے ہیں اور انھیں بد معا شیوں کے نتیجے میں ہزاروں فتنے ختم لے رہے ہیں اور
 طرف اختلاف و بد عقیدگی کی دہانے عام جنگ کی آگ کی طرح پھیلتی جا رہی ہے۔

یہ حقیقت ایک لمحے کے لئے بھی ذہن سے اوجھل نہیں رہنا چاہئے کہ ناموس
 بات کے تحفظ کے لئے گالیاں کھانا اور جانیں دینا تو ہر دور میں عاشقانِ رسول کی
 وایت اور قابلِ رشک سعادت رہی ہے۔ مگر دردناک سوال یہ ہے کہ یہ بیہودہ سعودیہ
 و غلیفہ خورد کب تک اسلام کا چرمخ کر کے مسلمانوں میں اختلاف و انتشار کی آگ لگاتے
 ہیں گئے۔ کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ مسلمان جیسے دلولہ انگریز تحریک و جمعیت کے
 ساتھ اٹھیں اور ان ضمنی مجرہ مذہبیوں کو قادیانوں کی طرح اسلام سے خارج قرار دیں۔
 اور ساتھ ہی حکومتوں سے مطالبات کئے جائیں کہ جس طرح سلمانِ رشیدی کی ”شیطان
 بات“ پر قادیانوں سے مطالبات کئے گئے تھے، اسی طرح رشیدی کی ”شیطان
 بات“ پر قادیانوں سے مطالبات کئے جائیں گے، ”تختِ الناس“ اور ”برائینِ قلعہ“ وغیرہ ان تمام
 کتب پر جینڈا کر دیا جائے جن کی عبارتوں میں تقدیسِ الوہیت اور عظمتِ رسالت پر
 کافرانہ مضامین ہیں اور ان کی کثیر عبارتوں کی بنیاد پر علماء عرب و غم نے ان کے اکثر
 مصنفین کی تکفیر کے فتوے صادر کئے ہیں اور یہ تاریخی دستاویز آج بھی ”حسام الحرمین“
 کے نام سے ہر جگہ دستیاب ہے۔ اگر ایسا ہو گیا تو مسلمانوں کے درمیان اختلاف و
 انتشار کی انتہائی گئیں دیواریں بھی اسی لمحہ میں پوس ہو جائیں گی اور اتحاد و خوش عقیدگی
 کی پرہیزگاریوں میں امتِ مسلمہ کی تہذیب و ترقی کی راہیں بھی کھل جائیں گی۔

اب ہم ان دیوبندی اور غیر مقلد مولویوں سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ انھوں

نے جو سودی اور سامراجی پیرواؤں کی بدستی میں قاتلانہ حملوں اور شہ خون مارنے کی انسانیت سوز روش شروع کی ہے اگرچہ کہ اہلسنت و جماعت نے ایسٹ کا جواب بھر سے دینا شروع کر دیا تو تمہارا انجام کیا ہوگا یہ ”چودہ پدہ کے شکر ہے“ ملک بھر میں ان کی تعداد و بساط ہی کیا ہے، تازہ سروے کے مطابق پورے ملک میں ۸۰٪ فیصد تو صرف اہلسنت و جماعت ہیں اور ۲۰ فیصد دیوبندی، غیر مقلد، پیکرالوی، قادیانی اور اہل تشیع وغیرہ ہیں۔

ہم ان عکس و خرد کے مظلوموں سے اتنا اور عرض کریں گے کہ یہ تو شعور و قلم کا دور ہے، آج تمام مسائل زبان و قلم سے حل کئے جا رہے ہیں اگر تمہارے خود ساختہ دین و مذہب میں رانی کے ہزاروں بیٹے کے برابر بھی صداقت ہے تو ہجوم عوام میں مناظرہ کے لئے چلے آئیے بلکہ ہم تو یہ کہیں گے کہ باہم جاندار خیال کے بعد ملک کے ہر بڑے شہر میں مناظرے کے لئے تاریخیں طے کر لیں جائیں پھر یہ حقیقت چودھویں کی چاندنی کی طرح برگر آگن تک پہنچ جائے گی کہ نجد و دیوبند سے جن تحریکوں نے جنم لیا ہے ان کی ختم ریزی انگریزوں نے خود اپنے ہاتھوں سے کی ہے اور اس بد مذہبی کے شجر سایہ دار کی آبیاری آج تک وہی موردی آقا کر رہے ہیں میاش عرب شیوخ کے خزانوں سے جو رقم فراہم ہو رہی ہیں وہ بھی اسی سلسلہ کی ایک پرفریب کڑی ہے ان حقائق کی تفصیل دیکھنا ہو تو تاریخ نجد و حجاز، تنگ دین تنگ وطن، گناہ ہے گناہی، مجاہدین حرم، الوہابیت، ہمسرے کے اعتراضات، امتیاز حق، وہابی مذہب اور دیوبندی مذہب وغیرہ درجنوں کتابیں ہیں۔ مگر یہ لوگ عوام کو نہ حقائق سے واقف ہونے دیتے ہیں اور نہ خود میدان مناظرہ میں آنے کی ہمت و قوت ہے اپنے گھر میں بیٹھ کر گالیاں دینا یا سڑکوں پر بڑبڑنگ مچانا اور تحریک کاری اور قتل و غارتگری کا شکار بننا تو چھوٹا تو جہالت و بربریت

ہے۔ ہم بار بار تجر رہے ہیں کہ میدان مناظرہ میں آئیے مگر ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ کسی مرد میدان کے سامنے ہرگز نہیں آسکتے اور اب تو مناظرہ کے نام ہی سے ان کی پیشانی سے پہینے چھوٹنے لگتا ہے کیوں کہ اب تک جتنے بھی مناظرے ہوئے ہیں شکست و ہزیمت ہی ان کا مقدر رہی ہے اور ہر بار انھیں سخت نقصان اٹھانا پڑا ہے اس کا اعتراف ان کے ہر مولوی کو ہے۔ یہ دیکھتے لدوۃ الاحلام کھٹکے کے سابق مدرس مولوی محمد تقی امینی لکھتے ہیں:

”ظن (سید ہارون علی) اور قرب و جوار میں شرک و بدعت کا بہت زور تھا جن کے خلاف آواز اٹھانا بہت مشکل کام تھا۔ اس زمانے میں وہ وقت و قریہ کے علاوہ علمائے مناظرہ کا بھی شوق تھا۔ لیکن جب میں شہور کو پہنچا تو معلوم ہوا کہ دعوت و تبلیغ اور حق کی اشاعت میں مناظرہ موثر نہیں رہا بلکہ انشا نقصان ہی ہوتا ہے۔“ (۲)

ان کے وطن میں شرک و بدعت کا بہت زور تھا یہ ہے ان کی تعبیر یعنی وہاں باپ، دادا، اہل خاندان اور اہل موضع سب کے سب مشرک تھے ان کی پیدائش پر ظہور اسلام موقوف تھا، یہ لوگ اہلسنت و جماعت کو بدعتی اور مشرک کہتے ہیں، ظاہر ہے کہ ان کے جنم سے پہلے ان کی جنم بھومی پر اہلسنت و جماعت کی حکمرانی تھی، پھر یہ اپنی نوعیتی میں کسی دیوبندی کے تھے چہ چھگے، پھر انھوں نے علمائے اہلسنت سے مناظرے کئے اور کرائے مگر ہر بار انھیں الماناک چوٹیں پہنچیں اور سخت نقصانات بھی اٹھانے پڑے جس کی تکلیف انھیں عرصہ دراز تک رہی۔

اسی طرح اس فرقے کی یہ لٹو سناک دولی پالیسی بھی پادر کھٹے کے قابل ہے کہ ایک جانب تو ان کا ہر فرد ہاتھ میں تسبیح دبا کر یہ وظیفہ الاچا ہوا نظر آتا ہے کہ

"مسائل کی کوہر نہیں کہتا جائے" بلکہ کافر کو بھی کفر نہ کہو کیا ضرور مسلمان ہو جائے۔ اور دوسری طرف عالم یہ ہے کہ موقع پانچواں تو حیوانیت سے لے کر شیطانت تک کی ہر منزل چند لمحوں میں عبور کر لیں اس سال ۱۹۹۶ء میں ٹیک عید میلاد النبی ﷺ کے دن کو پانچ سو میں دو ہندویوں کی رسول دشمنی کا ایک اور پنجابی بدترین حادثہ پیش آیا۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ اسلامی روایات کے مطابق آبادی میں جلوس محمدی ﷺ کا اہتمام کیا گیا تھا یاد اہلگان معطلہ ﷺ کے بغیر ورسالت کی کوٹھ میں جب شاہراہوں پر آئے اور خوش گھون جووانوں اور فوجیوں نے اپنی اپنی ٹولیوں میں لے لے لے مار کر نعت نبی کے لئے پیچھے تو پوری فضا عشق رسول کی عطریں خوشبوؤں میں ڈوب گئی لیکن یہ دلکش صدائیں دو ہندیوں کے خرمن ہاٹل پر بجلی بن کر گر گئیں۔ اور پھر اپنے جلتے ہوئے داؤں کی آگ بجھانے کے لئے یہ انسان فریادیں بھینچتے ہوئے مسلمانوں پر بالکل اسلام دشمن دہشت گردوں کی طرح ٹوٹ پڑے، ہر طرف افتراقی کا عالم برپا ہو گیا، غیر مسلموں تک میں یہ بات عام ہو گئی کہ بدنامی پٹانی داؤں نے آج مسلمانوں پر میں اس وقت حملہ کر دیا جب وہ اپنے پیغمبر کا جلوس نکالنے میں مصروف تھے۔ بلکہ غیر مسلموں نے اپنی حیرت کا یہاں تک اظہار کیا کہ ہماری معلومات میں بالکل پہلی بار یہ نیا اضافہ ہوا ہے کہ مسلمانوں کی طرح رہنے سننے والوں میں بھی ایک ایسی جماعت پیدا ہو گئی ہے جو پیغمبر اسلام کو نہیں مانتی ہے اگر ایسا ہے تو پھر ان کے لئے مسجدوں کی کیا تکفیل ان کے لئے ہمارے مندروں کے دروازے بھی کھلے ہوئے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ جتنے مذاہنی باتیں۔ اور اس حادثہ کے اس رخ پر تو آنکھیں پھڑکیں اور دل لرز اٹھے کہ جلوس میں چھوٹے چھوٹے بچے انہیں انہیں علم معطلہ اٹھائے اور بچوں پر درود و سلام کھائے عشق نبی کی تصویر بے خراں خراں چلے جا رہے تھے ان ظالموں نے ان بچوں کی نازک انعامی

تک کا خیال نہیں کیا بلکہ ان کو اپنے زود کوب کا نشانہ بنایا۔ اور ان شاہجہانوں کی رسول دشمنی پر اہل خرد نے سراسر اس وقت پیٹ لیا جب انہوں نے ان جہنڈوں تک کو بھاڑ کر جیروں سے روٹھ اور نالیوں میں ڈالا جو جہنڈہ خطرات کے مقدس نقوش اور نعرہ رسالت کی تحریروں سے مزین تھے کیا ان کی بدعتیگی اور رسول دشمنی کے انکشاف کے لئے اب بھی کسی نقاب کشائی کی ضرورت ہے کیا ان کے یہ کروت ان کی بدعتیگی اور رسول دشمنی کا چیلنج کرنا اعلان نہیں کر رہے ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ قوم جس نبی کا کلمہ پڑھتی ہے اسی کے ذکر خیر اور اسی کے یوم میلاد منانے سے اس قدر ریزار کیوں ہے باوجودیکہ قرآن و احادیث کے سیکڑوں دلائل اس کے جواز و اتھمان کا اعلان کر رہے ہیں، اور یہ کوئی محض نظری مسئلہ نہیں بلکہ صدیوں کے دامن پر پھیلے ہوئے جمہور علماء و مشائخ کے قابل تھکید معمولات اس پر شاہد ہیں اور آج بھی عالم اسلام کا کوئی خطہ نہیں جہاں میلاد رسول ﷺ کی عطریں خوشبوؤں سے آبادیاں نہ مہک رہی ہوں، ان چند مقامات کا استثناء ضرور کیا جاسکتا ہے جہاں وہابیت و قادیانیت اپنے پرے ہوا جھکی ہے۔ حریم طہین میں نجدی حکومت کے تسلط کے باوجود زندہ دل اور خوش عقیدہ مسلمان اپنے مکانات، خانقاہوں اور دانش کدوں میں یہ ہزار ادب و احترام اور بعد شوق و محبت میلاد معطلہ ﷺ کی منگھلیں سجاتے ہیں، میلاد خواں حضرات جب قصائد معطلہ پڑھتے ہیں تو پوری فضا میں وار شکیں کا عالم طاری ہو جاتا ہے، یہ آخر جب زیارت حریم طہین کے لئے حاضر ہوا تھا تو مکہ شریف میں حضرت شیخ محدث محمد بن علوی ماہکی دام ظلہ العالی کے یہاں محفل میلاد میں شرکت ٹھہر ہوئی اور مدینہ منورہ میں حضرت مولانا شیخ فضل الرحمن صاحب کے دولت کدے سے پر محفل میلاد میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ دونوں ہی مجلسوں میں

عشق و وارفتگی کے وہ کیف آور اور عشق پر درنظر دیکھے تھے کہ آج بھی عالم تصور میں دل و دماغ پر وہ دہائی کیفیت چھانے لگتی ہے۔

دراصل محفل میلاد کی یہی ایمان افروزی اور عشق پروری دشتوں کی میلاد و تیزاری کی بنیادی وجہ ہے کیونکہ جن مقاصد کے تحت انگریزوں نے تحریک و ہدایت کی مالی سرپرستی کی تھی ان میں سب سے اہم اور بنیادی مقصد عظمت رسول کا گھٹنا نا اور دلوں سے عشق رسول کا مٹا دینا تھا۔ اسی لئے یہ اہل دیوبند اور غیر مقلد ہر اس چیز میں شرک و بدعت کا پہلا بلا ٹھکانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں جس سے انبیاء و اولیاء کی تعظیم و توقیر کا بیشتر انور اہل رہا ہو۔ اب ذیل میں میلاد رسول ﷺ کے حوالے سے اکابر دیوبند کے چند فتوے اور ملاحظہ فرمائیے جو رضائے صوفی کے بجائے آقا یان زری خوشنودی کے لئے دیئے گئے ہیں:

سوال۔ اتفاقاً محفل میلاد و ہون قیام ہوا یا حج درست ہے یا نہیں؟

جواب۔ اتفاقاً نہیں مولود ہر حال ناجائز ہے، تدافعی امر مندوب کے واسطے منع ہے۔
فقہ ہندو رشید احمد (۳)

سوال۔ جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جائے اور جنتیم شیری ہو شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟

جواب۔ کسی عرس اور مولود شریف میں شرک ہونا درست نہیں اور کوئی ساعس اور مولود درست نہیں۔ فقہ ہندو رشید احمد (۳)

براہین قاطعہ میں ہے:

"... حضرت ﷺ کا مولود شریف کرنا اور قیام تقبلس کے لئے کھڑا ہونا

(۳) مولوی رشید احمد گنگوہی، فتاویٰ رشیدیہ، جلد ۲ ص ۱۵۰

(۴) مولوی رشید احمد گنگوہی، فتاویٰ رشیدیہ، جلد ۳ ص ۹۳

بدعت و شرک ہے اور شرک کھیا کے جہم کے۔" (۵)

مولوی اسٹیل دیوبلی نے محفل میلاد کے حوالے سے لکھا ہے:

"انگریزوں کی حضرت یحییٰ کے تولد کے بڑے دن کی محفل کر کے تو مصلحان ہو، اور

مولود شریف کی محفلیں کرتے ہیں اور راجس لکھتے سبب یہی ہے کہ بار بار راجس نہیں

اس کی رسم پڑھتی اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں۔" (۶)

ابو جبر کا راجس راجس کی کتاب "مولود نبوی" کا ترجمہ شائق احمد ندوی نے بنام "محفل میلاد" کیا ہے۔ اول نظر میں جب یہ کتاب ہم نے دہلی میں دیکھی تو خیال ہوا کہ یہ محفل میلاد کے ثبوت و فضائل میں ہوگی لیکن جب ورق گردانی کی تو مسرت و مسناک حیرت میں بدل گئی کہ اب دن و ہمارے رہبری کے روپ میں وہ بڑی بیوری ہے مگر سطر انبیاء اور اولیاء کی دشمنی سے بھری پڑی ہے۔ مصنف اس نہ ہر اہمکتی ہوئی کتاب کا سبب تالیف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"میں اس موضوع "مولود نبوی" کے رسالت مآب ﷺ کی جلالت شان اور اس موضوع کی اہمیت و نزاکت کا تصور کر کے قلم اٹھاتے ہوئے بہت سی محذور باتیں لکھیں جب اندازہ ہوا کہ پانی سر سے اوپر ہو رہا ہے اور مسلمانوں کے درمیان صرف حق و طعن ہی نہیں بلکہ خلیفہ کتاب تکلیفی گئی ہے تو میں یہ کتاب لکھنے پر مجبور ہوا۔ ماہ میلاد "رائع الاول" کے بعد ان جلسوں میں نے بی بی بی لندن سے سنا کہ سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن باز نے ان کو کچھ کچھ فتویٰ لکھا ہے جو میلاد شریف کی محفلیں سمجھتے ہیں جس سے عالم اسلام میں غلط فہم کی ایک لہر دوڑ گئی ہے۔ کتنے لوگوں نے مجھ سے: "یہ اندازہ نہیں کیا کہ ان محفلیں کتنا ہے میں فلاں کو اس لئے تیار کرتا ہوں کہ وہ سیدنا کا کرتا ہے کیا ہی عجیب بات ہے؟ کہ جو شخص بدعت و

(۵) تظہیر محمد، ترجمہ: محمد بن عبدالمطلب، ص ۲۲۸

(۶) مولوی اسٹیل دیوبلی، تذکرہ الانوان، ج ۱، مطبوعہ دار الفکر، راقی ص ۱۳۹

برائے اور اس کے چھوڑنے کی دعوت دے وہ اس لائق ہے کہ مسلمان اس سے بغض رکھیں اور نہ پسند کریں؟ مسلمانوں کا تو یہ فرض ہے کہ اس کو کھانے لگائیں اور آنکھوں میں بخانیں نہ لگائیں کہ اگر اہیت کی نظر سے دیکھیں۔ (۸)

ایسا لگتا ہے کہ نجدی مفتی عبدالعزیز بن باز کے میلاد وحشی پر مبنی فتوے سے عالم اسلام میں جو غم و غصے کی لہر دوڑی تھی اس سرور کرنے کے لئے پہلے عربی میں اور پھر اردو میں اس کی اشاعت کرائی گئی ہے، کتاب کے مندرجات قطعاً اس لائق نہیں ہیں کہ ان کی تردید میں کوئی علمی بحث کی جائے، محفل میلاد کے تقدس کو پامال کرنے کے لئے بے بنیاد محزورات اور لائینی اغوات کو جمع کر دیا گیا ہے، دلائل و شواہد جمع کرنے کے بجائے موافق و مترجم کی نظریں سعودی ریال پر مرکوز رہی ہیں، ہزار ہہ وجہ کے باوجود محفل میلاد کے خلاف انھیں قرآن و سنت اور اقوال ائمہ سے کوئی ٹھوس دلیل دستیاب نہیں ہوئی ہو تو جائز رسوم جعلی طور پر محافل میلاد کے سر ڈال دیں، وہ محفل میلاد کے عالمی منظر نامہ کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں:

”میلاد شریف کا منہ پر تمام اسلامی دنیا میں تقریباً ایک ہی سے فرق ہے کہ ہر اسلامی ملک میں میلاد کا لفظ استعمال نہیں ہوتا، مغرب اعلیٰ (مراکش) والے اس کو ”موسم“ کہتے ہیں، اہل مغرب اوسط (جزائر) اس کو ”ذرد“ کہتے ہیں، مصر اور شرق اوسط میں مولد یا میلاد کہا جاتا ہے۔“

پندرہ سطر کے بعد ان صاحب لکھتے ہیں:

”میں اب تک تو بات وچ تفسیر کی تھی اور جو اعمال میلاد میں کئے جاتے ہیں وہ کم و کثرت ہر ملک والوں کی محض وہم و فناء و فکر کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں لیکن سب میں مشترک چیزیں یہ پائی جاتی ہیں:

(۸) انوکھر جابر الجعزلی، محفل میلاد (۱) اور (۲) غریب بک ڈی، عربی، ص: ۳۰۵

۱۔ جس دلی یا سید کے نام پر موسم یا زورہ یا میلاد وغیرہ ہو رہا ہے اس کے نام پر نذرین نہ چاہا جائے گا کر۔

۲۔ انجینی خوردوں اور مردوں کا باہم اشتقاق

۳۔ قص و سرود، ناچ و رنگ گانا اور سہانا، جھلکاؤں اور سارنگیاں۔

۴۔ خرید و فروخت کے لئے سیلوں کا لگانا۔ کہیں کہیں خوشی اور شراب نوشی بھی ہوتی ہے۔

ہمارے کسی تحریر سے پہلے انھیں کے قلم سے حکم شرع بھی سن لیجئے۔

اس سے ان میلادوں، موسموں، زورہ و حضرة پر اسلام کا حکم معلوم ہو گیا کہ یہ ممنوع و حرام ہیں ان میں سے کوئی ”میلاد“ جائز اور نہ کوئی موسم، زورہ و حضرة مباح کیونکہ یہ بدعت ہے اور اسلامی عقیدہ، کو ختم کرنے اور مسلمانوں کے ماحول کو بگاڑی بنیاد پر قائم ہے اور اس کی دلیل یہی ہے کہ اہل باطل ان کی مدد کرتے ہیں۔ (۸)

ہم تو آج تک یہ فیصلہ نہیں کر پائے کہ آیا بدایت کا سررہیہ سبب کسی مردود بہشت سے جا کر ملتا ہے یا رسول وحشی کے نتیجہ میں اہل توبہ بعسرت و بصارت دونوں ہی سے محروم ہو جاتے ہیں۔ خدا دار اپنے غصے پر ہر کھڑکھڑاتا ہے ہندوستان کی ہزاروں آبادیوں میں ہر روز و شب ہزاروں میلاد اُلٹی، ^{میں} محفلیں منظم ہوتی ہیں، ایک محفل میلاد شریف ہی دکھا دیجئے جس میں قص و سرود رنگ و ناچ، گانا سہانا، جھلکاؤں اور سارنگیاں بجتی ہوں اور شراب نوشی اور فحاشی کے دور چلتے ہوں، چلے جزائر کی سعودی شراب و شباب کے نشے میں کچھ نہ دیکھ سکا، اندھی کو بھی کچھ نظر نہیں آیا، کیا ندوہ میں اسی طرح کے کذب و اتہام کا درس دیا جاتا ہے۔ جس نئی کا کلمہ پڑھتے ہوای کی عسرتوں سے کھلو کر ڈکے ہو۔

(۸) انوکھر جابر الجعزلی، مفتی محمدی، محفل میلاد اور مردود و معلومہ فریڈ، اہل باطل، ص: ۳۰۴-۳۰۵

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ کسی
خجند پر نگہ پر جانے کا بھی احسان گیا

میلاد رسول کے اثبات پر میرے سامنے قرآن وحدیث کے بے شمار دلائل
ہیں مگر ان مختصر صفحات میں نہ ان کی گنجائش اور نہ سردستی ان کی حاجت اس کے ثبوت
میں عرب وعجم کے علمائے اہلسنت صدیوں سے کتابیں لکھتے چلے آ رہے ہیں۔ اردو
میں بھی اس موضوع پر بیگانوں کتابیں ہیں۔ ایک مختصر فہرست مضمون کے آخر میں سپرد قلم
کی جائے گی۔ اب ذیل میں ان کے چہرے کے سامنے انھیں کا آئینہ رکھتے ہیں اور
ہم پر کسی قسم کی تنقید کے بجائے یہ فیصلہ انھیں خود کرنا ہوگا کہ آئینہ تو بظاہر پسند کریں گے یا
چہرہ بدلنا۔

یہ دیکھنے اہل توحید (دہانویوں) کے مشہور محسن و پیشوا نواب صدیق حسن خاں
کی تصنیف ”الشعاعۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ“ ہے۔ اس کتاب کے چند
اقتباسات ذیل میں پڑھئے:

”اللہ تعالیٰ ہم کو اور ہمارے اہل اسلام کو ایسی توفیق خیر فرمے حال کرے کہ ہم ہر
روز کسی قدر ذکر میاں و شریف کتب مستبرہ سے خود پڑھیں یا کسی حب صادق وسیع منہ
سے لیا کریں فقہ کی پود ماہ، تاریخ معین پر قصر نہ کریں۔“ (ص: ۱۰۵)

”اس میں کیا برائی ہے اگر ہر روز ذکر حضرت نبین کر سکتے تو ہر ہفتہ یا ہر ماہ میں
الترجم اس کا کر لیں کہ کسی نہ کسی دن خیر ذکر یا عطا سیرت و سنت۔۔۔ ولادت و
وفاقت آنحضرت کریں، پھر ماہ و ایام، اور تاریخ الاول کو بھی خالی نہ چھوڑیں۔“ (ص: ۵۰)

”ولادت شریفہ کدھکر میں وقت طلوع فجر کے روز دوشنبہ (۱۲) پڑھویں
شب ربیع الاول کو ہوئی، مہجور کا قول یہی ہے ان ہجری میں اس پر اتفاق کیا۔ بعض
نے کہا ۱۳ ربیع الاول کو اہل مکہ کا میلاد منانے کا عمل اسی پر ہے، علامہ سبیل نے کہا

”روز دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے بالافاق۔“ (ص: ۵۰)

محفل میلاد کے حوالے سے دیگر اکابر بڑے بلند کے نظریات کو پیش نظر رکھتے
ہوئے نواب صدیق حسن خاں کا یہ اقتباس بھی پڑھئے اور ردھئے:

”جس کو حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا اس
نعت کے حاصل ہونے پر نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔“ (۹)

اب یہ فیصلہ تو قارئین ہی فرمائیں گے کہ نواب صدیق حسن خاں کے اس
نوع کی روشنی میں مکررین بزم میلاد کا کیا حکم بنا، یا پھر محفل میلاد کے حامیوں کو کافرو
بدعت گردانے والوں کے دارالافتا میں نواب صدیق حسن خاں کو کس خانے میں رکھا
جائے گا؟

چند سال قبل غیر مقلدین نے سعودی عرب کی استغاثت سے محمد بن
عبدالوہاب کے لڑکے عبداللہ کی کتاب ”مختصر سیرت رسول ﷺ“ شائع کی ہے۔ اس
جناب ولادت مصطفیٰ کی خوشی میں توحید کی آزادی اور ابولہب کے تخفیف عذاب والے
مشہور واقعہ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

”ابولہب جیسے کافر کا یہ حال ہے جس کے بارے میں قرآن میں مذمت
نازل ہوئی کہ اس کو حضور ﷺ کی میاں دہی رات خوشی کرنے پر پڑا (عذاب سے
تخفیف) دی جاتی ہے تو اس کو حید کو ماننے والے مسلمان اسی کا کیا حال ہوگا جو آپ
ﷺ کی میاں دہی خوشی منائے۔“ (۱۰)

کیا فرماتے ہیں مفتیان دیوبند اور اساطین غیر مقلدین اپنے بابائے مذہب
کے تحت جگر کے بارے میں ۱۹۴۹ء پر بس نہیں، پاکستان کے مشہور دانشور کوثر نیازی

(۹) نواب صدیق حسن خاں جو پال، الشریعۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ ص: ۱۲

(۱۰) عبداللہ بن محمد بن عبد المجید مختصر سیرۃ الرسول ﷺ، ص: ۱۱۰

مقلدین کے مستند پیشوا مولوی داؤد غزنوی کے یادگار کارنامے کے حوالے سے
 آتے ہیں:

”ی ۳۳ ایک بر سرِ مہرِ حسن انسانیت علیہ السلام کے یوم ولادت کی اہمیت سے

بالکل غافل تھے، خیالِ خال لوگ بارہ ولادت کے نام سے کچھ ملوکِ کبر پر فخرِ شریف
 پڑا کر بچوں یا غلام میں تقسیم کر دیتے تھے مولانا مرحوم کے ایما پر مجلس احرارِ اسلام کی
 ورنگ کھینچی سے ایک ایکنڈا چھاری ہوا جس کا سن ”اچھا نئے یوم ولادت سرورِ عالم“
 تھا۔ اجلاس منعقد ہوا، انتظامی تقریر مولانا داؤد غزنوی کی تھی انھوں نے اجلاس کا
 مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا ”صاحبِ ایاں تو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہبری کے
 لئے کثیر تعداد میں پیغمبر مبعوث فرمائے لیکن غرض وہ ان سے صرف دو اشیاء قابلِ ذکر
 چلی آ رہی ہیں، مسیحی اور مسلم۔ مسیحی دنیا بھر میں اپنے نبی کا یوم ولادت بڑے تزک و
 احتشام سے مناتے ہیں لیکن انھوں کا مقام ہے کہ اسلامی دنیا میں انسانیت کے جشن
 کا کوئی اہتمام نہیں کرتی، آج کا اجلاس اسی غرض سے بلایا گیا ہے۔ میں مولانا
 عبدالکریم صاحب سے عرض کرتا ہوں کہ وہ اس شخص میں کوئی طریقہ تجویز فرما دیں۔ اس
 پر صاحب نے بارہ ولادت الال کے نام سے ایک مجلس کی تجویز پیش کی، جس پر مولانا
 عطاء اللہ شاہ بخاری نے فرمایا کہ اس سلسلہ میں دو چار دن پہلے ملاقاتوں میں سیرت
 پاک پر چلے منعقد کا کہیں تاکہ لوگ شامل ہوں گے پورے پورا ناؤ تیار ہو سکیں۔

چنانچہ پورے پنجاب میں سیرت پاک پر چلے ہوئے، جڑے بڑے علمائے
 دین نے مسلمانوں کے دلوں کو حبِ رسول کے گراں دیا۔ مولانا داؤد غزنوی چھوٹے
 ساتے تھے بغل میں بھٹل شہر دکھائی باجمہ میں رسید بہک کی کانی اور اصرار دے پھر
 رہے تھے۔ عید میلاد النبی کا سب سے پہلا مجلس امرِ سرگرمیں پارک سے نکلا۔ آگے
 آگے ایک کار میں خلیفہ جاندھری کا سلام لاد ڈیا تیکر پوچھ کر گھر آیا، اس کے بعد لڑکیوں
 کی ٹولیاں فکروں، گھوڑوں اور سانگیوں پر بکیر اور غرہ رسالت بلند کرتی جارہی

تھیں، کفارِ بیت زدہ تھے۔۔۔“ (۱۱)

شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال نے ۳۴ مارچ ۱۹۲۹ء کو عید میلاد النبی علیہ السلام منانے
 کی پرواز اہل کرتے ہوئے فرمایا:

”تمام مسلمانوں سے پرواز اہل کی جاتی ہے کہ امتِ اسلام کی تقدیر، حضور
 سرورِ کائنات کے احرامِ دجلال، حضور سرورِ عالم علیہ السلام کی سیرت پاک کی اشاعت
 کے لئے ۱۳ ربیع الاول کو ملک کے طول و عرض میں ایسے عظیم ترین تبلیغی جلسوں اور
 مظاہروں کا انتظام کیا جائے جو حضور سید المرسلین علیہ السلام کی عظمت کے شانِ شان
 ہوں۔ اس مبارک دن ہر آبادی میں علم اسلام بلند کیا جائے اور تمام نوجوان اسلام
 اس علم کے پیچھے جمع ہو کر خداوندِ پاک سے عہد کریں کہ وہ ہر قدم پر رسول اللہ علیہ السلام کا
 نقش قدم تلاش کریں گے۔ اسی ہی کی محبت میں زندہ رہیں گے اور ان ہی کی اطاعت
 میں جاں دیں گے۔ (بحوالہ ایماوند شاہ مصطفیٰ گوجرانوالہ)

ڈاکٹر صاحب نے یہ اہلِ حسب ذیل علماء اور سیاسی دانشوروں کی موجودگی
 میں کی تھی: مولوی محمد سلیمان پھولپوری، مولوی کفایت اللہ، مولوی قلام رشید، مولوی احمد
 سعید دہلوی، مولوی احمد علی، مولوی شوکت علی، مولوی محمد شفیق داؤدی، مولانا حسرت
 موہانی، مولانا محمد علی، مولوی ظفر علی خاں، اور سر عبدالقادر وغیرہ۔ ان دانشوروں نے
 ڈاکٹر اقبال کی مکمل تائید کی۔

اگر عید میلاد النبی کا جلسوں اور مہم میلاد کا انعقاد کفر و بدعت اور قابلِ مگردن
 زونی جرم ہے تو یہ تو صرف اہلسنت و جماعت پر ہی نافذ کیوں، اس جرم میں تو آپ
 کے خود ساختہ بزرگ ہم سے بھی پیش پیش ہیں۔ کیا ان دو فطری کلمیوں اور تضادِ حرکات
 و نظریات نے اس مسئلہ کے شیرازہ کو مستتر نہیں کیا ہے۔ اور مسلم معاشرہ میں گھر گھر،

تکمرگر جو اختلاف و افتخاری قیامت آشوب آگ بھڑک اٹھی ہے اس کے برابریت غیر مقلدین اور دلو بھدی کتب فکر کی منظم سازش کا رفرمانیں ہے؟ آپ حنظلہ دل۔ ۷ درج بالا اقسامات کو پڑھئے اور مردھنے یا سر پٹنے۔ ناظرہ سر بگر یہاں ہے اسے لیا کیئے۔

میلاد مصطفیٰ قرآن وحدیث سے بھی ثابت ہے اور عہد رسالت، عہد صحابہ اور عہد تابعین میں بھی ہوتا رہا ہے۔ اگرچہ نوعیت جدا گانہ تھی، مرد و چانداز سے اس مبارک کام کا آغاز ساتواں صدی ہجری سے ہوا، اور یہ خوب یاد رہے کہ ہر نئی چیز بدعت قبیحہ نہیں ہوتی۔ علمائے اہلسنت نے اس بحث کو بڑی تفصیل سے نیکروں ودلائل وشواہد کے ساتھ مبرہن کیا ہے، جنہیں تفصیل درکار ہو کتب اہلسنت میں ملاحظہ کریں، ہم سر دست ہر نئی چیز کو بدعت ضلالت کہنے والوں کے خلاف ان کے کھر کی صرف ایک شہادت پر اسکا کھرتے ہیں۔ برصغیر میں تحریک ولایت کی شائع جماعت اسلامی کے بانی مولانا ابوالفضل مودودی لکھتے ہیں:

”کسی فعل کو بدعت مذمومہ قرار دینے کے لئے صرف یہی بات کافی نہیں کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں نہ ہوا تھا، بلکہ اس کے اعتبار سے تو ضرور ہر نیا کام بدعت ہے مگر شریعت کی اصطلاح میں جس بدعت کو خلافت قرار دیا گیا ہے اس سے مراد وہ نیا کام ہے جس کے لئے شرع میں کوئی دلیل نہ ہو، جو شریعت کے کسی قاعدے یا حکم سے متصادم ہو۔ جس کا نالہ والے اے خود اپنے اوپر یاد دوسروں پر اس ادعا کے ساتھ لازم کرے کہ اس کا التزام نہ کرنا گناہ اور کفر ہے۔ یہ صورت اگر نہ ہو تو مجرد اس دلیل کی بنا پر کہ فلاں کام حضور کے زمانے میں نہیں ہوا ہے اسے ”بدعت“ یعنی خلافت نہیں کہا جاسکتا۔“ (۱۲)

مصلحت میلاد جس میں کوئی خلاف شرع کام نہیں ہوتا بلکہ اس میں پورے ادب

(۱۲) ابوالفضل مودودی، اشاعتیالہ ہر جلد ۷، شمارہ ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱، ۱۹۸۰ء

وا احترام کے ساتھ ذکر رسول ہوتا ہے، اس کا آغاز موجودہ ہیبت کی شکل میں شیخ الشیخ عربی محمد موصلی نے اپنے شہر مومل میں کیا، شائع صحیح مسجلم امام نبوی کے استاذ شیخ حضرت شہاب الدین ابو محمد عبد الرحمن بن ابی انیم معروف بابا الشامہ رقم طراز ہیں:

ومن احسن ما ابتدئ فی احتفالی نیک کاسوں میں ایک مغل میلاد کا انعقاد زماننا من هذا القیول ماکان بفعل ہے جس کا آغاز ہمارے زمانے میں ہوا۔ یہ نبی بعدینہ اربل حیراللہ تعالیٰ کل عام کریم ﷺ کے یوم پیدائش کے دن ہر سال شہر فی الیوم الموفق لیوم مولد النبی اربل میں ہوتا ہے، اس میں صدقات ونگواری ﷺ من الصدقات والمعروف وادریعت ودرست کا اہتمام ہوتا ہے، اس میں اظهار الزینۃ والسرور فان ذالک تقرار وسانا کن پر تقسیم عام وغیرہ سے اعتقاد میلاد مع ما فیہ من الاحسان الی الفقراء کرنے والے کے دل میں محبت رسول اور عظمت مشہر بمحبۃ النبی ﷺ و تعظیمہ و جلالتہ فی قلب فاعلہ وشکراللہ رسول پیدا ہوتی ہے۔ اور نبی کریم ﷺ کی بعثت مبارکہ پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جاتا ہے جو تعالیٰ علیٰ مامن بہ من ابجاد تمام ماعلون اور تمام انبیاء کرام کے لئے رحمت رسولہ الذی اولسلہ رحمۃ للعالمین بن کر تشریف لائے۔

وکان اول من فصل ذالک اور اس کا آغاز شیخ محمد عمرے مومل میں کیا جو بالموصل الشیخ محمد عمر احتفالی مشہور اور نیک وصالح تھے اور پھر ان کی موصلی احد الصالحین المشہورین تھے شیخ ابو اربل وغیرہ عالمین نے کی۔ اللہ ان وہ اقتدی فی ذالک صاحب اربل پر رحمت وغفران کی بارش فرمائے۔ وغیرہ ورحمہما اللہ تعالیٰ۔ (۱۳)

حضرت طاہری قاری، علامہ طبری اور علامہ قسطلانی علیہم الرحمہ لکھتے ہیں:

ثم لازال اهل الاسلام فی سائر تمام اطراف واکناف میں مسلمان محافل میلاد کا

(۱۳) ابو محمد عبد الرحمن، الباعث علی انکار المذہب، والحدیث ص: ۱۱۱

الاقطاب والعدل الکبار یحتفلون اجماع بڑے ترک و افتخار سے ماہِ ربیع الاول فی شہر مولدہ و بعمل الولائم میں کرتے ہیں، اس کی راقوں میں صدقات و البدیعة المشتملة علی الامور خیرات، مسرت و شادمانی اور امانت صائیگی البهجة الرفیعة، و بصدقون فی خوب کرتے ہیں۔ میلاد انہی کی داخل کوئی لیالیہ بانواع الصدقات، و بظہرون السور و یزیدون فی المبرات، و یعتنون بقرآن مولدہ الکریم و یظهر علیہم من برکاتہ کل فضل عظیم۔ (۱۳)

عالم اسلام کی موجودہ رسم میلاد کا آغاز عظیم برگزیدہ مفت بلند پایہ عاشق رسول شیخ الشائع عمر بن محمد علیہ الرحمہ نے شہر موصل میں کیا، پھر ان کی اتباع سب سے پہلے سلطان مظفر الدین شاہ ارسل نے کی، یہ بادشاہ انتخانی صالح بزرگ، متقی، کریم انش اور شیخ شریعت تھا۔

شارح مواہب اللدیہ حضرت علامہ زرقانی تاریخ ابن کثیر کے حوالے سے لکھتے ہیں:

کان السلطان ابو سعید یعنی سلطان ابو سعید مظفر انتخانی بزرگ، بلند مظفر شہماً شجاعاً بطلاً عادلاً، است، عدل پرورد قابل تعریف اور نیک محمود السیرۃ خلت تھے۔

سلطان مظفر الدین جب میلاد مصطفیٰ کا اہتمام کرتے تو اس دور کے بلند پایہ علماء و مشائخ اور صوفیہ و اتقا بھی شریک ہوتے اور خوب فیضیاب ہوتے اور اس پر کوئی

تکبیر نہیں کرتے لفظ ای کہہ کر میلاد کو شریک و بدعت کہنا کہ ایک عام سلطان نے اس کی بنا ڈالی بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ جمہور علماء کے کرام کی شرکت اور ان کا کمال ادب و احترام اس کے جائز و مستحسن ہونے پر ناقابل شکست دلیل ہے۔

سبط ابن جوزی رقم طراز ہیں:

وکان یحضر عنده فی مولد یعنی شاہ مظفر الدین کی مجلس میلاد میں بڑے النبی اعیان العلماء والصوفیہ۔ بڑے علماء و صوفیہ شرکت فرماتے تھے۔

یہ نیک خصلت شہنشاہ شہر ارسل میں ربیع الاول شریف کے پورے مہینے محفل میلاد کو جاری رکھتا اور تین لاکھ شرفی اس مبارک محفل پر خرچ کرتا تھا۔ انوار آفتاب صدقات کے مصنف علامہ زرقانی کی تاریخ عربی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

”سلطان مظفر الدین علم حدیث ہیں بڑا ہمسرہ علم صرف و نحو اور لغت و تاریخ عرب میں کامل تھا۔ بہت سے علموں میں سحر کر کے اس نے علم حاصل کیا تھا اکثر ممالک اندلس، مراکش، افریقہ، وادیر و شام و یار شری و غیرہ و عراق و خراسان و ماؤندران و غیرہ بائیں علم حاصل کیا اور لوگوں کو فائدہ پہنچایا، انجام کار ۵۰۰ھ میں شہر ارسل میں آیا یہاں سلطان سعید مظفر کے لئے مولد شریف کھلایا اس کا نام ”کتاب البیرونی مولد اسرار الخیر“ رکھا اور خاص بادشاہ کے دربار پر حاضر۔ بادشاہ بہت خوش ہوئے اور ایک ہزار شرفی انعام فرمائی۔“ (۱۵)

پھر عالم اسلام کی آداب و رسوم میں پورے اجماع شوق اور کمال ادب و احترام کے ساتھ گھر گھر محافل میلاد منعقد ہونے لگیں۔ اور اس کی خیر و برکت کا ظہور سر کی آنکھوں سے دیکھا جانے لگا اور آج بھی دیکھا جا رہا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"کہ معتزلہ میں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے دن ایک ایسی سیلابی محفل میں شریک ہوا جس میں لوگ آپ کی بارگاہ میں ہدیہ درود و سلام عرض کر رہے تھے اور وہ واقعات بیان کر رہے تھے کہ آپ کی ولادت کے موقع پر ظاہر ہوئے اور جن کا مشاہدہ آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے ہوا، اچانک میں نے دیکھا اس محفل پر انوار و تجلیات کی برسات شروع ہو گئی، انوار کا یہ عالم تھا کہ مجھے اس بات کا ہوش نہ رہا کہ میں نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا تھا یا فقط باطنی آنکھوں سے، بہر حال جو بھی ہو میں نے غور و خوض کیا تو مجھ پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ یہ انوار ان ملائکہ کی وجہ سے ہیں جو انکسلی میں پر مامور ہوتے ہیں اور میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ کے ساتھ رحمت باری تعالیٰ کا نزول ہو رہا تھا۔" (۱۶)

حضرت شیخ عبدالحی محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"اے اللہ! میرا کوئی عمل ایسا نہیں جسے تیرے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں، میرے تمام اعمال خدائیت کا شکار ہیں، البتہ مجھے فقیر کا ایک عمل محض تیری عنایت سے اس قابل ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلس میلاد کے موقع پر کھڑے ہو کر سلام پڑھتا ہوں اور اتھالی کا جڑی و انکساری اور محبت دُلوں کے ساتھ تیرے محبوب پاک ﷺ پر سلام پڑھتا ہوں۔"

اے اللہ! وہ کون سا مقام ہے جہاں میلاد پاک سے بڑھ کر تیری طرف سے خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے؟ اس لئے اسے اہم ترین مجھے پورا یقین ہے کہ میرا یہ عمل کسی رانگاہ میں جانے کا بلکہ یقیناً تیری بارگاہ میں قبول ہوگا۔ اور جو کوئی درود و سلام پڑھے اور اس کے وسیلے سے دعا کرے وہ کسی مسترد نہیں ہوگی۔" (۱۷)

(۱۶) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، فیوض الحریج، ص: ۸۰-۸۱

(۱۷) شاہ عبدالحی محدث دہلوی، اخبار الامام

دلی بندگی کتب فکر کے مشہور پیر و مرشد حضرت شاہ امداد اللہ مہاجر مکی مولانا نذیر احمد راجپوری کے نام اسے ایک مکتوب میں رقم طراز ہیں:

"فقیر مجلس شریف میلاد مبارک کا معیت بیت کذا ینے معمول ملانے ثبات معلما و شایع کرام بارہا قرار کر چکا ہے اور ان کو کمال کا عامل ہے جیسا کہ فقیر کی دیگر تحریرات و تقریرات سے یہ معلوم ظاہر ہے، فقیر کو اس مجلس شریف کے باعث حسنت و برکات کے معتقد ہونے کے علاوہ یہ یقین ہے کہ اس مجلس مبارک میں فیوض و انوار و برکات و رحمت الہی کا نزول ہوتا ہے۔" (۱۸)

امام ابن جوزی فرماتے ہیں:

"یہ بات نہایت حق ہے کہ محفل میلاد کا انعقاد کرنے والا اس کی برکت سے پورے سال امن میں رہتا ہے اور اس میلاد کی برکت سے اپنے مقاصد کو جلد پا لیتا ہے۔" (۱۹)

حجاز مقدس کے مشہور محدث شیخ محمد بن طلوی مابکی فرماتے ہیں:

"بعثت حسنة من سے ایک اہم عمل ذکر میلاد میں آپ کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا بھی ہے۔ اور یہ مستحب ہے اور یہ عمل خوشی کے اظہار کی ایک صورت ہے بلکہ علمائے احناف نے فرمایا کہ جب لوگ تسلیم کیا کر رہے ہوں اور ایک آدمی (حضور کے ادب کو چنہ نہ کرتے ہوئے ایسا) نہ کرے تو اس سے کفر لازم آنے کا خطرہ ہے۔" (۲۰)

حسن الہیاء مصری صدر جماعت الاخوان المسلمون کی ڈائری جماعت اسلامی پاکستان کے ایک ادارہ نے شائع کی ہے۔ اس ڈائری میں حسن الہیاء نے مجلس میلاد کے

(۱۸) شاہ امداد اللہ مہاجر مکی، انوار ساجد، ص: ۳۲۶، تاریخ مکتوب ۷ رمضان ۱۳۳۰ھ

(۱۹) ابن جوزی، بحوالہ خزائنہ پیر و مرشد شیخ محمد بن طلوی مابکی، ص: ۱۳۶، رحمت اسلام میلاد

(۲۰) شیخ محمد طلوی مابکی، ذخائرہ پیر و مرشد، ص: ۱۳۔ عالمی رحمت اسلام پبلا ہور

اتفاق کا ایک انتہائی عشق انگیز واقعہ یہ در قلم کیا ہے، ہجرت انگیزی کے خیال سے مذہب قارئین ہے ممکن ہے کسی منکر میلاد کو قبول حق کی توفیق نصیب ہو جائے۔ حسن لہذا مصری لکھتے ہیں:

”مجھے یاد ہے کہ جب ربیع الاول کا مہینہ آتا تو ہم ربیع الاول سے لے کر ۱۲ ربیع الاول تک معمولاً ہجرات ہم صحنی اہل خانہ میں سے کسی ایک کے مکان پر محفل میلاد منعقد کرتے اور میلاد اچھی چٹائی کا جلوس بنا کر نکالتے۔ اتفاق سے ایک رات ہر آدمی شعلی اہل رہال کے مکان پر جمع ہونے کی باری آگئی۔ ہم جادو عشا کے بعد ان کے مکان پر حاضر ہوئے دیکھا کہ پورا مکان خوب روشنیوں سے منور رہا ہے، اسے خوب صاف و شفاف اور آراستہ و بیزار کیا گیا ہوا ہے۔ شعلی اہل رہال نے رواج کے مطابق حاضرین کو شربت اور خوشبو پیش کی، اس کے بعد ہم جلوس بن کر نکلے اور بڑی سرت و اسباب کے ساتھ مرد و عورتیں پڑھتے رہے۔ جلوس ختم کرنے کے بعد ہم شعلی اہل رہال کے مکان پر واپس آ گئے اور چند لمحات ان کے پاس بیٹھے رہے، جب اٹھنے لگے تو شعلی نے بڑی لطافت آمیز اور ہلکے پھلکے ہنس کے ساتھ اچانک یہ اعلان کیا کہ: انشاء اللہ آپ حضرات میرے ہاں اہل الصباغ تشریف لے لیں تاکہ ہم رویدیک تہنیں کر لی جائے اور چند شعلی کی انگوٹھی بھی تہی، شادی کے تقریباً اور سال بعد اللہ نے شعلی کو عطا کی تھی، بچی کے ساتھ انھیں اس قدر محبت و وابستگی تھی کہ دوران کام بھی اسے جدا نہیں کرتے تھے۔

شعلی کی اس اطلاع پر ہم بھوکھ رہے، عرض کیا کہ یہ اطفال کب ہو؟ فرماتے لگے آج ہی مغرب سے تھوڑی دیر پہلے، ہم نے کہا آپ جتنے ہیں پہلے کیوں اطلاع نہ دیں؟ ہم کم میلاد لائیں گی کہ جلوس کی اور دست کے مگر سے نکالنے، کہنے کے جو کچھ ہوا بہتر ہوا اس سے ہمارے حزن و غم میں تخفیف ہوئی اور غم سرت میں تبدیل ہو گیا، کیا اس نعمت سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی اور کوئی نعمت ہو سکتی ہے۔“ (۲۱)

(۲۱) حسن الہامی، حرم جلیل، احمد حامی، مطبعہ مسالک، علی گڑھ لاہور

اس عشق انگیز واقعہ سے اندازہ لگائے کہ امت مسلمہ میں کیسے کیسے عاشقان مصطفیٰ مگر رہے ہیں، جب ہمارے دلوں میں عظمت رسول اور عشق رسول کی شعیں درخشاں تھیں تو ہم باہم متحد و متحدہ تھے، لیکن اسلام دشمن سازشوں نے ہمارے فکری اور عملی اتحاد پارہ پارہ کر دیا، اب تو حال یہ ہے کہ کوئی محفل میلاد دہاتا ہے اور کوئی شرک و بدعت کے فتوے لگاتا ہے اس پر بھی سکون نہیں ملتا، غلام و برکت کا جھگڑا ناچنا چاہتے ہیں اور قتل و غارتگری کا طوفان کھڑا کر دیتے ہیں اور اب ان لوگوں نے ایک طریقہ اور نکالنا ہے کہ جب عاشقان مصطفیٰ جلوس میلاد لائیں چٹائی کا اہتمام کرتے ہیں تو یہ اسلام دشمن پولیس، انتظامیہ میں اس قسم کی رپورٹیں درج کر دیتے ہیں کہ عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس کی مرکز اجازت نہ دی جائے ورنہ فرقہ وارانہ فسادات بھڑک اٹھیں گے، ہندوستان جیسے حساس ماحول میں انتظامیہ (جو بجا ہے خود اسلام دشمن ہے) بہانہ بنا کر عید میلاد النبی کے جلوس اور جلوسوں پر پابندی لگا دیتی ہے۔ میں امت مسلمہ سے بار بار اپیلیں کرتا ہوں آؤ متحد ہو جائیں اس وقت پورا عالم فکر اسلام کے خلاف جدید اسلحوں کے ساتھ میدان جنگ میں ہے، ہم ماضی میں متحد تھے تو بڑے بڑے فراموش زمانہ ہمارے ناموں سے کاپتے تھے۔ اور ہمارے اسلاف کا نقطہ اتحاد فقط عشق رسول تھا۔ یہ شعلی جب سے بھی ہے گھانا ٹوپ اور دھروں میں جا کر ہے، اب ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کو نظر نہیں آ رہا ہے۔ اب قاتلہ اتحاد منظم ہو تو کیسے ہو۔ اسلام کی سر بلندی کے لئے جیش قند؟ ہو تو کیسے ہو؟

اسلام کی اولین جلوہ گاہ حجاز مقدس جب سے اہل توہم و خدوہیوں کے تسلط میں آیا ہے دولت و ثروت کے اچھے چشموں کے باوجود حکومت حجاز کی حیثیت دشوکت زیر زمین فرس ہو کر رہ گئی ہے، نادر اعیشی عشرت اور عیاشی اور فاشی کا دور دورہ ہے۔ سعودی

ارباب اقتدار کے دل و دماغ امریکہ و برطانیہ کے گروہوں کے ہیں چنانچہ جنگ کے بعد سے آج تک وہاں امریکی فوجی فٹز بری خوری، شراب نوشی اور زنا کاری کا ارتکاب کر رہے ہیں مگر ان حکمرانوں کے سروں میں نہ وہ آنکھیں ہیں جو حق کو دیکھ سکیں اور نہ ان کے پیلوں میں وہ دل ہیں جو احساسِ نیاں کر سکیں۔ یہ سارا اندھیر صرف اس لئے ہے کہ ان کے اعتقاد و فکر کے دبستان سے عشقِ رسول کا باب ہی خجہ خیلوں نے نکال دیا ہے جبکہ حق و صداقت کی سرمستی بھولوں اور عزیمت و استقامت کے حیرت انگیز دلوں و دلوں کا حقیقی مرکز صرف اور صرف عشقِ رسول تھا۔ ذرا چند لمحے غمیر کر سعودی عہدِ حکومت سے قبل کے حجاز مقدس پر ایک نگاہ ڈالئے۔ یہی کد کدہ جہاں آج عید میلاد النبی ﷺ کا جشن چڑھاؤاں گل ہو چکا ہے اسی مقام پر کس شاہانہ عقلمند و شوکت سے جشن میلاد النبی کا اجتماع ہوتا تھا۔ اخبار ”القبلمہ“ کہہ کر مذہب کے حوالے سے جشن عید میلاد النبی مکہ مکرمہ کی ایک رپورٹ پیش خدمت ہے:

”مبارک ہو میں راتِ اقبال کو مکہ مکرمہ کے دروازہ عین اس وقت توپوں کی صدائے بارش سے گونج اٹھے جبکہ حکمِ شریف کے مؤذن نے نماز عصر کے لئے اللہ اکبر کی صدا بلند کی سب لوگ آئیں میں ایک دوسرے کو نید میلاد النبی پر مبارکباد دینے لگے مغرب کی نماز ایک بڑے مجمع کے ساتھ شریف حسین نے غنی مصلیٰ پر ادا کی نماز سے فراغت پانے کے بعد سب سے پہلے کاظمی القضاۃ نے حسب دستور شریف کو عید میلاد کی مبارکباد دی، پھر تمام ذراء اور ارکانِ سلطنت ایک عام مجمع کے ساتھ جس میں دیگر ایمان شہر بھی شامل تھے جمی کریم ﷺ کے مقام ولادت کی طرف روانہ ہوئے، یہ شاعرِ مجمع نہایت انتظام و انتظام کے ساتھ مولد النبی کی طرف روانہ ہوا، قصر سلطنت سے مولد النبی تک راستے میں دور دراز پہلی اہل ہے کی روشنی کا انتظام تھا اور خاص کر مولد النبی تو اپنی رنگ برنگ روشنی سے رشک بنتا تھا۔ ذرا زمین کا یہ مجمع

وہاں کچھ کر موب کھڑا ہو گیا اور ایک شخص نے نہایت مؤثر طریقے سے سیرت احمدیہ ﷺ بیان کی جس کو تمام حاضرین نہایت خوش و خرم کے ساتھ سنتے رہے اور ایک عام سکوت تھا جو تمام مغل پر طاری تھا۔ ایسے متحرک مقام کی بزرگی کسی کو حرکت کرنے کی بھی اجازت نہیں دیتی اور اس یام سعید کی خوشی ہر شخص کو بے حال کئے ہوئے تھی۔

اس کے بعد شیخ فواد نائب وزیر خارجہ نے ایک برکت تقریر کی جس میں عالم انسانی کے انتخابِ عظیم پر روشنی ڈالی جس کا سبب وہ خلاصہ الوجود ذاتِ حق ﷺ۔ آخر میں شامل مقرر نے ایک تفسیقہ پیرہا جس کو کون کر سامعین بہت مفلح ہوئے اس سے فارغ ہو کر سکھوں نے تمام ولادت کی ایک ایک کر کے زیارت کی۔ پھر واپس ہو کر حرم شریف میں نماز شاداد کی، نماز سے فارغ ہونے کے بعد سب حرم شریف کے ایک والان میں مقربہ سالانہ بیان میلاد سننے کے لئے جمع ہو گئے یہاں بھی مقرر نے نہایت خوش اسلوبی سے اختلاف و اوصاف جمی کریم ﷺ بیان کئے۔

عید میلاد کی خوشی میں تمام بچہریاں، رفائز اور مدارس بھی بارہویں راتِ اقبال کو ایک دن کے لئے بند کر دیئے گئے اور اس طرح یہ خوشی دوسرے دو دنوں میں ختم ہو گیا۔ (۲۲)

۱۲۸۸ھ میں دہلی کے گورنر یحیٰ علی خان نے حضرت مولانا عبدالرحیم دہلوی نے علما سے حجاز سے عید میلاد النبی ﷺ کے حوالے سے ایک استفتاء کیا علما نے حرمین کے جواب کا حاصل یہ تھا کہ جو مولود شریف اور قیامِ تقطیس کا انکار کرے وہ بدعتی ہے، حاکم شرع پر لازم ہے کہ ایسے میلاد کو سخت سزا دے، یہ استفتاء مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، جدہ شریف اور جدید و شریفہ کے اکابر علماء کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تھا، جواب دینے والے اور ان پر تصدیق کرنے والوں کی کل تعداد ۹۳ تھی، حضرت مولانا عبدالرحیم دہلوی نے یہ فتاویٰ اپنی کتاب ”روضۃ البیہ فی ذکر النبی المکریم“ میں درج کر کے شائع کئے تھے،

وہ کتاب اس وقت نایاب ہے اس لئے موضوع کی مناسبت سے انجمن ذیل میں نقل کیا جا رہا ہے۔ اصل فتوے عربی میں تھے اس لئے دہلوی صاحب نے مع ترجمہ شائع کئے تھے ان کے ترجمے کی قدیم اردو زبان اس وقت غیر مانوس معلوم ہوتی ہے اس لئے ترجمہ ہم اپنے قلم سے کر رہے ہیں:

سوال: ماقولکم دام فضلکم حسب ذیل مسئلہ میں آپ کا ارشاد مگر ای کیا ہے فی ان ذکر مولد النبی ﷺ والقیام عند ذکر ولادة خاصة مع تعیین اليوم و تزئین المسکان واستعمال الطیب و قرأة سورة من القرآن و اطعام للمسلمین حل یجوز و ینابہ فاعلمہ ام لا؟

ہیو اجز اکم اللہ تعالیٰ

اس سوال پر مکہ مکرمہ کے مفتیان عظام اور علماء کبار نے حسب ذیل جواب عطا فرمایا:

اعلم ان عمل المولد بشرط ان مندرج بالا ہیئت کے ساتھ میلاد الشریف بھندہ الکافیة المذكورة شریف کا معمول انتہائی پسندیدہ اور مستحب ہے، مستحسن مستحب لان العلماء اس لئے علماء حنفیہ میں نے بھی اسے مستحسن اور ولادت مبارک کے ذکر کے وقت قیام بھی المتقدمین قد استحسنوه و مستحسن ہے۔ اور اس کا منکر بدعت سیئہ میں جلا قد استحسن القیام عند ذکر ہے، کیونکہ وہ ایسی چیز کا منکر ہے جو اللہ تعالیٰ

الولادة الشریفة فالمنکر اور مجبور مسلمانوں کے نزدیک مستحسن ہے۔ اثر لہذا مستند بدعة سیئة مذمومة لکن مسعود میں ہے کہ مسلمان جس چیز کو پسند کریں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی پسندیدہ ہے، لانکارہ علی شیء حسن عنداللہ اور اس مقام پر مسلمانوں سے مراد اہل عظام کرام والمسلمین

کما جاء فی حدیث ابن

مسعود قال ماراه المسلمون اور عرب، مصر، شام، روم اور اندلس کے تمام علماء کرام نے اسے عہد ملف سے آج تک حسنأفہو عنداللہ حسن، والمراد من المسلمین ہننا الذین کمل امت ہو گیا۔

الاسلام بالعلماء العالمین و لفظ ازہم علماء کا اہتمام کرنا بلاشبہ حق ہے۔ علماء العرب و المصر و انشام فیہ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت بھی مگر اسی پر شوق نہیں ہوئی، لہذا عالم والروم والاندلس کلہم راہ حسنا است بھی مگر اسی پر شوق نہیں ہوئی، لہذا عالم فی زمان السلف الی الان فصار شرع پر لازم ہے کہ اس کے منکر کو مزاد ہے۔ و اللہ تعالیٰ اعلم

علیہ اجماع الامة فهو حق لیس بضلال،

قال رسول اللہ ﷺ لا تجتمع

امتی علی ضلالة فعلی حاکم

الشريعة تعزیر منکرہ۔ واللہ اعلم

اس فتوے پر مکہ مکرمہ کے ۳۴ مفتیان مذاہب اربعہ کی مہر میں ثبت ہیں۔ اب ذیل میں، بعینہ مذکورہ سوال پر مدینہ منورہ کے مفتیان کرام کا حنفی فتویٰ ملاحظہ فرمائیے:

اعلم ان ماصنع من الولاہم میلاد شریف میں جن چیزوں کا اہتمام کیا جاتا فی مولد الشریف و قربہ لحضرة شریفین و غیرہ کا تہنیت کرنا، رسول کریم کے ذکرہ المسلمین و انفاق الطعومات و شہرینا و غیرہ کا تہنیت کرنا، رسول کریم کے ذکرہ قیام عند ذکر ولادة الرسول الامین عادات کے وقت قیام کرنا، گلاب پاشی کرنا، و درش ماء الورد و انفاق البخور و اگر جہاں سکا، مکان کی زیناکش کرنا، قرآن ترتیل المکان و قرأة شیء من حکیم کی آیات تلاوت کرنا، نبی کریم کی بارگاہ میں القرآن، و الصلوة علی النبی ﷺ عطا سلام پڑھنا، اور فرحت و مسرت کا بھرپور و اظهار الفرح و السرور۔ فلا شبهة اظہار کرنا۔ بلاشبہ یہ انتہائی پسندیدہ اور اجر د فی انه بدعة حسنة مستحبة و فضیلت والی چیزیں ہیں۔ ان کا انکار کوئی بدعتی فضیلة مستحسنة فلا ینکرھا ہی کرے گا۔ اس کی بات پر ہرگز توجہ نہ دی الامبتدع لا استماع بقولہ بل جائے۔ بلکہ حاکم اسلام پلازم ہے کہ اس کو سزا عنی حاکم الاسلام ان معزورہ۔ دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم واللہ اعلم

اس فتوے پر مدینہ منورہ کے ۳۰ علمائے کرام اور مفتیان عظام کی مہر میں ثبت ہیں۔ مفتیان چودے مولانا عبد الرحیم دہلوی کے استفتاء کا حسب ذیل جواب رقم فرمایا تھا: اعلم ان ذکر مولد النبی ﷺ بهذه الصورة المجموعة المذکورة بدعة حسنة مستحبة شرعاً لا ینکرھا الامن فی قلبہ شعبۃ من شعب انفاق و البغض لہ ﷺ کیف یسوغ لہ ذالک مع قوله تعالیٰ ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اس فتوے پر چندہ شریف کے دس مفتیان کرام کی مہر میں اور تصدیقیں ہیں۔ مفتیان جدیدہ نے بھیچہ مذکور سوال کا حسب ذیل جواب ارتقا فرمایا:

نعم قراءة المولد الشریف مع ذکرہ الاشیاء کے اہتمام کے ساتھ میلاد شریف الاشیاء المذکورة جائزة بل پڑھنا نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحب ہے اور اس کا مستحبہ بنانا فاعلمنا فقد الف فی نے اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھیں ہیں اور ذالک العلماء وحتوا علی فعلہ اس کے انتقاد کی ترقیب دی ہے۔ نیز انھوں نے وقلوا لا ینکرھا الامبتدع، فعلی فرمایا کہ اس کا انکار کوئی بدعتی ہی کر سکتا ہے، حاکم حاکم الشریعة ان معزورہ۔ واللہ شریعت پر ضروری ہے کہ مگر میلاد کو سزا دے۔

اعلم

اس فتوے پر چدیدہ شریفہ کے ۱۲ مفتیان کرام کی مہر میں اور تصدیقیں ہیں۔ حجاز مقدس کے ان قادی کی روشنی میں محفل میلاد کے جواز و احسان کا حکم چودھویں کے چاند کی طرح روشن و منور ہو گیا، اس پر بھی اگر کوئی کلمہ کو مطمئن نہ ہو تو اسے اپنی ایمانی حالت پر غور کرنا چاہئے کہ یقیناً اس کا دل رسول اللہ ﷺ کی جانب سے منافقت اور کھلی دشمنی میں مبتلا ہے۔

بجٹ کافی طویل ہو گئی بس اس خیال سے کہ کہیں ہمارے قارئین کی قسم کی استہانت محسوس نہ کریں ہم اپنا قلم روکتے ہیں اور اس موضوع پر ہمارے پیش نظر اسے شواہد ہیں کہ ایک خفیہ دہشتان میلاد منسخر شوہر پر آ سکتا ہے۔ خدا کرے کہ یہ چند شواہد متحرکین میلاد کی نگری کریں کھولنے کے لئے کافی ہوں اور مختلف ٹولہوں میں بنی قوم عقائد و نظریات کی بے راہ روی سے توجہ پر جوہر کر کے مسلک جمہور اہلسنت و جماعت کے ہم سفر و ہم راہ ہو جائے۔

ابن ہم ذیل میں انوار سلسلہ اور انوار آفتاب صداقت کے حوالے سے عالم اسلام کے ان علماء و مشائخ کی ایک مختصر فہرست پر قلم کرتے ہیں جنہوں نے میلاد رسول ﷺ کے جواز و احتساب کے موضوع پر مستقل کتابیں لکھیں یا احتساب کے فتوے دیئے اور خود متفقہ کر کے اس کی برکات و حسنات سے مالا مال ہوئے۔

۱۔ شیخ عمر بن محمد السلاوی۔ انہوں نے مروریہ صورت میں سب سے پہلے میلاد شریف کا اہتمام کیا۔

۲۔ علامہ ابو الخطاب ابن دبیہ النخعی جو دیر بکھی کو مانی کی اولاد میں سے تھے۔ انہوں نے سب سے پہلے کتاب ”البحر فی مولد السراج المسیر“ تصنیف فرمائی۔ اور سلطان ارسل کو پیش کی۔

۳۔ علامہ ابویسب السیسی زریل قوس۔ یہ چیل القدر نامگی عالم تھے

۴۔ امام ابو محمد عبدالرحمن ابن اسماعیل استاد نام نووی معروف بابا شاہ

۵۔ علامہ ابوالفرح بن جوزی محدث و فقیہ حنبلی

۶۔ امام علامہ سیف الدین حمیری دمشقی حنفی محدث معروف بابا بن طغریک

۷۔ امام القراءہ و محدثین حافظہ شمس الدین ابن جوزی

۸۔ حافظہ عباد الدین ابن کثیر

۹۔ علامہ ابوالحسن احمد بن محمد الدہلوی

۱۰۔ علامہ ابوالقاسم محمد بن عثمان الاولوی دمشقی

۱۱۔ شمس الدین محمد بن ناصر الدین الدمشقی

۱۲۔ علامہ سلیمان برسوی امام جامع سلطان ”کشف الظنون“ میں لکھا ہے کہ ان کا مرتبہ مولود

شریف خیال سردیہ میں پڑھا جاتا ہے۔

۱۳۔ ابن اشعث آقا شمس الدین

۱۴۔ شیخ محمد بن حمزہ العزیزی الواعظ

۱۵۔ علامہ حافظ ابوالخیر خاوی

۱۹۔ ابو بکر الدہلی

۲۰۔ برہان محمد تاجی

۲۱۔ برہان ابوصفا۔ ان کے مولود شریف کا نام ہے فتح اللہ جسی و گنی فی مولد المصطفیٰ

۲۲۔ شمس الدین دیلمی المعروف بابا بن اسماعیل

۲۳۔ برہان بن یوسف الفاوقس۔ ان کے مولود شریف میں چار سوا شمار سے زیادہ ہیں۔

۲۴۔ حافظہ بن الدین عراقی

۲۵۔ محمود الدین محمد ابن یعقوب

۲۶۔ فیروز آبادی شیرازی صاحب قاسوس۔ ان کے مولود شریف کا نام ہے ”المنجات المختصر یہ فی مولد خیر البریہ“ ہے۔

۲۷۔ امام محقق ولی الدین ابوزید العراقی

۲۸۔ جمال الدین النجفی ابہدانی

۲۹۔ یوسف ابوالعزیز

۳۰۔ یوسف بن علی بن رزاق الشامی

۳۱۔ ابو بکر بخاری

۳۲۔ منصور بن یسار

۳۳۔ ابوسوی ترہونی و قبل زہرونی

۳۴۔ شیخ عبدالرحمن بن عبدالملک

۳۵۔ المعروف بالکلس

۳۶۔ صرا الدین ابیہارک الشیر بابا بن الطیارخ۔ انہوں نے اپنے فتوے میں لکھا ہے کہ مولد شریف کے پڑھنے والے کو لباس پختہ پوشاک پہنانا چاہئے۔

۳۷۔ امام علامہ غفر الدین ابن جعفر ربیعینی

۳۸۔ امام علامہ فاضل عبداللہ بن شمس الدین انصاری

۳۹۔ شیخ فاضل عبداللہ بن شمس الدین الشافعی

۴۰۔ علامہ ابن جبر حقلانی

۴۱۔ شیخ خلیل الدین سیوطی۔ مجدد مآخذ تفسیر

۴۲۔ محمد بن علی الدمشقی مصنف سیرت شامی

۴۳۔ شیخ شہاب الدین تطلونی شارح بخاری

۴۴۔ نور الدین علی طبری شافعی مصنف سیرت حلبی

۴۵۔ علامہ محمد بن عبدالہادی زرقانی نامگی شارح مواہب وغیرہ کتب احادیث

- ۳۵۔ علامہ علی بن سلطان محمد بن ربیع معروف بہ ملا علی قاری
- ۳۶۔ عبدالرحمن شافعی صاحب نمونہ الجاس ۳۷۔ نور الدین ابوسعید یوسفی
- ۳۸۔ سید امام جعفر برزنجی۔ ان کا مولد شریف نثر عبارت متفق فصیح مشہور ہے۔ دیار عرب میں بہت پڑھا جاتا ہے۔
- ۳۹۔ سید زین العابدین برزنجی۔ ان کا مولد شریف منظم دیار عرب شریف میں رائج ہے۔
- ۵۰۔ شیخ احمد بن عطاء اللہ القاسم بخاری۔ ان کا نسب محمد بن اسماعیل بخاری تک پہنچتا ہے۔
- ۵۱۔ شیخ اسماعیل حنفی القدی مفسر واعظ مصنف تفسیر روح البیان
- ۵۲۔ احمد بن قشاش مدنی استاد امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی
- ۵۳۔ محمد بن عرب مدنی
- ۵۴۔ شیخ عبدالملک کردی
- ۵۵۔ قاضی ابوالکلام ہاجوری
- ۵۶۔ ابوسعید محمد استاد ہاجیم ہاجوری
- ۵۷۔ شیخ سقاۃ استاد الامام ہاجوری
- ۵۸۔ شیخ عبدالہادی پیر استاد علامہ سقاۃ
- ۵۹۔ شیخ محمد علی
- ۶۰۔ علامہ احمد بن محمد مؤلف خزائن الخیر مولانا خاں
- ۶۱۔ حافظ بن الحدیث جب دمشق شافعی
- ۶۲۔ ابی ذر کاظمی ابن عاکف حافظ کبیر اندلی
- ۶۳۔ سعید بن مسعود زروانی۔ انہوں نے بھی محسوس دنیا کے بیشتر ممالک کے علماء و صوفیہ سے مولد شریف کا ہوا ثابت کیا ہے۔
- ۶۴۔ مولانا زین الدین محمود نقشبندی
- ۶۵۔ علامہ شہاب الدین احمد الکھانی شارح شفا وغیرہ۔ ان کا ایک سال مولد شریف کے جواز میں ہے۔
- ۶۶۔ حضرت مولانا سعید جمال الدین میرک
- ۶۷۔ علامہ محمد باقری مدنی
- ۶۸۔ قاضی ابن خلدون شافعی
- ۶۹۔ مولانا عیسیٰ الدین انوار علی ہمدانی
- ۷۰۔ علامہ ابوالساقی ابن حماد رحمۃ اللہ علیہ
- ۷۱۔ شیخ محمد طاہر محدث مصنف مجمع البحار
- ۷۲۔ شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی
- ۷۳۔ حضرت شافعی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی

- اب ذیل میں تیرہویں اور چودھویں صدی ہجری میں سیلا دالنجی کے اقتباب و احسان کے موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں اور منشور و منظم میلا دناموں کی ایک مختصر فہرست ملاحظہ فرمائیے۔ اگرچہ ان دوصدیوں کی چند تصانیف کا ذکر ماقبل میں بھی ہو چکا ہے:
- ۱۔ احیاء القلوب فی سولہ الحجاب از مولانا عبدالجلیل حسینی حنفی
- ۲۔ تحفہ سراج از مولانا محمد سراج الدین اجیری
- ۳۔ ترجمہ بیان الہیاء والنبی از مولانا غلام حسین الدین نصیری
- ۴۔ چہل حدیث (دوم) از مفتی خلیل احمد برکاتی
- ۵۔ خیابان آفرینش از مولانا امیر امیناٹی
- ۶۔ ذکر شاہ انبیاء از مولانا امیر امیناٹی
- ۷۔ الذکر المودنی بیان المولود المسعود (پنجابی) از مولانا امام الدین قادری
- ۸۔ ذکر سیلا صاحب لولاک از مولانا عبدالحق چودری
- ۹۔ ذکر ولادت آں حضرت ﷺ از مولانا عبدالرزاق فرنگی بھٹی
- ۱۰۔ رسالہ فی ولادت النبی ﷺ از مولانا حافظ محمد برکت اللہ فرنگی بھٹی
- ۱۱۔ مولد شریف از مولانا فخر الدین الآبادی
- ۱۲۔ رسالہ سیلا دالنجی از مولانا عبدالرزاق فرنگی بھٹی
- ۱۳۔ روح العباد فی ذکر الہیاء (پنجابی) از مولانا محمد عبدالکریم قنجداری
- ۱۴۔ سراج منیر از مولانا نجیم الاحسان
- ۱۵۔ سعید البیان فی مولد سید الانس والجان از مولانا شاہ احمد سعید ہمدانی دہلوی
- ۱۶۔ مولد شریف از مولانا حامد خاں صوفی کانپوری

- ۱۔ مولو مجھو
- ۱۸۔ میلاد پاک صاحب لولاک
- ۱۹۔ میلاد تختہ الرسول
- ۲۰۔ میلاد الرسول
- ۲۱۔ میلاد رسول اللہ علیہ وسلم
- ۲۲۔ میلاد شریف
- ۲۳۔ میلاد شریف
- ۲۴۔ میلاد شریف
- ۲۵۔ میلاد فی القرآن
- ۲۶۔ میلاد مبارک
- ۲۷۔ میلاد تہ
- ۲۸۔ میلاد النبی
- ۲۹۔ میلاد النبی ﷺ
- ۳۰۔ منطلق الہلال بارخ ولادۃ العیوب والوصال الزام احمد رضا بریلوی
- ۳۱۔ نورانی خفایک
- ۳۲۔ کفیل بخش
- ۳۳۔ محفل میلاد
- ۳۴۔ مدنی تاجدار
- ۳۵۔ میلاد مصطفیٰ
- ۳۶۔ گھر آئین میلاد (برائے خواتین)

- ۳۔ ذکر میلاد مبارک
- از سید شاہ اولاد رسول مارہروی
- گذشتہ دوسری میں میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر برصغیر میں تحریکی جانے والی کتابوں کی یہ ایک نامکمل فہرست ہے۔ لیکن اس فہرست سے بھی یہ اندازہ ضرور لگایا جا سکتا ہے کہ برصغیر میں بھی میلاد النبی کے جواز و استحسان کے قائلین کی تعداد ۸۰ ہر فیصد سے بھی زائد ہے۔
- احمد آباد میں حضرت محمد شاہ درگاہ شریف کا کتب خانہ بڑی اہمیت کا حامل ہے پانچ جلدوں میں اس کے ذخیرہ مخطوطات کی ایک فہرست شائع ہوئی ہے عربی، فارسی اور اردو مخطوطات کی اس فہرست میں میلاد النبی کے موضوع پر ایک درجن سے زائد کتب موجود ہیں۔
- میلاد النبی ﷺ کے حوالے سے اب یہ عار و روشن کی طرح عیاں ہو گیا ہے کہ سواد اعظم اہلسنت و جماعت کے نزدیک عید میلاد النبی ﷺ کی منہاسی سناٹا اور بارہ ربیع الاول شریف کے حسین موقع پر جلوس نکالنا جائز و مستحسن ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ہمارے قلوب کو حب رسول کے نور سے پرور فرمادے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین ﷺ



ماخذ و مراجع

(۱)

قرآن عظیم

بخاری شریف

مسند احمد

مسند ابوداؤد

شرح مواقف

رسالہ اہلسنت و جماعت

جامع الترمذی

رد المحتار

حاشیہ جلالین

آشوب محمد

ماہنامہ عارف لاہور

اقبال کے حضور

اخبار اہل حدیث امرتسر

اشیاء النبی

برائین احمدیہ

تحفظ شہادت نبوت اور جماعت اسلامی

از امام محمد بن سلیمان بخاری

از امام احمد بن محمد بن حنبل

از سلیمان بن داؤد الطیالسی

از مولانا ابوالفضل

از مولوی سلیمان ندوی

از ابو یوسف محمد بن یحییٰ ترمذی

از علامہ ابن عابدین شامی

از شیخ احمد صاوی

از مولانا قطب الدین عبدالولی فرنگی بحلی

از محمد فاضل

از نذیر احمد یازی

از مولوی ثناء اللہ امرتسری

از مولوی محمد حسین پٹاوی

از غلام احمد قادیانی

از محمد طفیل رشیدی

تذکرہ الناس

کتابت الحنفی

ماہنامہ جنگی دیوبند

مذہب اسلام

تاریخ المذہب الاسلامیہ

لہائیات الارباب فی علایات النسب

ماہنامہ زندگی نوینی دہلی

از مولوی قاسم نانوتوی

از مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی

از عامر عثمانی

از مولانا نجم الحق راجپوری

از پروفیسر محمد ابوزہرہ مصری

از مفتی محمد شفیع دیوبندی

از مسعود عالم گلابی

(۲)

الجامع المستنیر للترمذی

احیاء علوم الدین

الحنفی عن حمل الایثار

المسند امام احمد

الصحيح لمسلم

غنیۃ الطالبین

حمید اللہ علی انصاری

کیمیائے سعادت

المکذبة الوحیہ

انوار قدسیہ (مترجم)

خلاصۃ العارفين

از ابو یوسف محمد بن یحییٰ ترمذی

از امام محمد غزالی

از زین الدین عراقی

از امام احمد

از مسلم بن حجاج القشیری

از شیخ عبدالقادر جیلانی

از شیخ یوسف بن سلیمان بھجانی

از امام محمد غزالی

از امام سید قطاوی

از امام عبدالوہاب شہرانی

از خواجہ بہاؤ الحق

الابریج	از خواجہ عبدالعزیز دہلوی
حالات مشائخ نقشبندیہ	از خواجہ بانی باللہ
میزان شریعت کبریٰ (اول)	از امام عبد الوہاب شہرانی
کشف الکجب (اردو)	از حضرت داتا گنج بخش لاہوری
ملکوتہ الصالح	از شیخ ولی الدین العراقي
مرقات الفائق	از عطی قاری
شرح مواقف	از شیخ ابوالحسن
تفسیر روح البیان (جلد ۵)	از شیخ طہیل حق
دلائل الخیرات شریف	از خواجہ محمد بن سلیمان
مبدأ و معاد	از شیخ احمد سرہندی
مکتوبات امام بانی دفتر اول	از شیخ احمد سرہندی
المقدمۃ السنیۃ	از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
شرح الصدور (اردو)	از علامہ جلال الدین سیوطی
تصحید	از ابوشکور سالمی
ابواب المدحیات	از شیخ عبدالحق محدث دہلوی
کنز العمال (جلد ۱۰)	از علامہ الدین علی البیہقی بن حسام الدین
اسنن للصحیحی	از ابوبکر احمد بن حسین بن علی البیہقی
حدیث الفتن و جہاد ایمان السنن	از مولانا محمد امجد مصباحی
رسالہ رد و افش	از شیخ احمد سرہندی
مولانا ابواللہ فاروقی	از ڈاکٹر کے محمد عبد الحمید اکبر

السنن کی آواز ۱۹۹۸ء (سالنامہ) از ڈاکٹر سید جمال الدین اسلم
 الخلیفہ اتر ۲۱ مارچ ۱۹۳۵ء ص: ۹ از مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی
 امام احمد رضا ایک ہمہ جہت شخصیت از گوثر نیازی

(۳)

ماہنامہ "البلاغ" کراچی فروری ۱۹۶۹ء مضمون از محس الحق افغانی
 تحریک ختم نبوت، مطبوعات چٹان لاہور از آغا شورش کاشمیری
 ارواح حلالہ از مولوی اشرف علی قانوی
 تقویۃ الایمان از مولوی اسٹیل دہلوی
 سنی دیوبندی اختلافات کا منصفانہ جائزہ از مفتی محمد شریف الحق امجدی
 الوہابیت و تقدیم از مبارک حسین مصباحی
 انوار الہامی، جلد ۱۱ از مولوی احمد رضا بجنوری
 باغی ہندوستان، جملہ از مولانا عبدالحکیم شرف قادری
 مقالات سر سید، حصہ شانزدہم از سر سید علی گڑھ
 نزہۃ الخواطر از حکیم عبدالحمید کلکتوی
 تحقیق الفتویٰ فی ابطال الخلفائی از علامہ فضل حق خیر آبادی
 تذکرۃ الرشید از عاشق الہی میرٹھی
 بیٹھل بک فرسٹ تجرب نامہ جنوری تا مارچ ۱۹۹۷ء از بیٹھل بک فرسٹ بنی دہلی
 اعلیٰ فضل حق الخیر آبادی از ڈاکٹر قرآنساء حیدر آباد
 تحقیق الخلفیہ از شاہ منصور اللہ دہلوی

امتیاز حق،

سوانح احمد مطبوعه دہلی

سیرت سید احمد

الدر المنکوح

تواریخ عجیبہ مطبوعه فاروقی دہلی

مقالات سرسید، حاشیہ

مولانا سلیح اور فتویہ الامیان

الاقتصادی مسائل البہاد، مطبوعه کنویر پریس

الحقوق والفرائض

از ڈپٹی منڈیر احمد

(۴)

ابوالکلام آزاد سوانح و افکار، مطبوعات چٹان لاہور از شورش کاشمیری

آزادی کہانی

از عبدالرزاق طبع آبادی

اشہاب الیقین، مطبوعه دیوبند

از مولوی حسین احمد دہلی

فتاویٰ رشیدیہ

از مولوی رشید احمد گنگوہی

اشرف السوانح

از خواجہ عزیز الحسن غوری

جلی دیوبند، فروزی ۱۹۵۹ء

از عامر عثمانی

افکار ملی دہلی جون ۲۰۰۰ء تحریر

از راشد علی شاہ علی گڑھ

ترجمان دیوبند، اپریل ۲۰۰۱ء

از ندیم الودیدی

الدیوبندیہ، سعودیہ عربیہ

از طالب الرحمن سلفی

روزنامہ دانش سرپرست سہارا دہلی، ۳۰ مئی ۲۰۰۱ء

از مولوی اسعد دہلی

(۵)

نادان دہلی، محبوب المطابع دہلی

از خواجہ حسن نظامی دہلی

اہل حدیث اور انگریز

از مولوی بشیر احمد

اگر سال ۲۰۰۱ء

از وحید الدین خان دہلی

تقویہ الامیان

از سلیح دیوبند

تفسیر النبی جلد ۱

از شیخ عبداللہ بن احمد نعیمی

المواہب اللدیہ باب الخ لکھنؤ

از علامہ احمد بن محمد قسطلانی

نخلی العین، بان مینا سید المسلمین

از امام احمد رضا بریلوی

تذکرہ القرآن، جلد اول

از وحید الدین خاں

شمن بیتی

از ابو بکر احمد بن حسین بیتی

شرح الشفاء اول

از ملا علی قاری

جامع الترمذی

از ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی

مقدمہ السنن للبداری

از عبد اللہ بن عبد الرحمن داری

جزا، اللہ عودہ بایانہ شرم لکھنؤ

از امام احمد رضا بریلوی

مشکوٰۃ المصابیح

از شیخ ولی الدین عراقی

حاشیہ المواہب اللدیہ

از صالح احمد شاہی

تحدیر الناس

از مولوی محمد قاسم نانوتوی

کیا مقتدی پر ہی تھو واجب ہے؟
مرثیہ مولوی رشید احمد

از مولوی محمد قاسم نانوتوی
از مولوی محمود حسن دیوبندی

(۶)

روزنامہ دہلی گورکھپور

۲۷ جولائی ۱۹۹۷ء

حدیث کا درجہ امتیازی معیار

از مولوی محمد تقی امینی

فتاویٰ رشیدیہ

از مولوی رشید احمد گنگوہی

برائین قاطعہ

از غلیل احمد انیسوی

تذکیر الاخوان

از مولوی غلیل دیوبلی

محفل میلاد

از ابوبکر جزائری

اشہادہ الاحمریہ من مولد خیر البریۃ

از ابوبکر صدیق حسن خاں بھوپالی

مختصر سیرۃ الرسول

از عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب نجدی

روزنامہ جنگ لاہور

۲۷ جولائی ۱۹۸۰ء تا ۳۰ اکتوبر کوثر نیازی

رضائے مصطفیٰ التحریر

از ڈاکٹر اقبال

ایشیالاہور ۲۷ مئی ۱۹۸۰ء

از ابو اعلیٰ مودودی

الہامی علی انکار الہدع والحوادث

از ابو محمد عبد الرحمن

سبل احمدی

از امام قادری

انوار آفتاب صداقت

از قاضی فضل احمد لدھیانوی

فیوض الحرمین

از شاہ ولی اللہ محدث دیوبلی

اخبار الابخیار

از شیخ عبدالحق محدث دیوبلی

انوار ساطعہ

از مولانا عبدالمسیح رام پوری

ذخائر محمدیہ

از شیخ محمد بن علوی مانگی

ڈائری

از حسن الہنا

ماہنامہ طریقت لاہور، مارچ ۱۹۹۱ء

ردعیۃ التیہم فی ذکر التیہم

از مولانا عبدالحکیم دیوبلی

کیا آپ کے کتب خانہ میں کتابوں کے یہ موقی موجود ہیں؟

75/-	زکریا	3000/-	تفسیر نبوی (جلد ۱۵)
75/-	تبلیغی جماعت	400/-	کلیات تکالیف رضا
75/-	مکتوبات امام احمد رضا	350/-	کتاب الشفاء (جلد ۲)
75/-	مہر وہ ماہ	750/-	معارج النہایت (جلد ۳)
60/-	شہداء النہایت	200/-	تاریخ کربلا
105/-	جہاد والنواطر	150/-	شفاء القلوب
48/-	اسرار و معارف	180/-	شواہد النہایت
300/-	فتاویٰ ملک العلماء	120/-	کربلا کا سفر
75/-	المنادیہ	600/-	روحانی التیومیہ (جلد ۳)
200/-	شرف النبی	275/-	تحفۃ اللامبرار
120/-	غزوات میں مجرست رسول	250/-	قصر عارقال
60/-	رسائل نقشبندیہ	170/-	غزنیہ الاصفیاء چشتیہ
	غیر زادہ ملاما اقبال احمد فاروقی کی کتب	90/-	غزنیہ الاصفیاء سہروردیہ
300/-	فکر فاروقی	45/-	الاشیاء بین الحقیقت والخیال
300/-	مجلس علماء	180/-	فضائل درود
200/-	رجال الغیب	300/-	حیات اہل حضرت (جلد دوم)
150/-	ہاتوں سے خوشبو آئے	75/-	مکمل ایمان
150/-	حسین علی	70/-	زبدۃ القار
		75/-	حسام الحرمین

عربی زبان کے بے نظیر خصائص و محاسن اور مجملہ
السنۃ عالم پراس کی ناقابل انکار فوقیت و قدامت

فَارْتَدُّوا عَنْكُمْ فَاَعْلَمُوا اَنَّكُمْ عَلَىٰ مَنَاقِبٍ اَلْبَلَدِ

ملکیت

مع
تفصیل و
بیتصرہ

علامہ سید سلیمان اشرف ٹیہاری رحمۃ اللہ علیہ

سابق صدر شعبہ علوم اسلامیہ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

مقدمہ

دارالاسلام لاہور

Dar Ul Islam, Lahore

رابطہ: محض رضا احسن قادری

0321-9425765

دین فردش علماء اور ضمیر فردش لیڈروں

انگریزوں نے اپنی اسلام دشمن سازش و عملی جامہ پہنانے کے لیے جاکے تھے۔
سے احمد دین فردش علماء اور ضمیر فردش لیڈروں کا انتخاب کیا۔ اب ذیل میں ہم تاریخ و
شواہد کی تیز روشنی میں برطانوی حکومت کے ان زرخیز غلاموں کے چرے سرعام ہے
نقاب کرتے ہیں۔ جنہوں نے اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے انبیاء اور اولیاء کی
توحین، نئے فرقوں کی ایجاد، تفریق بین المسلمین اور انگریزوں کے خلاف جوش
جہاد کم کرنے لیے اپنی تحریک و عمل اور زبان و قلم کی ہر ممکن کوشش کی اور برطانوی
حکومت سے اعلیٰ تمغیات، بھاری انعامات اور اپنے نت نئے عقائد اور نوپید مذاہب
کی نشر و نما اور اشاعت کے لیے وظائف حاصل کئے۔

انگریزوں نے خاک ہند کے مختلف مقامات سے بااثر علماء اور لیڈروں کا
انتخاب کر لیا۔ جب کہ اکثر مقامات پر ان کی کمندیں ناکام ثابت ہوئیں۔ دہلی کے
مشہور شاہ ولی اللہی خاندان سے مولوی اسماعیل دہلوی پر جال پھینکا اور امید سے زیادہ
کا سیاسی حاصل ہوئی۔ دولت اور اقتدار کا لالچ دے کر دہلوی جی کے فکر و نظر اور زبان
قلم کا سودا کر لیا۔ مولوی اسماعیل دہلوی نے بلا کسی تاخیر اور پس و پیش کے برطانوی حکومت
کے طے شدہ خطوط کے مطابق اپنے کام کا آغاز کر دیا، مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنے ساتھ
کچھ ضمیر فردش علماء اور جہلاء کو بھی لے لیا ان میں سید احمد داس بریلوی، مولوی عبدالحی بیگ صفوی
کے نام خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ جنہوں نے برطانوی حکومت کو مستحکم کرنے کے لیے
انہادین و ایمان تک پہنچا دیا۔

صاحبزادہ حسین مصباحی انیم۔ اے